بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن کریم اور علم ریاضی

ڈاکٹر زہرا بتول

ایسوسی ایٹ پروفیسر آئی بی ٹی علما یونیورسٹی

اسٹنٹ پروفیسر انڈس یونیورسٹی

اسٹنٹ پروفیسر عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کراچی

ایسوسی ایٹ ٹیچر جامعہ کراچی، لیکچرار آغا خان ایجوکیشنل یونیورسٹی کراچی

Fazlee
BOOK

جملہ حقوق بہ حق مصنفہ محفوظ ہیں:

کتاب:	قرآن کریم اور علم ریاضی
مصنفہ:	ڈاکٹر زہرا بتول
اشاعت:	2026ء
پیشکش:	فضلی بک، اردو بازار کراچی۔
صفحات:	347
ملنے کا پتہ:	فضلی بک، اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر:	021-32633887
	03362633887

انتساب

اس کتاب کا انتساب سیدنا حضرت امام علی رضاؓ بن موسیٰ کاظمؓ بن جعفرؓ بن باقرؓ بن زین العابدینؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے نام ہے۔ حضرت امام علی رضاؓ کا اصل نام علیؓ تھا جبکہ آل محمد میں آپؓ تیسرے علیؓ ہیں، آپؓ کی بے مثل شخصیت کو کئی القابات سے نوازا گیا، جس میں قابل ذکر صابر، ذکی، ولی، رضی، وصی رضا، سراج اللہ، نورالہدیٰ، قرۃ العین المومنین، کافی الخلق، فاضل اور صدیق ہیں، تاہم آپؓ کا سب سے زیادہ مشہور ومعروف لقب رضا ہے جس کی وجہ تو جیہہ یہ تھی کے آپؓ کے دوست اور دشمن سب ہی آپؓ سے راضی تھے، آپؓ اپنے ہم نشینوں کے روبرو کبھی پیر نہ پھیلاتے اور نہ ہی ان کی موجودگی میں کبھی تکیہ سے ٹیک لگاتے۔ قرآن کریم کی تلاوت اور اشیاء کائنات میں غور وتفکر آپؓ کا خاص مشغلہ تھا۔ آپؓ ہر روز ایک ہزار نوافل ادا فرماتے۔ روایت میں آتا ہے کے ہر صدی کے اختتام پر اللہ ایک مجدد کامل لوگوں کی اصلاح اور دین اسلام کی تجدید کے لئے بھیجتے ہیں لہٰذا اہل علم حضرت امام علی رضاؓ کے لئے کہتے ہیں کے وہ تیسری صدی کے مجدد اسلام تھے، ابن اثیر اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؓ کی سیرت کاملہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم پر آپؓ کا روحانی فیض جاری فرمائے۔ آمین۔

پیش لفظ

وَاَحۡصٰی کُلَّ شَیۡءٍ عَدَدًا (جن۔ ۲۸)

ترجمہ: (اللہ) نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے

قرآن کریم کا ہر حرف نہایت زبردست کیکولیشن اور مستند حساب اور کتاب کے ساتھ اپنے مقررہ مقام پر ایسے ہی جڑا ہے جیسے قیمتی نگینہ۔ قرآن کریم میں بیان شدہ عددی ترتیب کو اس کا معجزہ قرار دیا جا سکتا ہے، اگر ان الفاظ اور حروف میں معمولی سی بھی تبدیلی کی جائے تو ساری کیلکولیشن درہم برہم ہو جائے گی، یہ کیلکولیشن اس قدر باریک بینی اور مہارت سے کی گئی ہے جس کا تصور دنیا کا ذہین ترین انسان اور حساس ترین کمپیوٹر بھی نہیں کر سکتا ہے۔

اگرچہ صحابہ کرام اس قرآنی حسابی نظام کو بخوبی سمجھتے تھے، لیکن عرب علماء نے بھی قرآن کریم کی اس جہت پر کام کیا۔ خاص طور پر حضرت جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب **الاتقان فی علوم القرآن** میں اس جانب واضح اشارے پیش کئے ہیں۔

کائنات اور کل اشیاء کائنات کا اگر جائزہ لیا جائے تو وہاں کوئی علم موجود ہو یا نا ہو لیکن علم ریاضی وہاں ضرور موجود ہوگا، یعنی خالق کائنات جو علیم و حکیم ہے وہ ایک جانب زبردست ماہر ریاضی دان بھی ہے، یہی نہیں بلکہ اس کی تخلیق کردہ کائنات اور اشیاء کائنات کی ایک معمولی جنبش بھی حساب کتاب سے مبرا نہیں۔ مثلاً انسان، جانور، پودے، پرندوں کا جسمانی نظام، فلکیاتی نظام، پہاڑ، سمندر، دریا، زمین و آسمان کا نظام، ہوا اور فضاء میں گیس کا توازن، تناسب اور ہم آہنگی وغیرہ۔

اسی طرح سے عبادات کی تعداد اوران کے اوقات میں بھی حساب کتاب موجود ہے۔جرائم کی سزاؤں کی تعداد اور مقدار بھی متعین ہیں۔

اس کتاب کو لکھنے کا خیال آج سے 25 برس قبل آیا، جب قرآن کریم کے مطالعے کے دوران درج ذیل آیات کو پڑھنے اور سمجھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۔(قمر۔۴۹)

ترجمہ۔ہم نے ہر شے کوایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۔(طلاق۔۳)

ترجمہ۔بے شک اللہ نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۔(اعلی۔۳)

ترجمہ۔(اللہ) نے ہر شے کا اندازہ مقرر کیا اور اسے رستے لگا دیا۔

اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۔(حج۔۷۰)

ترجمہ۔بے شک یہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے۔۳۹۸

اللہ تعالی نے کائنات کو بلند اصولوں پر قائم کیا ہے، جب ہی کل اشیاء کائنات میں توازن کی کیفیات موجود ہیں، اگر کائناتی فضائی کروں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کے ان کے درمیان باہمی جذب اور کشش کا نہایت منظم نظام موجود ہے، جس میں ذراسی بھی کمی اور کوتاہی کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا ہے، یعنی کل اشیاء کائنات عظیم المثال توازن کی زندہ شہادت اور مثال پیش کرتی ہیں، چنانچہ انسان کو بھی ان اصولوں کو اپنانے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ اشرف المخلوق کے منصب پر فائز علم وعقل سے معمور نہایت اعلی شخصیت کا حامل ہے

اللہ تعالی نے کائنات کی ہر شے کو جوڑے کی شکل میں تخلیق فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔(ذریات۔۴۹)

ترجمہ۔ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں،شاید کے تم اس سے سبق لو۔
اس آیت پر تفکر سے یہ ثابت ہوا کے واقعی کائنات میں اللہ تعالی نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے بالکل اسی طرح سے قرآن کریم میں سورتوں کے جوڑے ہیں جیسے:
سورہ البقرہ اور آل عمران کا جوڑا ہے،اگرچہ سورہ البقرہ اور سورہ آل عمران کے مضامین میں اتنی مشابہت ہے کے صاف پتا چلتا ہے کے دونوں سورتیں ایک دوسرے کا جوڑا ہیں،نا صرف یہ بلکہ قرآن کریم کی ہر سورہ کا ایک جوڑا قرآن کریم میں موجود ہے۔
دوسری جانب حروف مقطعات کی تعداد (۱۴) ہے اور ان سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد ۲۹ ہے،علماء کرام لکھتے ہیں کے حروف مقطعات کائنات کے Controlling Kyes ہیں جن میں ریاضی کے اصول پنہاں اور مسطور ہیں۔
زیر نظر کتاب **قرآن کریم اور علم ریاضی** کی تصنیف اور تخلیق کے در پردہ تقریباً 25 سالوں کی محنت اور تحقیق تو اپنی جگہ لیکن اس کتاب کا اصل سہرا مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاء کے سر ہے ،کیونکہ آپ نے جس طرح سے کائناتی علوم کی عقدہ کشائی فرمائی اس کی مثال محال ہے،تاہم اس کتاب میں چیدہ چیدہ نکات کی ہی نشاندہی کی گئی ہے،کیونکہ بشر انسانی کی سکت اور تحمل اس مضمون کے احاطے سے قاصر ہے۔
ان برسوں میں علم ریاضی کے ماہرین بالخصوص یونیورسٹیز کے پروفیسرز سے بھی اکتساب فیض حاصل ہوتا رہا اور بلاآخر یہ کتاب۔01-07-2025 بروز منگل (۵ محرم الحرام ۱۴۴۷ھ) کو مکمل ہوئی۔اس کی تکمیل کے موقع پر میں اللہ تعالی کی بے حد شکر گزار ہوں،اللہ تعالی اس کوشش کو قبول و منظور فرمائے۔آمین۔

ڈاکٹر زہرا بتول

انتساب:

پیش لفظ:

فہرست مضامین:

باب(۱)-----------------------------------ص۔ 201-12۔

قرآن کریم اور علم ریاضی۔قرآن کریم میں کچھ لفاظ کی تعداد۔علم ریاضی/حساب۔اعداد۔
امام غزالی۔علم ریاضی کی تاریخ۔
۱۔اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سیکھائے۔زراعت کی ابتداء۔علم طب۔
حضرت آدم علیہ السلام اور علم حساب۔
۲۔حضرت ادریس علیہ السلام۔حضرت ادریس علیہ السلام اور علم حساب۔ٹاؤن پلاننگ۔
دیگر علوم وفنون پر حضرت ادریس علیہ السلام
کی دسترس۔حضرت ادریس علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا جانا۔
۳۔حضرت نوح علیہ السلام۔حضرت نوح علیہ السلام اور علم حساب۔کشتی نوح۔
۴۔حضرت ھود علیہ السلام۔قوم عاد کی جسمانی قوت۔قوم عاد پر بھیجے گئے عذاب الہی میں علم
ریاضی۔گرد بار۔
۵۔حضرت صالح علیہ السلام۔قوم ثمود پر تین دن بجلی کا عذاب اور علم ریاضی۔
۶۔حضرت ابراہیم علیہ السلام۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چالیس دن کے لئے آگ میں ڈالے
جانا۔تعمیر کعبہ۔تعمیر کعبہ میں ریاضی کے اصول۔بیت المعمور۔بیت المعمور میں ریاضی کے اصول۔
۷۔حضرت اسماعیل علیہ السلام۔صفاء اور مروہ کے سات چکر۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کا متواتر
تین دن کا خواب۔
۸۔حضرت لوط علیہ السلام۔قوم لوط پر عذاب الہی کی کیفیت۔

۹۔حضرت اسحاق علیہ السلام۔

۱۰۔حضرت یعقوب علیہ السلام۔

۱۱۔حضرت یوسف علیہ السلام۔حضرت یوسف علیہ السلام اور اہرام مصر کی ٹیکنالوجی۔علم ہندسہ۔(Geometry)۔خلاءلہروں کا مجموعہ ہے۔ضابطہ (Formula)۔علم سیارگان۔۔

۱۲۔حضرت شعیب علیہ السلام۔مدین اور اصحاب ایکہ دو الگ الگ اقوام ہیں۔حضرت شعیب علیہ السلام کا مقام بعثت۔

ناپ تول/حساب کتاب میں کمی۔ایکہ والے۔محدود حواس کا قانون۔

۱۳۔حضرت یونس علیہ السلام۔اللہ کے اذان کے بغیر حضرت یونس علیہ السلام کی ازخود ہجرت۔

حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں دعا۔قوم یونس چالیس روز اللہ سے توبہ استغفار کرتی رہی۔قوم اشور کا انجام۔

۱۴۔حضرت ایون علیہ السلام۔صبر ایوب علیہ السلام۔

۱۵۔حضرت موسیٰ علیہ السلام۔چالیس برس تک من وسلویٰ کا نزول۔نبی اسرائیل کے بارہ نقیب اور پانی کے بارہ چشمے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر چالیس روز کے لئے جانا اور تجلی کا دیدار۔قوم موسیٰ کے ستر افراد کی پکڑ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام علوم اور حکمت اللہ نے سیکھائی۔

۱۶۔حضرت ہارون علیہ السلام۔حضرت ہارون علیہ السلام کی فصاحت (الفاظ کی Perfect Calculation)۔

۱۷۔حضرت یوشع بن نون۔قوم بنی اسرائیل چالیس برس تک صحرا میں بھٹکتی رہی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام،قوم بنی اسرائیل کی چالیس برس تک دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے۔

۱۸۔سموئیل نبی۔

۱۹۔حضرت طالوت علیہ السلام۔جالوت سے جنگ۔حسابی پہلو۔

۲۰۔حضرت داؤدعلیہ السلام۔پتھروں کی زبان۔جالوت(جولیت)سے مقابلہ۔حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات۔لوہے کا دور۔لوہے کے خواص۔حسابی پہلو۔پرندوں کی بولی۔

۲۱۔حضرت سلیمان علیہ السلام۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات۔قوت فیصلہ۔عدل وانصاف کا نفاذ۔حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوا پر اختیار۔حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنات اور شیاطین پر مکمل اختیار۔مسجد اقصیٰ کی تعمیر۔حسابی پہلو۔حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات۔

۲۲۔حضرت الیاس علیہ السلام۔حسابی پہلو۔

۲۳۔حضرت الیسع علیہ السلام۔حسابی پہلو۔

۲۴۔حضرت ذوالکفل علیہ السلام۔حسابی پہلو۔

۲۵۔حضرت عزیر علیہ السلام۔سانس کا حساب۔

۲۶۔حضرت زکریا علیہ السلام۔حضرت زکریا علیہ السلام کا صاحب اولاد ہونا۔حسابی پہلو۔

۲۷۔حضرت یحییٰ علیہ السلام۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کی دینی تعلیمات۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل۔

۲۸۔حضرت عیسیٰ ابن مریم۔حضرت عیسیٰ ابن مریم کے معجزات۔حضرت عیسیٰ ابن مریم کا آسمان پر اٹھایا جانا۔قیامت سے قبل ظہور عیسیٰ ابن مریم۔حسابی پہلو۔فزکس۔زندہ کرنے کا حکم۔

۲۹۔محمد ﷺ۔چالیس برس میں نبوت اور رسالت۔احادیث نبوی ﷺ میں علم اعداد اور علم حساب کا تذکرہ۔حوالہ کتب۔

باب(۲)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔222-202۔

مشہور مسلمان ریاضی دان۔۱۔ابوجعفر محمد موسیٰ الخوارزمی۔۲۔جابر بن حیان۔۳۔الماھانی۔

۴۔الجوھری۔۵۔بنوموسیٰ(تین بھائی)۔

۶۔ثابت ابن قرہ۔۷۔احمد بن یوسف۔۸۔ابو کامل شجاع۔۹۔سنان ابن ثابت۔

۱۰۔ابراہیم ابن سنان۔۱۱۔القبصی۔۱۲۔الخازن۔۱۳۔الخوارزمی۔۱۴۔ابوالوفاء البوزجانی۔

۱۵۔الجیلی۔۱۶۔النجدی۔۱۷۔الکرجی۔۱۸۔ابن یونس۔۱۹۔السنجری۔۲۰۔ابن عراق۔
۲۱۔ابن سینا۔۲۲۔البغدادی۔۲۳۔ابن الہیثم۔۲۴۔النسوی۔۲۵۔البیرونی۔
۲۶۔الجیانی۔۲۷۔ابواسحٰق الزرقالی۔۲۸۔عمر خیام۔۲۹۔الاقلیدسی۔۳۰۔جابر بن افلح۔
۳۱۔شرف الدین طوسی۔۳۲۔نصیر الدین طوسی۔۳۳۔السمر قندی۔۳۴۔المغربی۔
۳۵۔الشیرازی۔۳۶۔کمال الدین۔۳۷۔ابن النباء المراکشی۔۳۸۔الخلیلی۔۳۹۔
الالمولی۔۴۰۔الکاشی۔۴۱۔قاضی زادہ الرومی۔۴۲۔الغ بیگ۔۴۳۔القلصاوی۔حوالہ کتب

باب(۳)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔340-223۔

قرآن کا حسابی پہلو۔اسم الباری۔ارشادات خداوندی۔امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال۔
وقت (عصر)۔شمسی سال۔قمری سال۔مہینہ۔ہفتہ۔دن۔گھنٹہ۔سیکنڈ۔ملی سیکنڈ۔مائیکرو سیکنڈ۔
پیکو سیکنڈ۔آٹو سیکنڈ۔نینو سیکنڈ۔دو دنوں میں آسمان کی تخلیق۔آسمان اللہ کی باشعور مخلوق ہے۔
زمین کی تخلیق اور اس کا پھیلاؤ۔مٹی۔قرآن کریم کی روشنی میں مٹی کی اقسام۔دو دنوں میں زمین کی
تخلیق۔زمین اللہ کی باشعور مخلوق ہے۔چار دنوں مین زمینی مخلوقات کی تخلیق۔زمینی مخلوقات۔
پہاڑ اللہ کی باشعور مخلوق ہیں۔پہاڑوں کی مختلف رنگت۔پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں۔دن (النھار)۔
ہر دن اللہ تعالیٰ کی ایک نئی نشان۔اللیل (رات)۔قسم ہے اللیل (رات) کی۔
شمس (سورج)۔قمر (چاند)۔کائنات میں بے شمار چاند۔ستارے اور سیارے۔طارق
ثاقب (روشن ستارے)۔ستاروں کی پیدائش کی سائنسی توجیہات۔بارش۔بارش کا سسٹم۔
بادل۔بارش کے بتدریج مراحل۔۔بارش سے قبل مٹی کی خوشبو۔بوجھل ہوائیں۔
آب زم زم۔کرہ ہوائی۔نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی کرہ ہوائی۔۱۔عطارد۔۲۔زھرہ۔
۳۔مریخ۔۴۔مشتری۔۵۔زحل۔۶۔یورینس۔۷۔نیپچون۔۸۔پلوٹو۔نباتات
(پھول، پھل، درخت اور جڑی بوٹیاں)۔کاربن خیز دور۔الجی۔کائی۔فرن۔
آبی پودے۔درختوں اور پودوں کی اقسام۔

درختوں اور پودوں کی افزائش۔انسان۔Sperm کی تخلیق۔انسانی جسم کا تناسب اور توازن۔ علم ریاضی اور تہذیبی قدامت۔فرشتے۔آسمان اور زمین۔قدر۔مقدار۔اندازا۔پیمانا۔تناسب۔ توازن۔ارشادات خداوندی۔مقداروں کا علم۔تناسب۔توازن۔۱۔توحید۔۲۔رسالت۔ رسول،انبیاءاور پیغمبروں کی تعداد۔الوالعزم پیغمبر۔

۳۔آسمانی/الہامی کتب وصحائف۔قرآن کریم کا دلنشین اسلوب۔سورتوں کے جوڑے اور ان کے گروپس۔۴۔ملائکہ/فرشتے۔۵۔صلوۃ۔۶۔صوم۔شب قدر۔۷۔زکوۃ۔۸۔حج۔

جنت کے دروازے۔جنت کے سات نام۔اہل جنت۔دوزخ کے سات طبقات۔امت۔ سزائیں/حدود۔زنا۔سرقہ(چوری)۔بہتان۔نان نفقہ۔طلاق۔ایلاء(صحبت نا کرنے کی قسم کھانا)۔ظہار۔لعان۔عدت۔حق وراثت۔حق حضانت۔نسب۔قانون شہادت اور خواتین ۔حوالہ کتب۔

کتابیات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص۔347-341۔

باب(۱):

قرآن کریم اور علم ریاضی

قرآن کریم کا ہر حرف نہایت زبردست کیکولیشن اور مستند حساب اور کتاب کے ساتھ اپنے مقررہ مقام پر ایسے ہی جڑا ہے جیسے قیمتی انگوٹھی میں قیمتی نگینہ، اگر ان الفاظ اور حروف میں معمولی سی بھی تبدیلی کی جائے تو ساری کیلکولیشن درہم برہم ہوجائے۔

یہ کیلکولیشن اس قدر باریک بینی اور مہارت سے کی گئی ہے جس کا تصور دنیا کا ذہین ترین انسان بھی نہیں کرسکتا ہے۔

قرآن کریم کے عددی اعجاز سے مراد ایسا نظریہ ہے جس میں عددی ترتیب اور نظم وضبط کے لحاظ سے قرآن کریم کو اللہ کی طرف سے معجزہ قرار دینا ہے۔اس نظریے کے مطابق قرآن کریم میں موجود الفاظ اور حروف کی تعداد میں بہت ہی باریک بینی کے ساتھ ترتیب اور نظم وضبط پایا جاتا ہے، چونکہ کوئی بھی مصنف عدد کے لحاظ سے اس طرح کے حسابی نظام اور ترتیب کو بیان نہیں کرسکتا اس لیے قرآن کریم میں بیان شدہ عددی ترتیب کو اس کا معجزہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

قرآنیات پر تحقیق کرنے والے محققین کے مطابق کریم مجید کا عددی لحاظ سے معجزہ ہونے کی طرف پہلی بار اہل سنت کے نامور عالم دین جلال الدین سیوطی (849-911ھ) نے اپنی کتاب **الاتقان فی علوم القرآن** میں اشارہ کیا ہے۔

مصری محقق رَشاد خلیفہ نے خاص طور پر اس نظریے کو پیش کیا ہے۔انھوں نے تین سال کی مدت میں کمپیوٹر کے ذریعے قرآن میں موجود اعداد وشمار کی تحقیق کی اور سنہ 1972ء میں اپنے تحقیقی نتائج کو میڈیا پر نشر کیا۔1983ء میں ان کی کتاب معجزۃ القرآن الکریم کے نام سے بیروت اور امریکہ

میں شائع ہوئی۔

قرآن کریم کے حسابی نظام کے متعلق رشاد خلیفہ نے یہاں تک دعوی کیا کے قرآن میں موجود عددی حساب وکتاب کے ذریعے قیامت واقع ہونے والی تاریخ کی پیشنگوئی بھی کی جاسکتی ہے۔ رشاد خلیفہ کے بعد قرآنیات کے مصری ایک اور محقق عبدالرزاق نوفل نے اس کام کو جاری رکھا اور قرآن کریم کے عددی اعجاز کے دیگر دروازے بھی کھول دیے، انہوں نے اپنی تحقیق میں کہا کے قرآن کریم میں استعمال ہونے والے متضاد الفاظ کی تعداد ایک دوسرے کے برابر ہے۔ مثلا دنیا کا لفظ اگر 115 مرتبہ استعمال ہوا ہے تو اس کے مقابل آخرت کا لفظ بھی 115 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

قرآن کریم میں کچھ الفاظ کی تعداد:

۱۔دنیا	۱۱۵ مرتبہ	آخرت	۱۱۵
۲۔ملائکہ	۸۸	شیطان	۸۸
۳۔حیات	۱۴۵	موت	۱۴۵
۴۔منافع	۱۵۰	نقصان	۱۵۰
۵۔رسول	۵۰	قوم	۵۰
۶۔ابلیس	۱۱	ابلیس سے پناہ	۱۱
۷۔مصیبت	۷۵	شکر	۷۵
۸۔صدقہ	۷۳	سکون	۷۳
۹۔جہاد	۴۱	مسلمین	۴۱
۱۰۔عیش بھری زندگی	۸	سونا (ذھب)	۸
۱۱۔فتنہ	٦۰	جادو	٦۰
۱۲۔برکت (برکہ)	۳۲	زکوۃ	۳۲

۱۳۔نور	۴۹	دماغ	۴۹
۱۴۔خطبہ	۴۵	زبان(لسان)	۴۵
۱۵۔خوف	۸	خواہش	۸
۱۶۔صبر	۱۱۴	سختی	۱۱۴
۱۷۔شریعت	۴	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴
۱۸۔النساء(عورت)	۲۴	رجل(آدمی)	۲۴
۱۹۔گمراہ انسان	۱۷	بے حس وحرکت انسان	۱۷
۲۰صلوۃ	۵		
۲۱۔یوم	۳۶۵		
۲۲۔شہر(ماہ)	۱۲		
۲۳۔بحر	۳۲		
۲۴۔ارض	۱۳		
۲۵۔کفر	۲۵	ایمان	۲۵۔

۲۶۔لفظ ساعت کا استعمال ۲۴ مرتبہ کیا گیا ہے کیونکہ ایک دن میں ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں۔

۲۷۔السموات السبع (یعنی سات آسمان) کی عبارت 7 مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔

۲۸۔لفظ سجدہ قرآن کریم میں 34 مرتبہ استعمال ہوا ہے، ہر مسلمان ایک دن میں اپنی نماز پنجگانہ میں 34 بار سجدہ انجام دیتا ہے۔

قرآن کریم ایک کتاب العظیم ہے جس میں اتنی Perfect Caculation موجود ہے جو کسی بشر انسانی کے بس کی بات نہیں۔

جدید ترین تحقیق کے مطابق قرآن کریم کے حفاظتی نظام میں 19 کے عدد کی خاص اہمیت اور بڑا عمل دخل ہے۔

حروف مقطعات والے سورتوں میں استعمال ہونے والے تمام حروف مقطعات کی تعداد پر 19 کی عدد تقسیم ہوسکتی ہے۔

اس حیران کن دریافت کا سہرا ایک مصری ڈاکٹر راشد خلیفہ کے سر ہے جو ایک امریکن یونیورسٹی میں کیمسٹری کے پروفیسر ہیں۔

1968ء میں انھوں نے قرآن کریم پر تحقیق کا آغاز کرتے ہوئے اس میں موجود الفاظ اور حروف کے مابین تعلق کو تلاش کرتے ہوئے اس کی عددی اور حسابی تعلق پر کام شروع کیا جو کامیابی سے بڑھتے بڑھتے 1972ء تک باقاعدہ ایک ادارے کی شکل اختیار کر گیا۔

انھوں نے الفاظ اور حروف کے مابین حسابی ترتیب پر اپنی تحقیق میں کافی کچھ discover کیا۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے!

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۔(مدثر۔۳۰)۔ترجمہ۔(جہنم) پر انیس فرشتے مقرر ہوں گے۔

محقق کا خیال ہے کے اس 19 کے ہندسے میں یقیناً حفاظت کا کوئی پہلو پوشیدہ ہے کیونکہ قرآن کریم کی ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوئی اور اس میں موجود الفاظ کی تعداد بھی 19 ہے، مزید تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے بسم اللہ الرحمن الرحیم میں 4 الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ بھی پورے قرآن کریم میں 19 مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔

لفظ الرحمن 57 مرتبہ استعمال ہوا ہے، جو 19x3 کا حاصل ہے اور لفظ الرحیم 114 مرتبہ استعمال ہوا ہے جو 19x6 کا حاصل ہے اور لفظ اللہ پورے قرآن کریم میں 2699 مرتبہ استعمال ہوا ہے جو 19x142 کا حاصل ہے لیکن اللہ کی ذات کسی حساب کی تابع نہیں وہ یکتا اور اکیلا ہے۔

قرآن کریم کی سورتوں کی تعداد 114 ہے جو 19x6 کا حاصل ہے۔

سورہ التوبہ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل نہیں ہوئی لیکن سورہ نمل کے درمیان میں ایک بسم اللہ کی آیت موجود ہے، اگر یہ نا ہوتا تو حسابی قاعدہ فیل ہوجاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ العلق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں، تحقیق کے مطابق، ان پانچ

آیات کے کل الفاظ 19 ہیں اور ان 19
الفاظ میں کل حروف کی تعداد 76 ہے، جو 19x4 کا حاصل ہیں لیکن سورہ العلق میں کل حروف کی تعداد 304 ہے، جو 19x4x4 کا حاصل ہیں۔
سورہ العلق قرآن کی 96 نمبر کی سورہ ہے، اگر سورہ الناس کی طرف سے اس کو گنا جائے تو اس کا نمبر 19 ہے جبکہ ابتداء سے اس سورہ کا نمبر 96 ہے، یعنی اس سے قبل 95 سورتیں موجود ہیں جو 19x5 کا حاصل ضرب ہیں، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کے سورتوں کی ابتداء اور انتہاء میں بھی ایک مکمل حسابی نظام موجود ہے جو کسی بشر کی سوچ اور طاقت سے باہر ہے، اتنی
Perfect Caculation اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا ہے۔
سورہ نصر کو آخری وحی میں شمار کیا جاتا ہے، سورہ نصر بھی 19 الفاظ پر مشتمل سورہ ہے، محقق نے اپنی تحقیق میں یہ ثابت کیا ہے کے قرآن کریم کی پہلی اور آخری سورت میں ایک جیسا حسابی قاعدہ پنہاں اور موجود ہے، اور اللہ نے انھیں ایک ہی حسابی قاعدے سے نازل فرمایا ہے۔
سورہ بقرہ میں کل آیات کی تعداد 286 ہے، اگر اس میں سے 2 ہٹا دیں تو 86 مکی سورتوں کی تعداد ہے جبکہ 286 میں سے اگر 6 ہٹا دیں تو پھر 28 مدنی سورت کی تعداد بنتی ہے۔
تاہم 86 اور 28 کو اگر جمع کریں تو 114 بنتی ہیں جو کے قرآن کریم کی کل سورتوں کی تعداد ہے۔
ثابت ہوا کے نہایت جدید اور طاقتور حسابی کمپیوٹر سے بھی اتنی
Perfect Caculation ممکن نہیں، قرآن کریم کا حسابی نظام نہایت شاہکار اور ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔
سورہ الکوثر قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورہ ہے جس میں کل تین آیات ہیں، اور ہر آیت میں 10,10,10 آیات ہیں۔ اس سورہ میں لفظ الف بھی 10 بار آیا ہے، اس سورہ میں کی تمام آیات کا اختتام لفظ راء پر ہوا ہے، جبکہ حروف تہجی میں ر کا نمبر بھی 10 ہے، جبکہ قرآن کریم کی وہ تمام سورتیں جس کا اختتام راء پر ہے ان سورتوں کی تعداد بھی 10 ہے۔

سورہ الکوثر میں قربانی کا ذکر بھی کیا گیا ہے، کیونکہ ذی الحجہ کی 10 تاریخ کو قربانی سے نسبت ہے۔اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ۔(کوثر ۔ ۲)

ترجمہ۔آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔

علم ریاضی/حساب:

ریاضی کا لفظ ریاضت سے بنا ہے جس کے معنی سیکھنا یا مشق کرنے کے ہیں، جبکہ حساب عربی زبان کا لفظ ہے، جس کو اردو میں ریاضی اور انگریزی میں Arithmetic یا Mathematics کہا جاتا ہے۔

Mathematics یونانی زبان کے لفظ Mathema سے ماخوذ ہے، جس کے معنی سیکھنا اور پڑھنے کے ہیں۔

علم ریاضی کی سادہ ترین شکل اور اس کا مفہوم اعداد کو گننا ہے۔

اردو زبان میں حساب کے معانی شمار کرنا، اندازہ قائم کرنا، گنتی، میزان، جوڑ، نرخ، بھاؤ، قیمت، سمجھ، رائے خیال، لین دین، طور، طریقہ، قاعدہ، ڈھنگ، معاملہ، تعلق، سلسلہ، ربط، لگاؤ، لگاوٹ، مقدار، تناسب، نسبت، محاسبہ، پوچھ گچھ، احتساب، جزا سزا، تعین، حالت اور کیفیت کے ہیں۔

ماہرین کے مطابق، علم ریاضی میں انسانی ذہن کا ارتقائی سفر انسانی ترقی کی بنیاد ہے، جرمنی میں Mathematics کی اہمیت کے پیش نظر 2008ء کو ریاضی کی آ گاہی کا سال قرار دیا گیا تھا۔

ریاضی کی دنیا میں صفر کی دریافت کے بعد انقلاب رونما ہو گیا۔

علم ریاضی انسان کی زندگی کا لازمی جز ہے، کائنات، زندگی یا مخلوقات کی کوئی حرکت، ان کا جسمانی نظام، ان کا اندرون اور بیرون سب کا سب علم ریاضی کی گرفت میں ہے، یعنی اس پوری کائنات میں جس جانب نظر دوڑائی جائے وہاں علم ریاضی پوری تمکنت کے ساتھ براجمان ہے۔

علم ریاضی میں دن، رات، شماریات، فلکیات، بروج کی چال اور حرکات، طبعیات، حیاتیات،

نظریاتی سائنس، کامرس اور موسیقی کے سات سرتک شامل ہیں۔

اعداد:

قدیم مسلم ریاضی دانوں نے اعداد کا موجودہ تصور پیش کیا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں یورپ اپنی کم علمی کے باعث رومن اعداد سے شمار کا کام لیا کرتے تھے مثلاً 28 کو رومن اعداد میں xxviii لکھا جاتا، لیکن اس طریقے سے ضرب، تقسیم، جمع، اور تفریق جیسے بنیادی مسائل بہت دشوار تھے، مگر مسلمانوں کی علم ریاضی کی تحقیق اپنے دور کے اعتبار سے انتہائی جدید اور منفرد تھی۔ یہ مسلم ریاضی دانوں کا ہی کمال تھا کے بڑے بڑے اعداد کو انھوں نے مختصر کر کے لکھنا سیکھایا۔ جیسے روشنی کی رفتار 300,000,000 میٹر فی سیکنڈ ہے یا ایک ملین (1000,000) روپے کو لکھنے میں علامت نویسی یعنی Scientific Notation کے ذریعے انھوں نے مشکل اور طویل اعداد کو مختصر کرنا سیکھایا۔ جیسے

نام	ہندسے	عدد (سائنسی انداز)
ا۔ ایک	1	10(0)
۲۔ ہزار	1000	10(3)
۳۔ دس لاکھ (ملین)	10,00000	10(6)
۴۔ ایک ارب (بلین)	1,000,000,000	10(9)
۵۔ دس کھرب (ٹریلین)	1,000,000,000,000	10(12)
۶۔ پدھم (کواڈ ریلین)	1,000,0000,000,000,000	10(15)
۷۔ سنکھ (کوٹینٹلین)	1,000,000,000,000,000,000	10(18)

ان سے بھی بڑے اعداد جیسے ہیکسیلین (21)10، پینٹلین (24)10، آکٹیلین (27)10، نونیلین (30)10 اور ڈیسلین (33)10 کہلاتے ہیں۔

اس کے بعد یونو ڈیسیلین (36)10اور ڈیوڈسیلین (39)10 بھی شامل ہیں، تاہم شماریات کا سلسلہ بغیر رکے جاری رہتا ہے۔

ریاضی دانوں نے انھی آسان اعداداور شماریات کی وجہ سے باآسانی کل کائنات میں موجود ایٹمز کی اندازاً تعداد کو معلوم کرلیا ہے۔

مثلاً۔ایک گرام مادہ (24)10 پر مشتمل ہوتا ہے۔

ایک ستارہ اندازاً (23)10 گرام وزنی ہوتا ہے۔

ایک کہکشاں اندازاً (11)10 ستاروں پر مشتمل ہوتی ہے۔

پوری کائنات اندازاً (10)10 کہکشاؤں پر مشتمل ہے۔

تو ان تمام کو باہم ضرب دے کر 10 کی قوتوں کو جمع کرلیں گے۔

گویا کائنات (78)10 ایٹمز پر مشتمل ہے۔

مثال: اگر زمین کا وزن (24)6x10 کلوگرام ہے تو کل ایٹمز کی تعداد کیا ہوگی؟

6x10(24)KG=6x10(24)x10(3)gm,6x10(27)gm۔

6x10(51)Atoms=10(24)x6x10(27)

امام غزالی:

امام غزالی اپنی تصنیف خیر المقال فی ترجمہ المنقذ من الضلال میں لکھتے ہیں! علوم فلسفہ کی چھ اقسام ہیں۔

ا۔ریاضی۔۲۔منطق۔۳۔طبیعات۔۴۔الہیات۔۵۔سیاست مدنی۔۶۔علم اخلاق۔

ا۔علم ریاضی:

امام غزالی علم ریاضی کے بارے میں لکھتے ہیں! علم ریاضی حساب، ہندسہ و علم ہیئت عالم ہے، اور ان کے صحیح ہونے یا نا ہونے سے کوئی امر دینی متعلق نہیں بلکہ یہ امور استدلالی ہیں ان علوم کو جاننے اور سمجھنے کے بعد ان سے انکار ناممکن ہے، لیکن ان علوم کی دو آفات ہیں۔

۱۔ پہلی آفت یہ ہے کے ان علوم پر غور فکر، تحقیق و جستجو، باریک اور روشن دلائل سے عقل انسانی حیران اور مستعجب ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ فلسفیوں کو اچھا سمجھتے ہیں کیون کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کے جس طرح سے علم ریاضی میں وہ دو اور دو چار کی بالکل واضح دلیل دے رہے ہیں بالکل اسی طرح سے باقی علوم پر بھی وہ اسی انداز سے دلائل قائم کرتے ہوں گے، چنانچہ اہل فلاسفہ کا علم مستحکم ہے۔

۲۔ دوسری آفت یہ ہے کے جو دین اسلام سے متعلق جہلاء یہ سمجھتے ہیں کے دین کی فتح یابی یہ ہے کے جو چیز بھی علم فلاسفہ سے منسوب ہے اس کا انکار واجب ہے، چنانچہ وہ سائنس اور فلسفہ کی شدت سے مذمت کرتے ہوئے ان سے وابستہ علوم کی نفی کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ وہ سائنسی میدان میں کی گئی کسوف اور خسوف سے متعلق حقائق کا بھی شدت سے انکار کرتے ہیں۔ ا؎

علم ریاضی کی تاریخ

علم ریاضی ایک قدیم ترین علم ہے، جس کی ابتداء انسان کی ابتداء کے ساتھ تو منسلک ہے لیکن یہ علم انسان سے بھی زیادہ قدیم ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے تمام پیغمبروں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک سب کو علم ریاضی، معین مقداروں، حساب کتاب، تناسب اور توازن کے علم سے بذریعہ وحی متصف فرمایا۔ اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

۱۔ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سیکھائے

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام دونوں ہی اس زمین کے اولین انسان سمجھے جاتے جاتے ہیں، اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد انھیں تمام کائناتی علوم سیکھائے جس کو علم الاسماء کہا جاتا ہے یعنی دنیا کے تمام علوم، سائنس و ٹیکنالوجی، کمپیوٹر سائنسز، بائیولوجی، بوٹنی، زولوجی، جینیٹک سائنسز، فوڈ سائنسز، فزکس، کیمسٹری، میتھمیٹکس، سائیکولوجی، سوشیولوجی، جغرافیہ، تاریخ، فلسفہ، ایگری کلچر، اور دین اسلام کا مکمل علم اس میں شامل ہے۔ جب

فرشتوں کو اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدے کا حکم دیا تو انھوں نے کہا کے اللہ تعالی آدم کی نسل تو زمین میں فساد پھیلائے گی، جس پر اللہ نے فرمایا! جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے، پھر اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کے جو علم الاسماء اللہ نے انھیں عطا فرمایا ہے اس کو فرشتوں کے سامنے بیان کریں، چنانچہ اللہ کے حکم کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے جب تمام علم الاسماء کو بیان فرمایا تو فرشتے سجدے میں گر گئے کیونکہ وہ آدم کی اس علمی فضیلت سے ناواقف تھے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں! آدم کو آدم اس لئے کہا گیا کیونکہ انھیں عقل وفہم دے کر تمام مخلوقات پر فضیلت دی گئی۔

آدم کا لفظ آدمۃ سے نکلا ہے جس کے معنی گندمی کے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں ۲۵ مرتبہ آیا ہے۔

تورات کے مطابق! حضرت آدم نے ۹۳۰ برس عمر پائی۔

معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر ہوئی تھی، اس آسمان کا نام **رقیعہ**

ہے جس کی رنگت دودھ سے زیادہ سفید ہے۔

زراعت کی ابتداء:

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں نسل انسانی نے **علم طب**، **علم حساب**، اور **علم موسیقی** کے علاوہ **زراعت** بھی شروع کردی تھی۔

تورات میں درج ہے! خداوند نے باغ عدن سے جب آدم کو باہر کردیا اور انھیں زمین پر بھیج دیا تو انھوں نے کھیتی باڑی شروع کی

(تورات) زمین پر اترنے کے بعد آدم نے گزر بسر کے لئے کھیتی باڑی شروع کی۔

حضرت سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں! حضرت آدم ایک سرخ بیل کے ساتھ ہل چلاتے اور اپنی

پیشانی سے پسینہ بھی پونچھتے اور یہ ان کی مشقت تھی۔

ماہرین آثار قدیمہ نے جو اولین ہتھیار دریافت کئے ہیں وہ پتھر سے بنے ہوئے ہیں اوران کا تعلق تہذیب کے اس دور سے ہے جیسے پتھر کا زمانہ کہا جاتا ہے، الہٰذا زمین پر اولین تہذیب کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے ڈالی، آپ نے ہی سب سے پہلے آگ کو استعمال اور دریافت کیا۔

زراعت ایک مکمل سائنس ہے، جس میں حساب کتاب موجود ہے، دنیا میں زراعت کی ابتداء
حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں شروع
ہوئی، کیونکہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو کل کائنات کا علم عطا فرمایا تھا چنانچہ وہ ہر چیز کو جانتے اور سمجھتے تھے۔

زراعت جانوروں، پودوں، خوراک، غذائی ریشہ، حیاتیاتی ایندھن، دواؤں میں استعمال ہونے والی جڑی بوٹیوں اور انسانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے جز لازم کی حیثیت رکھتا ہے۔

زراعت کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا قدیم خود انسان ہے، تاہم زراعت انسانی تہذیب کی وراثت میں ایک اہم ترین پیشرفت ہے۔

یہ نکتہ نہایت قابل غور ہے کے دنیا میں موجود تمام معلوم اور نامعلوم علوم کے در پردہ لازماً کوئی نا کوئی پیغمبر ہوگا کیونکہ علم خدا کا نور ہے جس کو اللہ تعالی پاک سینوں میں بذریعہ وحی نازل فرماتا ہے کیونکہ عام انسان اس علم اور نور کا تحمل نہیں کرسکتا، یہ صرف اور صرف پیغمبروں کا وصف ہے کے وہ علم کے اس بوجھ کو اپنے سینے پر برداشت کرتے ہیں۔

علم طب:

علم طب اللہ تعالی کا خاص عطیہ ہے، اللہ تعالی حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علم الاسماء عطا فرمائے، انھوں نے جڑی بوٹیوں سے بیماریوں کے علاج بتائے، سب سے پہلے انھوں نے دوہری ٹہنیوں سے آگ روشن کی، اپنی اولاد کو اللہ کی عبادات سیکھائی۔

حضرت آدم علیہ السلام اور علم حساب

علم الحساب ایک ایسا علم ہے جس کی گرفت میں کائنات کی ہر شے شامل ہے، کوئی شے، وقت، انسان، جانور، پرندے، پودے، زمین، آسمان، بادل، ہوا، معدنیات، چاند، سورج، ستارے، سیارے، سمندر، دریا، پہاڑ اور کل مخلوقات دیدہ و نادیدہ سب کی سب علم ریاضی کی گرفت اور زمرے میں شامل ہے، اللہ تعالی نے تمام علم الاسماء حضرت آدم علیہ السلام کو سیکھائے جس میں دنیا کا ہر علم شامل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نو چیزیں اپنے ساتھ لائے تھے۔ ا۔ حجر اسود جو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ ۲۔ جنتی درختوں کی پتیاں اور پھولوں کی پنکھڑیاں۔ ۳۔ آس نامی درخت کی ایک لاٹھی۔ ۴۔ بیلچہ۔ ۵۔ کدال۔ ۶۔ صنوبر۔ ۷۔ سندان یا اہران۔ ۸۔ ہتھوڑا۔ ۹۔ سنڈاسی۔ ۲؂

حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلے بیر کا پھل تناول فرمایا۔ ۳؂

حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے کی۔

ا۔ طور سینا۔ ۲۔ طور زیتون۔ ۳۔ جبل لبنان۔ ۴۔ جبل جودی۔ ۵۔ جبل نور (یعنی غار حرا جہاں واقع ہے اس کے پتھر سے بیت اللہ کے ستون تعمیر فرمائے۔ ۴؂

حضرت آدم علیہ السلام کا قد مبارک ساٹھ ہاتھ تھا۔ ۵؂

آپ کی عمر مبارک (۹۳۶) برس تھی۔ ۶؂

آپ کی وفات سری لنکا میں نوذ نامی پہاڑی مقام پر ہوئی۔

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرشتوں نے آپ کو غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھی۔

دوسرے قول کے مطابق! حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے فرزند حضرت شیث علیہ السلام سے کہا! آپ نماز جنازہ پڑھائے۔ تاہم آپ کی نماز جنازہ میں ۳۰ تکبریں پڑھی گئیں، جو صرف اور صرف آپ کا اعزاز خاص تھیں۔ ۷؂

۲۔حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبراور نبی تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام،حضرت آدم علیہ السلام کی چھٹی پشت میں حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا ہیں۔

یونانی زبان میں آپ کا نام ہرمیس،عبرانی زبان میں میں حنوک اور قرآن کریم میں آپ کوادریس کہا گیا۔آپ کوادریس اس لئے بھی کہا گیا کیونکہ آپ نے سب سے پہلے درس کتاب دیا۔۸؎

حضرت ادریس علیہ السلام کا لقب (ہرمس الہرانس) بہ معنی حکیم الحکماء۔

معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے چوتھے آسمان پر ہوئی،چوتھے آسمان کا نام **زاھرہ** ہے

جس کی رنگت چاندی سے زیادہ سفید اور چمکدار ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام اور علم حساب

ٹاؤن پلاننگ:۔

حضرت ادریس علیہ السلام کواللہ تعالی نے ٹاؤن پلاننگ کا علم اورٹیکنالوجی عطافرمائی،چنانچہ اسی علم کی روشنی میں آپ نے تمدن اور معاشرت کے قوانین وضع کئے۔

بابل(سریانی زبان میں بابل ہنر کو کہتے ہیں،یہ دریاے دجلہ اور فرات کا دوآبہ بھی ہے)انسانی آبادی اور تہذیب وتمدن کا سب سے پہلا شہر ہے جواب کوفہ کے نام سے مشہور ہے۔آپ نے مصر کی جانب ہجرت کی اور دریائے نیل کے کنارے ایک شہر کو منتخب کیا اور آپ نے اس شہر کو بابلیون کا نام دیا۔

آج دنیا بھر کی انجینیرنگ یونیورسٹیز میں سول انجینیرنگ پڑھائی جاتی ہے،جس کی ابتداء فرانس،جرمنی یا لندن سے نہیں ہوئی بلکہ اس علم کی ابتداء حضرت ادریس علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی،اللہ تعالی نے حضرت ادریس علیہ السلام کوشہر آباد کرنے کی سائنس اورٹیکنالوجی بذریعہ وحی

عطا فرمائی، چنانچہ ایک گھر سے دوسرے گھر کا فاصلہ، شاہراہیں، کشادہ گزرگاہیں، سردی میں گھر گرم اور گرمی میں ٹھنڈے، سیورج سسٹم، ہوا کے گزرنے کے انتظامات، کھڑکی، دروازے، کھیل کے میدان، بازار، مطب اور تجارتی مراکز وغیرہ۔

اگر شہر میں ندی یا تالاب ہے تو اس پر پل بنانا، اگر شہر میں کوئی پہاڑ ہے تو اس کے اندر سرنگ بنانا ،گھر بنانا اور شہر آباد کرنا ایک سخت محنت، علم، سائنس اور ٹیکنالوجی کا مرہون منت ہے اور یہ علم دنیا بھر کی یونیورسٹیز میں پڑھایا جاتا ہے۔

اس علم میں حساب کتاب اور علم ریاضی، جیومیٹری اور الجبرا کا بڑا عمل دخل ہے۔۔

آپ کو اللہ نے ٹاؤن پلاننگ کا علم بذریعہ وحی عطا فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے شاگردوں نے ۲۰۰ شہر آباد کیئے۔

دیگر علوم وفنون پر حضرت ادریس علیہ السلام کی دسترس:

حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالی نے علم ریاضی، فن کتابت، ٹیلرنگ، ناپ تول کے اوزان، اسلحہ سازی، علم نجوم اور قلم بنانے کا علم عطا فرمایا، آپ ۷۲ زبانیں جانتے تھے۔ آپ نے سب سے پہلے کپڑے کو کاٹنا اور سینا سیکھایا، جس میں ناپ تول اور حساب کتاب کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے قبل لوگ اپنے جسموں کو کھال سے ڈھانپا کرتے تھے۔ ۹؎

آپ نے سب سے پہلے روئی کا کپڑا پہنا۔ آپ کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۔۱۰؎

ترجمہ۔ کتاب میں ادریس کو یاد کیجئے بلاشبہ وہ صدیق تھے نبی تھے، اور ہم نے ان کو بلند مرتبہ پر اٹھالیا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت **وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا** سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ نے چھٹے آسمان پر اٹھالیا اور وہیں ان کی وفات ہوگئی۔ ۱۱؎

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! معراج پر جب مجھے اوپر آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ ۱۲؎

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے آیت **وَّ رَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا** کے بارے میں فرمایا! حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان پر ہیں۔ ۱۳؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت **وَّ رَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا** سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان کے اوپر اٹھایا گیا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تھا اور ان کو موت نہیں آئی۔ ۱۴؎

بائبل میں ہے، حنوک کی عمر ۳۶۵ برس تھی اور حنوک خدا کے ساتھ چلتا رہا اور غائب ہو گیا کیونکہ اسے خدا نے اٹھالیا۔ ۱۵؎

۳۔حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کو ابوالبشر ثانی بھی کہا جاتا ہے، آپ کی والدہ کا نام سخابنت انوش تھا۔ علماء کرام لکھتے ہیں، نوح عربی زبان کا لفظ نہیں ہے۔ عربی زبان میں ناح سے مراد چیخ و پکار ہے جبکہ نوح سے ہی نوحہ کرنا بھی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام بہت زیادہ گریہ وزاری کیا کرتے چنانچہ اسی مناسبت سے ان کا نام نوح پڑ گیا۔

امام ابن حبان نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، حضرت امامہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن یعنی (۱۰ صدیوں) کا فرق یا فاصلہ تھا۔ ۱۶؎

حضرت نوح علیہ السلام کا موجودہ وطن عراق ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور علم حساب

کشتی نوح:

اللہ تعالی نے حضرت نوح کو کشتی بنانے کی ٹیکنالوجی بذریعہ وحی عطا فرمائی، اس سے قبل بنی نوع انسانیت سمندر میں سفر کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعے بنی نوع انسانیت کو Shipping Industries کے علم سے متصف فرمایا۔ انجیل کے مطابق اس کشتی کی لمبائی ۳۰۰ کیوبٹ (۴۵۰ فٹ) ۵۰ کیوبٹ چوڑی (۷۵ فٹ) ۳۰ کیوبٹ اونچی (۴۰ فٹ)۔ ۱۷؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی لمبائی تین سو ذراع ،اونچائی تیس ذراع، عرض پچاس ذراع تھی جبکہ اس کا دروازہ اس کی چوڑائی میں تھا۔ ۱۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، اللہ نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو جب کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تو انھیں بتایا گیا کے ساج (ساگوان) کا درخت لگاؤ چنانچہ ساج (ساگوان) کا درخت لگایا گیا، پھر اس درخت کو کاٹ کر خشک کیا گیا پھر اس کشتی کی شکل صورت اور ناپ تول بتایا گیا چنانچہ کشتی کا سر مرغ کی طرح، اس کا درمیانی حصہ پرندے کے سینہ کی طرح، اور اس کشتی کا آخری حصہ مرغ کی دم کی مانند بنایا گیا، اس کشتی کے کئی طبقات بنائے گئے، تاہم اس کشتی کا دروازہ اس کے پہلو میں بنایا گیا اور اس کو لوہے کی کیلوں سے مضبوط کیا گیا، یہ لوہے کی کیلیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے حضرت جبرئیل کے ہاتھوں بھیجیں۔ اس کشتی کے ایک طبقے میں جانوروں کے جوڑے، ایک طبقے میں مومنین مرد و عورت جبکہ اوپری طبقے میں پرندوں کو رکھا گیا۔ ۱۹؎

ضحاکؒ سے روایت ہے کے سلیمان فرائی نے فرمایا! نوح نے چار سو سال تک کشتی کا کام کیا اور چالیس سال میں ساگوان کا درخت لگایا یہاں تک کہ اس کی لمبائی چار سو ذراع ہوگئی اور ایک ذراع کندھوں تک تھا۔ ۲۰؎

ابن جریرؒ نے زید بن اسلمؒ سے روایت کیا! نوح علیہ السلام نے ایک درخت لگایا، پھر اس کو کاٹ

کرخشک کیا پھر سوسال تک کشتی کا کام کیا۔۲۱؎
جس دن لوگ اس کشتی سے اترے اس دن دس محرم الحرام تھا۔۲۲؎
یہ کشتی کئی منزلہ تھی۔
۱۸۴۴ء میں ایک I.K.Bruvel نامی شخص نے گریٹ بریٹن نامی ایک جہاز بنایا جو اسی کشتی کی پیمائش پر بنائی گئی تھی۔ جس نے سینکڑوں کامیاب سمندری سفر کئے اور بے شمار طوفانوں کا مقابلہ بھی نہایت کامیابی سے کیا۔
دنیا کی ہر ایجاد میں پہلی ایجاد سب سے زیادہ اہم ترین اور قابل ذکر ہوتی ہے کیونکہ اسی کو دیکھ کر مزید ایجادات کے راستے کھلتے اور مزید ایجادات کے لئے تحریکات کی ابتداء ہوتی ہے۔ آج دنیا نے Shipping Industries میں کمالات اور تاریخ رقم کردی ہے۔
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۔۲۳؎
ترجمہ۔ یہ جہاز اُسی کے ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے اُٹھے ہوئے ہیں۔
اللہ نے اس دنیا میں بے شمار سمندر، دریا اور جھیلیں پیدا فرمائیں اور ان میں با حفاظت سفر کے انتظامات کے لئے سمندری جہاز اور
کشتیوں کی ٹیکنالوجی بھی بذریعہ وحی اپنے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کو عطا فرمائی، حضرت نوح علیہ السلام سے قبل کوئی شخص عظیم الشان سمندروں میں سفر کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اللہ تعالی نے انھیں بذریعہ وحی سمندری جہاز کی مکمل ٹیکنالوجی فراہم کی جس پر عمل کرتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام ایک بڑی کشتی بنانے میں کامیاب ہو گئے جبکہ آج بھی بڑی بڑی شپنگ انڈسٹریز میں اس پہلی کشتی کے Measurement پر عمل کرتے ہوئے دیگر سمندری جہاز نہایت کامیابی سے تیار کئے جا رہے ہیں کیونکہ اس پہلے کشتی کا Measurement اس قدر مکمل اور بے عیب ہے جس کی مثال ملنا محال ہے جبکہ دوسری جانب اس فارمولے سے بنائے گئے دیگر سمندری جہاز کامیاب سفر کی ضمانت بھی ہیں یعنی وہ سمندری حادثات سے بھی محفوظ

و مامون ہیں اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک بے شمار وزنی سامان تجارت، مسافر اور دیگر عملہ کے ساتھ کامیاب سمندری سفر کرتے ہیں۔

ابتداء میں کھوکھلی کشتیاں بھی بنائی گئیں، جس میں بادبان کا اضافہ بھی کیا گیا، اگر چہ یورپ سے برصغیر پاک و ہند کا خشکی کا راستہ اسلامی ممالک سے گزرتا تھا جن پر اسلامی ممالک ان سے ٹیکس وصول کیا کرتے، تاہم یورپ کی ترقی کا سب سے بڑا انحصار بحری جہاز اور اس سے وابستہ تجارت پر ہے، بحری سفر کو محفوظ بنانے کے لئے قطب نما اور روشنی کے مینار تعمیر کئے گئے، بعدازاں فرانسسی موجد ڈینس پاپن اور انگریز موجد تھامس نیوکومن نے بھاپ کے انجن ایجاد کئے
، ۱۸۳۸ء میں بھاپ کے انجن سے تیار بحری جہاز نے بحیرہ اوقیانوس عبور کیا، رفتہ رفتہ لائف بوٹس اور لائف بیلٹس بھی تیار کی گئیں جو کسی بھی بحری حادثے میں انسانی جان بچانے میں بڑی معاون ثابت ہوئیں، موجودہ دور میں بحری جہاز ڈیزل سے چلائے جاتے ہیں لیکن ان بحری جہازوں کو مستقبل میں ایٹمی طاقت سے چلانے کے منصوبے بھی ہیں لیکن یہ کافی خطرناک ہے، دوسری جانب امریکہ اور روس نے ایٹمی طاقت سے چلنے والی آبدوز تیار کر لی ہیں

تاہم جنگی بحری جہاز میں جنگی ساز و سامان، اسلحے، فوج، گولہ بارود، توپوں کے ساتھ ساتھ طیارے کھڑے کرنے کی بھی وسیع جگہ موجود ہوتی ہے۔

امریکہ نے دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز بنانے کا اعزاز حاصل کرلیا ہے، جس کا نام
Icon of the Seas ہے جسے

Royal Caribbean International Icon نامی کمپنی نے ۲۰۲۳ء میں تیار کیا
، یہ دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز ہے جس کی لمبائی ۱۱۹۷ فٹ اور چوڑائی ۱۶۵ فٹ ہے، اس جہاز میں ایک ہزار سے زائد پرتعش کمرے، سات بڑے سوئمنگ پولز، چھ واٹر سلائیڈز، چالیس سے زائد ریسٹورینٹس، بار، لاونج اور کھیل کے میدان، لائبریری، اور کلینک موجود ہے۔

اس بحری جہاز میں سات ہزار سے زائد مسافر اور ڈھائی ہزار سے زائد عملہ سفر کر سکتا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک کی تحقیق اور جستجو کے نتیجے میں بحری جہاز سازی میں خوب سے خوب تر کی تلاش ہر گزرتے دن کے ساتھ عروج کی جانب گامزن ہیں۔

۴۔حضرت ہودعلیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن سے ہی پیغمبرانہ اور قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

اللہ نے آپ کو قوم عاد کی جانب بھیجا، آپ بتوں سے بےزار تھے۔آپ نے اپنی قوم کو اللہ کی بندگی کا حکم دیا اور انھیں جہالت اور گمراہی سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن قوم ان کے پیغام کو مسلسل مسترد کرتی رہی اور ان کی قوم نے بھی حسب سابق آپ پر الزامات لگائے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوند ہیں!

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ قَالَ يَٰقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۔ ۲۴؎

ترجمہ۔قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں، ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر اختیار کیا جواب میں کہنے لگے کہ بلاشبہ ہم تجھے بےوقوفی میں دیکھ رہے ہیں۔اور بلاشبہ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ تو جھوٹوں میں سے ہے، ہود نے کہا! اے میری قوم! مجھ میں بےوقوفی نہیں ہے، میں رب اللعالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

قوم عاد کی جسمانی قوت:

قوم عاد کی جسمانی قوت اور ان کی جسامت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّزَادَكُمۡ فِى الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَةً‌ ۚ
فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَاۤءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۔۲۵ے

ترجمہ۔ یاد کرو (اللہ) نے تمہیں قوم نوح کے بعد خلیفہ بنا دیا، اور جسمانی طور پر تمہارے ڈیل ڈول میں پھیلاؤ زیادہ کر دیا لہٰذا تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وھبؒ بیان کرتے ہیں، قوم عاد میں سے ہر شخص ساٹھ ہاتھ لمبا، جب کے ان کی کھوپڑی بڑے قبہ کی مانند تھی اور آنکھیں اتنی بڑی تھیں کے اس میں درندے بچے دے سکیں اور ان کی ناک کے نتھنے بھی بہت بڑے تھے۔۲۶ے

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کے افراد بارہ باہ ہاتھ لمبے تھے۔۲۷ے

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کا ایک شخص (اتنا بڑا تھا) کہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان میل کا راستے تھا۔۲۸ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کا ہر شخص اپنی پیدائش کے وقت بھی اتنا بڑا ہوتا یعنی دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر، ان کے یہاں گندم کا ایک دانہ گائے کے گردے کی مانند بڑا ہوتا جبکہ ان کے یہاں کا ایک انار اتنا بڑا ہوتا کے اس کے چھلکے میں دس آدمی بیٹھ سکتے تھے۔۲۹ے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کے افراد "شدۃ" تھے یعنی قوت اور طاقت والے تھے۔۳۰ے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، قوم عاد کے لوگ پتھر کا کواڑ بنا لیتے، ہماری امت کے پانچ سو افراد بھی اس کواڑ کو دوسری جگہ منتقل نہیں کر سکتے، اس قوم کا کوئی شخص اگر اپنا قدم زمین میں داخل کرنا چاہے تو وہ اس کو داخل کر سکتا تھا۔۳۱ے

امام زبیر بن اسلمؒ بیان کرتے ہیں، پہلے زمانے میں چارسو سال تک کسی کے جنازہ کے بارے میں نہیں سنا جاتا تھا۔۳۲ے

قوم عاد پر بھیجے جانے والے عذاب الٰہی میں علم ریاضی:

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ - ۳۳ ؎

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ان پر سخت ہوا بھیجی، ایسے دن میں جو منحوس اور دیر تک رہنے والا تھا۔

تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ - ۳۴ ؎

ترجمہ۔ وہ ہوا لوگوں کو اکھاڑ کر پھینک رہی تھی، جیسے وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، قرآن کریم میں آندھی کے متعلق یہ آیات ہیں۔

قوم عاد پر بدھ کی شام کو سخت سرد آندھی چلنی شروع ہوئی پھر لگا تار سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی یہ آندھی گھروں میں بند انسانوں کو ان کے گھر کے دروازے توڑ کر اٹھاتی اور انھیں زمین پر اس طرح پٹختی کے ان کے سر دھڑ سے الگ ہو جاتے اس آندھی کو دبور کہا جاتا ہے۔ قوم عاد دراز قد اور مضبوط قد کاٹھ کے، قوی ہیکل افراد تھے۔

وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً - ۳۵ ؎

ترجمہ۔ قوم عاد نے کہا ہم سے زیادہ قوت والا کون ہے؟

وہ پہاڑوں میں گھر بناتے، حضرت ہود علیہ السلام انھیں اللہ کے غضب سے ڈراتے مگر وہ بعض نہ آتے اور غرور و تکبر میں ڈوبے رہتے تب اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی۔

گرد باد (Twister Tornado):

اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق چاہے وہ آندھی ہو یا طوفان، عذاب ہو یا ثواب اللہ تعالیٰ کے یہاں سب کی Perfect Calculation ہے، اس کی رفتار کیا ہوگی، اس کی زد میں کون کون سے گناہ گار آئیں گے، اس عذاب کا دورانیہ کتنا ہوگا، وہ کس دن سے شروع ہو کر کس دن رکے گی وغیرہ۔

گرد باد ہوا کو آندھی یا طوفان بھی کہتے ہیں اس میں گردش کرنے والی ہوا کی رفتار ۳۰۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے جبکہ ایک سمت میں چلنے کی رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے یہ طوفان اتنے شدید ہوتے ہیں کے مکانوں کی چھتیں اڑ جاتی ہیں پکے مکانات زمین بوس ہو جاتے ہیں بڑے بڑے

ٹریلرز کو یہ ہوائیں میلوں دور پھینک دیتی ہیں حتیٰ کے جانور تک ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں اس طوفان میں بجری یا پتھر راکٹ کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر شے تباہ و برباد ہو جاتی ہے جاندار ملبے میں دب کر مر جاتے ہیں ان طوفانوں کے ساتھ عام طور پر بارش بھی ہوتی ہے جس سے مٹی کیچڑ میں تبدیل ہو جاتی ہے بعض طوفان کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ آتے ہیں جبکہ بجلی کی چمک اتنی شدید ہوتی ہے کے بڑے بڑے محلات اور درخت زمین بوس ہو جاتے ہیں ایک اندازے کے مطابق ایک طوفان میں تقریباً ۵۰ سے ۱۰۰ مرتبہ بجلی چمکتی ہے متوسط قسم کے طوفان بادوباراں میں دس ایٹم بم کے برابر طاقت ہوتی ہے جبکہ بجلی کے ایک فلیش میں میں اتنا کرنٹ ہوتا ہے کے چھوٹے شہر میں ایک سال کی بجلی کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں ایک فلیش میں تقریباً ۳۰،۰۰۰ (ایمپریئر کرنٹ) ہوتا ہے اور اس کا فلو ۶۰،۰۰۰ فارن ہائیٹ تک پہنچ جاتا ہے جو کے سورج میں پیدا ہونے والی گرمی سے بھی زیادہ درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہوا کی رفتار آواز سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًاۙ ۔ ۳۶ ؎ ترجمہ۔ قسم ہے ان ہواؤں کی جو سختی کے ساتھ چلتی ہے۔

۵۔ حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام اللہ کے نہایت برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، آپ جس قوم میں پیدا ہوئے اس قوم کا نام قوم ثمود تھا، قوم ثمود سامی اقوام کی ایک شاخ ہے، عاد اولیٰ کی ہلاکت کے وقت جو اہل ایمان حضرت ھود علیہ السلام کے ساتھ بچ گئے تھے، یہ قوم ان ہی کی نسل سے تعلق رکھتی ہے اس قوم و عاد ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ قوم ثمود، ثمود نامی ایک شخص کی طرف بھی منسوب کی جاتی ہے۔ قوم ثمود مقام الحجر میں سونت پذیر تھی جو حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں واقع ہے۔ ۳۷ ؎

حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ تک جو میدان نظر آتا ہے یہ سب الحجر ہے۔

مورخین کی یہ رائے ہے کے قوم ثمود حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے صفحہ ہستی سے مٹ چکی

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں، ایک دن ثمود اپنی مجلس میں جمع ہوئے وہاں حضرت صالح علیہ السلام بھی آ گئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے حسب معمول ان کو اللہ پر ایمان لانے اور بت پرستی ترک کرنے کی دعوت دی آپ نے ان کو وعظ و نصیحت کی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا تاہم قوم ثمود نے پتھر کی ایک چٹان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ، اگر آپ اس چٹان سے ایسی صفت کی اونٹنی نکال دیں جو دس ماہ کی گھابن ہو اور فوراً بچہ دے دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ عہد لیا کے اونٹنی کے نکلنے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ کے حضور نماز قائم کی اور بعد از نماز آپ نے اللہ سے دعا فرمائی چنانچہ اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعا منظور فرماتے ہوئے چٹان میں سے ایسی اونٹنی نکال دی جو طلب کردہ صفات کی مکمل حامل تھی اگرچہ یہ ایک عظیم معجزہ تھا جس کو دیکھ کر کئی لوگ ایمان لے آئے لیکن اکثر اپنے کفر اور گمراہی پر ہی جمے رہے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا، یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لئے نشانی ہے اس کو اللہ کی زمین پر کھانے دو وہ جہاں چاہے چرے ایک دن وہ پانی پیئے گی اور ایک دن قوم ثمود کی پانی کی باری ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۔ ۲۸

ترجمہ۔ آپ انھیں بتا دیجئے ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی تقسیم کیا ہوا ہے، ہر ایک اپنے پانی کی باری پر حاضر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، جس دن ثمود پانی پیتے تھے اس دن اونٹنی بالکل پانی نہیں پیتی تھی اور ان کو اپنا دودھ پلاتی تھی اور وہ بہت عیش و آرام میں تھے اور جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تھی تو وہ سارا پانی پی جاتی تھی اور ان کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں بچتا تھا۔

قوم ثمود کچھ عرصہ کے بعد پانی کی اس تقسیم اور باری سے تنگ آ گئے اور اونٹنی کو قتل کرنے کے بارے

میں منصوبہ بندی کرنے لگے اگرچہ وہ اونٹنی کو قتل کرنے سے ڈرتے تھے لیکن قوم ثمود کا ایک سردار قیدار بن سالف بن جندع جو نہایت شقیق القلب تھا اس نے اپنی قوم کو اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر ہلاک کرنے کا مشورہ دیا۔

ایک روایت کے مطابق اونٹنی کے قتل کی سازش میں قوم ثمود کے نو افراد شامل تھے بعد ازاں ان کی منصوبہ بندی میں حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کا قتل بھی تھا۔

قوم ثمود اونٹنی کی تاک میں گھات لگا کر بیٹھ گئے اور جیسے ہی وہ نمودار ہوئی مصدع نے اونٹنی کو تیر مارا اور قیدار نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اس کو ہلاک کر دیا تاہم اونٹنی کے بچے نے جب اپنی ماں کا یہ حال دیکھا تو وہ بچہ پہاڑی میں کہیں غائب ہو گیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کو اس واقع کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا آخر وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا اب اللہ کے عذاب کا انتظار کرو جو تین دن کے بعد تم کو تباہ کر دے گا، آخر کا تین دن کے بعد قوم ثمود کو ایک کڑک نے آلیا اور وہ سب ہلاک کر دئے گئے۔ ۳۹؎

قوم ثمود پر تین دن بجلی کا عذاب اور علم ریاضی:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ ۴۰؎

ترجمہ۔ جن لوگوں نے ظلم کیا انہیں چیخ نے پکڑ لیا، وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے، جیسے کبھی بسے ہی نا تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا! تم پر عذاب کی علامت یہ ہے کے۔ ۱۔ پہلے دن جب تم صبح اٹھو گے تو تمھارے چہرے زرد ہوں گے۔ ۲۔ دوسری صبح تمھارے چہرے سرخ ہوں گے اور۔ ۳۔ تیسری صبح تمھارے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ۴۱؎

حضرت صالح علیہ السلام کی عذاب سے متعلق پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور پہلے روز قوم ثمود کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے، دوسرے روز ان سب کے چہرے ڈر اور شدید

خوف سے سرخ ہو گئے جبکہ تیسرے روز ان کی دہشت کا عالم یہ تھا کے ان سب کے چہرے سیاہ ہو گئے، تین دن کے بعد بجلی کی چمک اور کڑک سے آل ثمود پر عذاب نازل ہوا۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جب بھی 'صائقہ' کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد مہلک عذاب کے ہی ہیں جبکہ اس کے ایک معنی کڑک کے بھی ہیں جس وقت ان پر عذاب آیا وہ اس کو دیکھ رہے تھے لیکن اس کے سامنے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور جس وقت وہ عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے اس وقت ان کی مدد کو بھی کوئی نہ آیا۔

سوائے حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کے پوری قوم ہلاک ہوگئی عذاب سے بچ جانے والے یہی لوگ ثمود ثانیہ کہلاتے ہیں۔

عذاب الہی سے ہلاک ہونے والے آل ثمود ڈیڑھ ہزار گھرانوں پر مشتمل تھے جبکہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ بچ جانے والوں کی تعداد ایک سو بیس بتائی جاتی ہے عبرت کے لئے ثمود کی عمارتوں میں سے اب بھی کچھ باقی ہیں مدینہ طیبہ اور تبوک کے درمیان حجاز کے مشہور مقام العلاء (جیسے عہد نبوی میں وادی القری کہتے تھے) سے چند میل دور شمال کی طرف ثمود کی تباہی کے آثار موجود ہیں، العلاء اب بھی سر سبز وشاداب وادی ہے جبکہ الحجر کے گرد و پیش تباہی اور نحوست کے آثار موجود ہیں ہر طرف ایسے پہاڑ ہیں جو سطح زمین پر دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہیں یہ تقریباً ۴۰۰ میل لمبا اور ۱۰۰ میل چوڑا علاقہ ہے جسے ایک عظیم زلزلے نے ہلا کر رکھ دیا۔ محققین نے یہ تحقیق کی ہے کے ثمود کی تباہی ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے سے ہوئی جس کے لاوے کے نشانات آج بھی مدائن صالح کے مغرب میں موجود ہیں۔

چنگھاڑ یا صور آواز کی ایسی لہر ہے جو انفرادی شعور کی سکت سے زیادہ ہے، تیز اور کرخت دار آواز جب چنگھاڑ بنتی ہے تو وہ دراصل ایسی آوازوں اور لہروں کا مجموعہ ہوتی ہے جو انسان کی زندگی میں کام کرنے والی لہروں کو درہم برہم کر دیتی ہے جس کے نتیجے میں ہر ذی شعور بکھر کر رہ جاتا ہے اور انسان سوکھے ہوئے بھس کی مانند ہو جاتا ہے پھر جب یہ لہری نظام ٹوٹ جاتا ہے تو زندگی موت

میں تبدیل ہوجاتی ہے دراصل چنگھاڑ آواز کی ایک ایسی لہر ہے جو سماعت کے سسٹم کو توڑ دیتی ہے اور سسٹم کا ٹوٹنا حواس کا ٹوٹنا ہے عام حالات میں بھی ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں کے اگر تیز دھماکہ کسی جگہ ہوجائے تو وقوعہ پر قریب موجود افراد حسِ سماعت سے محروم ہوجاتے ہیں جبکہ بسا اوقات انسانی کان کے پردے بھی پھٹ جاتے ہیں۔

آواز کی شدت اور فریکوئنسی جو اللہ کے حکم سے Calculated تھی، اس نے ان کے برے نظام اور سسٹم کو تباہ کر کے اس قوم کو ہلاک کر دیا۔

۶۔حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول تھے۔آپ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے دو ہزار برس بعد پیدا ہوئے۔ ۴۲؎

حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے والد کا نام آذر (تارخ)، جبکہ آپ کی والدہ کا نام امیلہ تھا۔

لفظ ابراہیم 'اب' اور 'ارحم' سے مرکب ہے، جس کے معنی مہربان باپ کے ہیں۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کا ذکر ۷۱ مرتبہ آیا ہے آپ کے والد تارح کا انتقال حضرت ابراہیم کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔

حضرت ابراہیم کی والدہ 'اوشہ' تھیں، آپ کی پرورش آپ کے چچا نے کی تھی، جن کا نام آذر تھا۔

آپ کی ولادت کسدیوں کے قدیم شہر 'ار' (UR) میں ہوئی جو جنوبی عراق میں فرات کے کنارے بابل اور نینوا سے پہلے آباد تھا۔محل وقوع کے اعتبار سے یہ مقام آج کل 'تل ابیب' کے نام سے موسوم ہے، اس ملک میں ستارہ اور ارواح پرستی کی جاتی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سریانی زبان بولتے تھے، جس وقت آپ کائنات میں غور و تفکر فرماتے اس وقت آپ کی عمر مبارک ۱۵ برس تھی، آپ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے بےزار تھے۔

معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ساتویں آسمان پر

ہوئی، جس کا نام **لابیہ یا دامعہ**، ہے اس کی رنگت سرخ یاقوت کی مانند ہے۔
بابل کی آبادی تین طبقات میں منقسم تھی۔
ا۔عمیلو۔۔۔عمیلو اونچے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد تھے ان میں پروہت، پجاری، امراء، شرفاء، اعلیٰ فوجی عہدے داران، وزراء اور سفراء شامل تھے۔
۲۔مشکینو۔۔۔یہ طبقہ درمیانے درجے کا لیکن اچھی آمدنی کا حامل تصور کیا جاتا تھا جن میں تجارتی ،کاروباری اور زراعت سے وابستہ افراد شامل تھے۔
۳۔اردو۔۔۔یہ طبقہ غلاموں اور کنیزوں پر مشتمل تھا اور بابلی سماج میں یہ طبقہ غرباء کا تصور کیا جاتا حضرت ابراہیم علیہ اسلام قدیم بابل کے طبقہ عمیلو سے تعلق رکھتے تھے اس طبقہ سے وابستہ افراد کو سماج میں خاص امتیاز حاصل تھا جبکہ ان کی جان و مال کی قیمت بھی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ تصور کی جاتی کیونکہ آپ کے والد آذر نا صرف نمرود کے چچازاد بھائی تھے بلکہ نمرود کی سلطنت کے نہایت اعلیٰ عہدے دار بھی تھے چنانچہ جب حضرت ابراہیم نے بتوں کی مخالفت کی تو آپ کے والد آذر نے ہی سب سے پہلے آپ کے خلاف نمرود کے دربار میں مقدمہ درج کروایا۔ ۴۳؎
قرآن کریم میں کئی مقامات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے، اکثر مقامات پر آپ کو حنیف بھی کہا گیا ہے، تاہم سورہ ابراہیم کے نام کی ایک سورہ بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔
آپ کے حوالے سے ارشادات خداوندی!
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ ۴۴؎
ترجمہ۔بے شک ابراہیم اللہ کے فرمانبردار، (بہ نفس نفیس) ایک امت تھے، وہ سب کو چھوڑ کر ایک جانب یکسو تھے، وہ مشرکین میں نا تھے۔
قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ ۴۵؎
ترجمہ۔بے شک ابراہیم اپنے دین میں مستحکم تھا اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نا تھا۔

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ ۴۶

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے چن لیا آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین میں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چالیس دن کے لئے آگ میں ڈالے جانا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت کے جابر اور ظالموں نے آگ میں ڈلوانے کے انتظامات کئے، چنانچہ اس غرض کے لئے ایک بہت بڑی آگ روشن کی گئی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی

قَالُوۡا حَرِّقُوۡہُ وَ انۡصُرُوۡۤا اٰلِہَتَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ ۔ ۴۷

ترجمہ۔ (وہ) کہنے لگے اگر تمہیں (ابراہیم سے اپنے معبود کا انتقام لینا ہے) اور کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کے لئے زمین میں ایک بہت بڑا اور گہرا گڑھا کھودا گیا، جس سے لکڑیوں سے بھر دیا گیا۔

مورخین کے مطابق روئے زمین پر اتنی بڑی آگ کبھی نا دیکھی گئی، جب اس اُگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے، اور اس کے

قریب بھی جانا محال ہو گیا، تو وہ لوگ گھبرائے کے اس آگ میں حضرت ابراہیم کو کیسے ڈالیں؟ تو ہیزن نامی ایک فارسی اعرابی کے مشورے سے ایک منجنیق تیار کرائی گئی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹھا کر پھینکا گیا۔ روایت میں آتا ہے کے ہیزن نامی اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت زمین میں دھنسا دیا جو تا قیامت زمین کے اندر دھنستا ہی رہے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکا گیا تو آپ نے فرمایا!

حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

اس موقع پر تمام فرشتے بالکل مستعد تھے کے اللہ انھیں کیا حکم دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، بارش کا داروغہ فرشتہ کان لگائے بالکل تیار تھا کے کب اللہ کا حکم ہو اور وہ اس آگ پر بارش برسا کر اسے ٹھنڈی کر دے، پھر اللہ تعالی نے براہ راست آگ کو

حکم دیا کے میرے خلیل پر سلامتی اور ٹھنڈک بن جا۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ۔۴۸؎
ترجمہ۔(اللہ) نے حکم دیا! اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم پر سلامتی بن جا۔
امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اگر آگ کو صرف ٹھنڈا ہونے کا ہی حکم دیتے تو پھر ٹھنڈک بھی آپ کو ضرر پہنچاتی اس لئے یہ بھی فرمایا کے ٹھنڈک کے ساتھ سلامتی بن جا۔۴۹؎
ضحاک بیان کرتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے چھوا تک نہیں یہاں تک کے وہ آگ اللہ کے حکم سے ٹھنڈی ہو گئی۔
روایت میں آتا ہے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آگ میں چالیس دن تک رہے، وہ فرماتے ہیں! مجھے اس زمانے میں جو راحت و سرور حاصل ہوا، وہ اس سے نکلنے کے بعد کبھی حاصل نہ ہو سکا، اچھا ہوتا کے میری ساری زندگی اسی میں گزرتی۔۵۰؎
حضرت عطیہ عوفیؒ بیان کرتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں جلائے جانے کا تماشا دیکھنے کے لئے کافر بادشاہ بھی آئے۔ ادھر خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا ادھر آگ میں سے ایک چنگاری اڑی اور اس کافر بادشاہ کے انگوٹھے پر جا لگی جس چنگاری سے وہ بادشاہ وہیں کھڑے کھڑے سب کے سامنے جل کر بھسم ہو گیا۔۵۱؎
حضرت ابراہیم علیہ السلام چالیس دن آگ میں رہے یہاں چالیس کا عدد بھی معنی خیز ہے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں علم نجوم یعنی Astronomy اور علم کیمیا یعنی Chemistry کا بڑا زور تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم سورج، چاند، ستاروں اور سیاروں سے خاص محبت رکھتے حتیٰ کے ان کی عبادت کرنے سے بھی دریغ نا کرتے۔

تعمیر کعبہ:

علامہ احمد قسطلانی نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا ہے کے خانہ کعبہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی۔

۱۔پہلی بار اللہ کے حکم سے فرشتوں نے تعمیر کعبہ کیا۔

۲۔دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام نے۔

۳۔تیسری مرتبہ حضرت شیث علیہ السلام۔

۴۔چوتھی مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

۵۔پانچویں مرتبہ قوم عمالقہ نے۔

۶۔چھٹی مرتبہ جرھم نے۔

۷۔ساتویں مرتبہ قصی بن کلاب نے۔

۸۔آٹھویں مرتبہ قریش نے۔اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی اور آپ ﷺ نے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب فرمایا تھا۔

۹۔نویں مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حسب منشاء تعمیر کعبہ کی۔

۱۰۔دسویں مرتبہ عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج بن یوسف ثقفی نے اس کو منہدم کر کے قریش کی بناء کے مطابق بنادیا۔ ۵۲؎

تعمیر کعبہ میں ریاضی کے اصول:

خانہ کعبہ کی تعمیر میں بھی ریاضی کے اصول کارفرما ہیں، خانہ کعبہ کی چوتھی تعمیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام شریک ہوئے تھے، اللہ تعالی نے وحی کے ذریعے تعمیر کعبہ کے اصول بیان فرمائے۔

خانہ کعبہ کے اندر تین ستون اور دو چھتیں ہیں۔ باب کعبہ کے متوازی ایک اور دروازہ تھا دیوار میں نشان نظر آتا ہے یہاں نبی پاک صلی اللہ وسلم نماز ادا کیا کرتے تھے۔کعبہ کے اندر رکن عراقی کے پاس باب توبہ ہے جو المونیم کی 50 سیڑھیاں ہیں جو کعبہ کی چھت تک جاتی ہیں۔چھت پر سوا میٹر کا شیشے کا ایک حصہ ہے جو قدرتی روشنی اندر پہنچاتا ہے۔کعبہ کے اندر سنگ مرمر کے پتھروں سے تعمیر ہوئی ہے اور قیمتی پردے لٹکے ہوئے ہیں جبکہ قدیم ہدایات پر مبنی ایک صندوق بھی اندر رکھا ہوا

ہے۔ کعبہ کی موجودہ عمارت کی آخری بار 1996ء میں تعمیر کی گئی تھی اور اس کی بنیادوں کو نئے سرے سے بھرا گیا تھا۔ کعبہ کی سطح مطاف سے تقریباً دو میٹر بلند ہے جبکہ یہ عمارت 14 میٹر اونچی ہے۔ کعبہ کی دیواریں ایک میٹر سے زیادہ چوڑی ہیں جبکہ اس کی شمال کی طرف نصف دائرے میں جو جگہ ہے اسے حطیم کہتے ہیں اس میں تعمیری ابراہیمی کی تین میٹر جگہ کے علاوہ وہ مقام بھی شامل ہے جو ابراہیم نے ہاجرہ اور اسماعیل کے رہنے کے لیے بنایا تھا جسے باب اسماعیل کہا جاتا ہے۔

تمام حجاج کرام، حج اور عمرہ کے موقع پر خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگاتے ہیں۔

حطیم:

حطیم جسے حجر اسماعیل بھی کہا جاتا ہے، خانہ کعبہ کے شمال کی سمت ایک دیوار ہے جس کے باہر سے طواف کیا جاتا ہے۔ اس دیوار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ میں شامل تھی۔

حطیم کی چوڑائی 30 انچ (90 سینٹی میٹر) ہے اور اونچائی 1.5 میٹر (4.9 فٹ) ہے۔

مقام ابراہیم:

خانہ کعبہ سے تقریباً سوا 13 میٹر مشرق کی جانب مقام ابراہیم قائم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت ابراہیمنے اپنے قد سے اونچی دیوار قائم کرنے کے لیے استعمال کیا تھا تاکہ وہ اس پر اونچے ہوکر دیوار تعمیر کریں۔

1967ء سے پہلے اس مقام پر ایک کمرہ تھا مگر اب سونے کی ایک جالی میں بند ہے۔ اس مقام کو مصلے کا درجہ حاصل ہے اور امام کعبہ اسی کی طرف سے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھاتے ہیں۔ طواف کے بعد یہاں دو رکعت نفل پڑھنے کا حکم ہے۔

حجر اسود:

کعبہ کے جنوب مشرقی رکن پر نصب تقریباً اڑھائی فٹ قطر کے چاندی میں مڑھے ہوئے مختلف شکلوں کے 8 چھوٹے چھوٹے سیاہ پتھر ہیں جن کے بارے میں اسلامی عقیدہ ہے کہ تعمیری ابراہیمی کے وقت جنت سے حضرت جبریل علیہ السلام لائے تھے اور بعد ازاں تعمیر قریش کے

دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس جگہ نصب کیا تھا اور ایک بہت بڑے فساد سے قوم کو بچایا۔ جسے بعد میں چاندی چڑھا دیا گیا۔

کعبہ شریف کا طواف بھی حجر اسود سے شروع ہوتا ہے اور ہر چکر پر اگر ممکن ہو تو حجر اسود کو بوسہ دینا چاہیے ورنہ دور سے ہی ہاتھ کے اشارے سے بوسہ دیا جا سکتا ہے۔ حج کے دنوں میں ہر کسی کو اس مقدس پتھر کو بوسہ دینا یا استلام کرنا ممکن ہو پاتا۔

زم زم کا کنواں:

مسجد حرام میں کعبہ کے جنوب مشرق میں تقریباً 21 میٹر کے فاصلے پر تہ خانے میں آب زمزم کا کنواں ہے جو ابراہیم اور ہاجرہ کے شیر خوار بیٹے اسماعیل کی پیاس بجھانے کے بہانے اللہ تعالیٰ نے تقریباً 4 ہزار سال قبل ایک معجزے کی صورت میں مکہ مکرمہ کے بے آب و گیاہ ریگستان میں جاری کیا جو وقت کے ساتھ سوکھ گیا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے اشارہ خداوندی سے دوبارہ کھدوایا جو آج تک جاری و ساری ہے۔ آب زمزم کا سب سے بڑا دہانہ حجر اسود کے پاس ہے جبکہ اذان کی جگہ کے علاوہ صفا و مروہ کے مختلف مقامات سے بھی نکلتا ہے۔

1953ء تک تمام کنوؤں سے پانی ڈول کے ذریعے نکالا جاتا تھا مگر اب مسجد حرام کے اندر اور باہر مختلف مقامات پر آب زمزم کی سبیلیں لگا دی گئی ہیں۔ آب زمزم کا پانی مسجد نبوی میں بھی عام ملتا ہے اور حجاج کرام یہ پانی دنیا بھر میں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

باب رحمٰن:

بیت اللہ میں داخل ہونے کے لیے صرف ایک دروازہ ہے جسے باب کعبہ یا باب رحمٰن کہا جاتا ہے۔ باب کعبہ زمین یا حرم کے فرش سے 2.13 میٹر اوپر ہے۔ یہ دروازہ کعبہ شریف کے شمال-مشرقی دیوار پر موجود ہے اور اس کے قریب ترین دہانے پر حجر اسود نصب ہے جہاں سے طواف کی ابتدا کی جاتی ہے۔ 1942ء سے پہلے پہلے باب کعبہ کس نے تیار کیا اور کیسے تیار کیا اس کا تاریخ میں زیادہ تذکرہ نہیں ملتا۔ تاہم 1942ء میں ابراہیم بدر نے چاندی کا بنایا تھا، اس کے

بعد 1979ء میں ابراہیم بدر کے بیٹے احمد بن ابراہیم بدر نے خانہ کعبہ کا سنہرہ دروازہ بنایا۔
یہ سنہرہ دراوزہ تقریباً 300 کلوگرام سونے سے تیار کیا گیا تھا۔۔

بیت المعمور:

بیت المعمور کی قسم۔ ۵۳؎

بیت المعمور کا لفظی معنی ہے آباد گھر، اس سے مراد کعبہ ہے کیونکہ اس کا قصد کرتے ہیں اور حج کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں نے اس کو آباد کیا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا! البیت المعمور ساتویں آسمان میں ہے، اس میں ہر روز ۰۰۰،۷۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو فرشتہ اس میں ایک بار داخل ہوجاتا ہے وہ دوبارہ قیامت تک اس میں دوبارہ داخل نہیں ہوگا۔ ۵۴؎

امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے اور کہا، یہ بات صحیح اور ثابت ہے کے ہر آسمان میں زمین کے کعبہ کے مقابل ایک بیت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا، بیت المعمور آسمان میں ہے، اس کو الضراح (دور اور بلند) کہتے ہیں، یہ بیت الحرام کی مثل ہے۔ اور اس کی سیدھ میں ہے اگر وہ اوپر سے گرے تو کعبہ کے اوپر گرے گا، اس میں ہر روز ایسے ۰۰۰،۷۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں جنھوں نے اس سے پہلے اس کو نہیں دیکھا اور اس کی آسمان میں ایسی حرمت ہے جیسی مکہ کی حرمت ہے۔ ۵۵؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب معراج پر گئے اور جب وہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ان کی ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی جو بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے جس میں ہر روز ۰۰۰،۷۰ فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو پھر کبھی دوبارہ وہاں نہیں آئیں گے۔ ۵۶؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا، آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالیٰ کے ۱۵ بیت ہیں۔ سات آسمانوں میں اور سات زمینوں میں

ہیں اور وہ کعبہ ہیں اور یہ تمام بیت کعبہ کے بالمقابل ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!
اس کے متولی تو بس متقی ہیں۔۵۷

بیت المعمور میں ریاضی کے اصول

علم ریاضی کا کتنا منظم اصول ہے کے ہر آسمان میں بیت المعمور موجود ہے، جو اگر دنیا میں اتر جائیں تو سب کے سب خانہ کعبہ کی چھت پر اتر جائیں گے، یہ نہایت حیران کن اور اور تعمیراتی اعتبار سے کسی معجزے سے کم نہیں۔

معلوم ہوا کے زمین و آسمان میں ہر جانب ریاضی کے اصول کارفرما ہے اور کوئی ادنیٰ شے بھی اس علم سے مستثنیٰ نہیں۔

۷۔حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی ہیں، آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں، قرآن کریم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت ایل کو چھوڑ کر حبرون کی جانب سفر کیا اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۵ برس تھی لیکن ابھی تک آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھے چنانچہ آپ نے بارگاہ الٰہی میں نہایت عاجزی سے یہ دعا کی! رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔۵۸۔

ترجمہ۔ائے میرے رب! مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو کے صالحوں میں سے ہو۔

اس دعا کے جواب میں ہم نے اس کو ایک حلیم (بردبار) بیٹے کی بشارت دی۔

بائبل کی روایت ہے، اور ابرام سے ہاجرہ کے ایک بیٹا ہوا، ابرام نے اس کا نام اسماعیل رکھا، جب اسماعیل پیدا ہوا تو اس وقت ابرام کی عمر ۸۵ برس تھی۔۵۹

حضرت اسماعیل، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی اولاد تھے، آپ نے اپنے بیٹے کا عبرانی نام 'اشموئیل' رکھا جو بعد میں کثرت استعمال سے اسماعیل ہو گیا۔

اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور اپنے نوزائیدہ بیٹے اسماعیل کو مکہ کے بے وگیاں دشت میں تنہا چھوڑ کر واپس آ گئے۔

صفاء اور مروہ کے سات چکر:

صفاء اور مروہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں، جب حضرت اسماعیل شدت پیاس سے رونے لگے تو حضرت ہاجرہ صفاء اور مروہ پر پانی کی تلاش میں دوڑیں، یہ سات دفعہ دونوں پہاڑیوں پر دوڑیں۔

حضرت ابراہیم کا متواتر تین دن کا خواب:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تین دن تک متواتر خواب میں آپ سے آپ کی عزیز ترین چیز کی قربانی کا مطالبہ کیا جاتا رہا۔

جب آپ حضرت اسماعیل کو قربانی کے لئے لے جا رہے تھے تو تین جگہ شیطان نے بہکایا۔

حج میں حجاج کرام ان تینوں شیاطین کو سات، سات کنکریاں مارتے ہیں۔

۸۔ حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام اللہ کے نیک اور برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، آپ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم عصر اور ان کے بھائی کے بیٹے یعنی (بھتیجے) تھے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے متعلق کوئی خبر نہ ملی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے متعلق خبر کے منتظر تھے کہ قریش کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا اے ابوالقاسم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ے داماد کو سفر میں دیکھا ہے ان کی اہلیہ کمزور لوگوں کے ساتھ ایک دراز گوش پر سوار تھیں اور وہ اس کو چلا رہے تھے اور اس کے پیچھے چل رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ ان دونوں کا صاحب ہو، بے شک لوط علیہ السلام کے بعد عثمان اپنے اہل کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے شخص ہیں۔ ۶۰؎

حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت کے لئے چار شہروں۔

۱۔سدوم۔ ۲۔اموراء۔ ۳۔عاموراء۔ ۴۔اورصبویراء کی جانب بھیجا، دوسری جانب ان میں سے ہر ایک شہر میں ایک لاکھ جنگجو لوگ تھے جن کا کل مجموعہ چار لاکھ بنتا ہے تاہم ان سب شہروں میں سب سے بڑا شہر سدوم تھا جس میں حضرت لوط علیہ السلام رہتے تھے۔

عہد نامہ قدیم کے مطابق حضرت لوط علیہ السلام کے شہر کو سدوم کہا گیا تاہم تحقیقات یہ بتاتی ہیں کے یہ شہر بحیرہ احمر کے شمال میں واقع ہے جبکہ قرآن کریم اور آثار قدیمہ کے مطالعے سے موجودہ دور میں اس شہر کا محل وقوع اسرائیل اور اردن کے سرحد کے ساتھ کا علاقہ جس کو بحیرہ مردار کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔شہر سدوم شام کا ایک شہر ہے اور فلسطین سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر واقع ہے

آج کے محل وقوع کے اعتبار سے شہر سدوم اردن کا شرقی حصہ ہے اور یہ جگہ عراق اور فلسطین کے درمیان واقع ہے، تورات میں اس علاقہ کے صدر مقام کا نام سدوم بتایا جاتا ہے جو بحیرہ مردار کے قریب یا پھر اس میں غرق ہو چکا ہے تاہم بحیرہ مردار کو دنیا ایک یادگار کے طور پر جانتی ہے جیسے بحر لوط بھی کہا جاتا ہے عرصہ دراز قبل جہاں اب بحر مردار واقع ہے وہاں کبھی ایک سرسبز وشاداب شہر آباد تھا۔

حضرت لوط کی قوم ہم جنس پرست تھی اور یہ قبیح فعل اس سے پیشتر کبھی کسی قوم نے نہ کیا تھا لہٰذا روئے زمین پر اس قبیح فعل کو سب سے پہلے قوم لوط نے ہی متعارف کروایا، حضرت لوط نے انھیں بارہا سمجھایا لیکن وہ اپنی عادات پر قائم رہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔۶۱

ترجمہ۔لوط نے اپنی قوم سے کہا! تم (عجب) بے حیائی کے مرتکب ہو، تم سے پہلے کسی نے عالمین میں ایسا کام نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قوم لوط کو دس عادتوں کی وجہ سے ہلاک کیا گیا جبکہ میری امت میں ان کے مقابلے میں ایک عادت زیادہ ہوگی۔

۱۔مرد باہم ہم جنس پرست تھے۔۲۔وہ غلیل سے شکار کرتے تھے۔۳۔وہ کنکریاں مارتے تھے ۴۔وہ حمام میں کھیلتے تھے۔۵۔وہ دف بجاتے تھے۔۶۔وہ شراب پیتے تھے۔۷۔وہ داڑھی کٹاتے اور مونچھوں کو بڑھاتے تھے۔۸۔وہ سیٹی بجاتے تھے۔۹۔وہ تالیاں پیٹتے تھے۔۱۰۔وہ ریشم پہنتے تھے تاہم میری امت میں ان کے مقابلے میں ایک عادت زیادہ ہوگی اور وہ یہ کہ میری امت کی عورتیں، عورتوں سے جنسی خواہش پوری کریں گی۔ ۶۲؎

قرآن کریم نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے قصے کو غیر فطری اور غیر طبعی طرز عمل قرار دیتے ہوئے اس کو سخت ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے یہ اس قدر ناپسندیدہ عمل ہے کہ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اقتلوا الفاعل والمفعول بہ یعنی دونوں (فاعل ومفعول) کو قتل کردو۔ ۶۳؎

امیر المومنین حضرت علیؓ کی رائے ہے، کے ایسے مجرم کو تلوار سے قتل کر کے اسے دفنانے کے بجائے اس کی لاش کو جلا دینا چاہئے، حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اسی رائے سے اتفاق کرتے ہیں۔

قوم لوط پر عذاب الٰہی کی کیفیت:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے قوم لوط کی عذاب کی کیفیات کو متعدد مقامات پہ تفصیل درج کیا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ - ۶۴؎

ترجمہ۔درحقیقت صبح سویرے ان پر ایسا عذاب آ گیا جو برقرار رہنے والا تھا۔

جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ نیچے کر ڈالا اور ان پر مسلسل پتھر برسائے تہہ بہ تہہ (یہ پتھر) آپ کے پروردگار کے یہاں سے نشان لگے ہوئے تھے۔

قوم لوط کا یہ واقعہ جو قرآن کریم میں مذکور ہے آج سے اندازاً ۱۸۰۰ قبل مسیح میں پیش آیا یہ وہ

عذاب تھا جو دنیا میں ان پر مسلسل جاری رہا اور اس عذاب نے ان کی بستی کے نچلے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا تھا جبکہ ایک روایت کے مطابق! فرشتوں نے اللہ کے حکم سے اس بستی کو اوپر کی جانب بہت بلندی پر اٹھایا اور پر الٹا کر کے زمین پر پٹخ دیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ مَّطَرًا فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ۔٦٥؎

ترجمہ۔ہم نے ان پر ایک بڑی بارش برسادی، اور دیکھو مجرمین کا انجام کیسا ہے؟

اللہ تعالی فرماتے ہیں! اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ دیکھئے کے قوم لوط کے جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی اور انھوں نے دلیری سے بے حیائی کے کام کئے اور مردوں سے خواہش نفس پوری کی ان کا انجام کیسا ہوا؟ اللہ تعالی نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کو ان شہروں کے نیچے داخل کیا اور اس زمین کو اکھاڑ کر بلند کیا حتیٰ کے آسمان والوں نے کتوں اور مرغوں کی چیخ و پکار کو سنا پھر انھوں نے بلندی سے اس زمین کو پلٹ دیا اور ان پر پتھروں کی کنکریاں برسائیں۔٦٦؎

مفسرین لکھتے ہیں کے اللہ نے زمین کا تختہ الٹ دیا دوسری جانب سخت زلزلے آئے اور زمین تقریباً چار سو میٹر سمندر کے نیچے دھنس گئی یہاں تک کے پانی ظاہر ہو گیا اور اس کا نام بحر مردار یا بحر لوط رکھ دیا گیا۔

جرمن کے ایک معروف ماہر آثار قدیمہ ورنر کیلر کے مطابق وادی سدوم بشمول سدوم وعموراہ، اور اس علاقے میں پھیلی ہوئی گہری کھائی اس جانب ایک واضح اشارہ ہے۔

ماضی میں یہاں واقع ایک شہر کو زمین کی انتہائی گہرائی میں دھنسا دیا گیا شاید یہ تباہی کسی خوفناک زلزلے کے نتیجے میں آئی ہو کیونکہ یہ علاقہ جہاں کے یہ وادی موجود ہے وہ زمین کی اس انتہائی حساس پٹی پر واقع ہے کے جہاں بے حد خوفناک زلزلے کسی بھی وقت آسکتے ہیں یا ماضی میں آتے رہے ہیں۔٦٧؎

آیت میں یہ بھی کہا گیا کے ان پر مسلسل پتھر برسائے گئے۔

ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق اور خود ورنر کیلر اپنی کتاب میں یہ لکھتے ہیں کے بشان کے قریب اردن کی بالائی وادی میں اب بھی ایسے ختم شدہ آتش فشانی بلند و بالا دھانے موجود ہیں جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کے ماضی بعید میں یہاں شدید نوعیت کے زلزلے اور پوری قوت سے آتش فشاں پہاڑ پھٹے ہوں گے ٦٦۔ کیونکہ قرآن کریم کے بیان اور ارضیاتی کیفیات اسی جانب واضح اشارے پیش کر رہی ہے پھر بات یہیں ختم نہیں ہوگئی بلکہ ماہرین ارضیات کے مطابق بحیرہ مردار یا حضرت لوط علیہ السلام کی جھیل کو انگریزی زبان میں Dead sea بھی کہتے ہیں یہ زمین کا انتہائی نچلا حصہ مانا جاتا ہے اگر چہ دنیا کے وہ تمام حصے جو نچلی ترین سطح پر سمجھے جاتے ہیں ان کی سطح سمندر سے زیادہ سے زیادہ گہرائی ١٠٠ میٹر مانی جاتی ہے جبکہ بحیرہ مردار کی سطح، سطح سمندر سے ٨٠٠ میٹر نیچے ہے اس اعتبار سے یہ دنیا کا انتہائی نچلا حصہ ہے جبکہ اس جھیل کی دوسری خصوصیت یہ ہے کے اس کے پانی کی کثافت ٣٠ فیصد ہے اس پانی میں نمک کے بڑے بڑے گلیشیرز پائے جاتے ہیں جس میں کسی بھی قسم کی ذی روح کا زندہ رہنا انتہائی محال ہے۔

جب عذاب الٰہی کا وقت آیا اور رات طاری ہوگئی تو فرشتوں کے اشارے پر حضرت لوط علیہ السلام اپنے خاندان کے ساتھ شہر سدوم سے دوسری جانب نکل گئے لیکن ان کی بیوی نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ۖ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ۔ ٦٨

ترجمہ۔ ہم نے لوط اور اس کے گھر والوں کو نجات دی لیکن اس کی بیوی عذاب میں باقی رہنے والوں میں سے ہوگئی۔

جب رات کا پچھلا پہر ہوا تو ایک نہایت ہولناک چیخ نے اہل سدوم کو تہہ و بالا کر دیا اور آبادی والی زمین کو اوپر اٹھا کر الٹ دیا اور پھر آسمان سے پتھروں کی بارش شروع ہوگئی اور اس طرح سے اس قوم کا نام ونشان ہمیشہ کے لئے مٹا دیا گیا۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ -۶۹؎

ترجمہ۔ہم نے ان پر ایک بڑی بارش برسا دی،اور دیکھو مجرمین کا انجام کیسا ہے؟

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سات قسم کے لوگوں پر سات آسمان کے اوپر سے لعنت کرتا ہے اوران میں سے ہر ایک پر یہ لعنت تین بار دہراتا ہے۔

۱۔ان میں قوم لوط کے عمل کرنے والے ملعون ہیں۔۲۔غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کرنے والے ملعون ہیں۔۳۔جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنے والے ملعون ہیں۔۴۔اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی اوران سے تعلق کو توڑنے والے ملعون ہیں۔۵۔وہ شخص بھی ملعون ہے جس نے اپنے نکاح میں ایک عورت اوراس کی بیٹی کو جمع کیا۔۶۔وہ شخص بھی ملعون ہے جو اللہ کی قائم کردہ حدود میں ردوبدل کرے۔۷۔وہ بھی ملعون ہے جس نے اپنے آپ کو اپنے مالکوں کے غیر کے ساتھ منسوب کیا۔۷۰؎

۹۔حضرت اسحاق علیہ السلام

روایت میں آتا ہے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے جن کی اولادوں سے عظیم الشان قومیں اور خاندان پیدا ہوئے،حضرت سارہ سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے جن کی اگلی نسلوں میں بنی اسرائیل کے تمام پیغمبر پیدا ہوئے اس اعتبار سے آپ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبروں کے جد اعلیٰ تصور کیئے جاتے ہیں آپ کے حصے میں فلسطین کی سرداری آئی جبکہ آپ کی پیدائش شام میں ہوئی اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر سو سال جبکہ حضرت سارہ کی عمر نوے برس تھی ،حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت کا قصہ قرآن کریم میں درج ہے کے جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کرنے کے غرض سے جارہے تھے تو انھوں نے سدوم جانے سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں بھی کچھ دیر قیام

کیا یہ فرشتے انسانی صورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر آئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کی ضیافت کے لئے بھنا ہوا گوشت پیش کیا لیکن مہمانوں نے اس کھانے کی طرف اپنا ہاتھ نہ بڑھایا جس کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ تشویش لاحق ہوئی کے آخر یہ کون لوگ ہیں؟ پھر فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا کے وہ دراصل حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ کا عذاب لے کر آئے ہیں پھر جب وہ فرشتے جانے لگے تو انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی جسے سن کر حضرت سارہ ہنستے ہوئے یہ کہنے لگیں اس عمر میں ہمارے یہاں اولاد کیونکر پیدا ہو سکتی ہے؟ حضرت سارہ دراصل اس بشارت پر حیران تھیں جس پر فرشتوں نے یہ کہا!

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۔ ۷۱۔

ترجمہ۔فرشتوں نے کہا تمہارے رب نے ایسا ہی فرمایا ہے، بے شک وہ حکمت والا ہے، علم والا ہے۔

وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۔ ۷۲۔ ترجمہ۔بشارت دی (ابراہیم) کو ایک دانش مند بیٹے (اسحاق) کی۔

وَامْرَاَتُهٗ قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۔ ۷۳۔

ترجمہ۔(ابراہیم کی) بیوی کھڑی ہنس پڑی، ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت سنائی۔

اسحاق کے معانی ہنستا ہوا' ہے۔

بائبل کی ایک روایت کے مطابق حضرت ابراہیم کے ایک ملازم الیعر ز تھے جو کے حضرت ابراہیم کے کہنے پر ان کے بھائی نحور (ناحور) کے بیٹے 'بیتوایل' کے گھران کی بیٹی 'رفقہ' کے لئے حضرت اسحاق کی شادی کا پیغام لے کر گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے ان کے لئے بھیجے گئے تحائف بھی لے گئے پھر حضرت ابراہیم کے ملازم نے بیتوایل کو

حضرت ابراہیم کا پیغام دیا کے وہ چاہتے ہیں کے آپ کی بیٹی رفقہ کے ساتھ اسحاق کا عقد طے پائے چنانچہ اس پیغام کی پیروی میں بیتوایل نے اپنی بیٹی رفقہ کو کنعان روآنہ کر دیا جہاں کچھ عرصے کے بعد حضرت اسحاق کی شادی رفقہ کے ساتھ منعقد ہوگئی۔ رفقہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کے وہ حضرت اسحاق کی زوجہ، حضرت یعقوب کی والدہ، حضرت یوسف کی دادی، حضرت ابراہیم کی بہو اور حضرت اسماعیل کی بھابھی تھیں، شادی کے وقت حضرت اسحاق کی عمر چالیس برس تھی پھر شادی کے تقریباً بیس برس بعد آپ صاحب اولاد ہوئے اور اللہ نے آپ کو جڑواں بچوں کی خوشخبری دی چنانچہ آپ کے دو بیٹے متولد ہوئے ایک بیٹے عیسو تھے جبکہ دوسرے بیٹے یعقوب تھے آگے چل کر یعقوب کا لقب اسرائیل پڑا۔

جب کنعان میں قحط پڑا تو حضرت اسحاق نے مصر جانے کا ارادہ کیا لیکن وحی الہی کے ذریعے انھیں فلسطین کے شہر جرار (موجودہ لبنان) کی جانب ہجرت کا حکم ملا چنانچہ آپ 'جرار' کی جانب تشریف لے گئے حضرت اسحاق اللہ تعالی کے ایک برگزیدہ اور جلیل القدر پیغمبر تھے لہٰذا آپ 'جرار' میں آنے کے بعد بھی متواتر اسلام کی تبلیغ وشاعت کی ذمہ داریوں میں مصروف رہے اس کے ساتھ آپ نے یہاں زراعت اور گلہ بانی بھی کی اللہ تعالی نے آپ کو برکت دی اور آپ بہت جلد خوشحال ہوگئے آپ کی تبلیغ واشاعت وہاں کے لوگوں پر گراں گزری اور انھوں نے حسب روایت آپ کی تکذیب وتنقید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا وہ آپ کو طرح طرح سے اذیتیں دیتے لیکن آپ نہایت تحمل اور مستقل مزاجی سے دعوت دین کے کاموں میں لگے رہے لوگوں نے آپ کی مخالفت میں بادشاہ کے کان بھی بھرے جس کی وجہ سے آپ کو شہر بدر کیا گیا لیکن آپ نے نہایت اولوالعزمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا آپ نے شہر جرار میں کئی کنویں بھی بحال کئے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھدوائے تھے اور جن کو بعد میں لوگوں نے بھر دیا تھا آپ نے انھیں دوبارہ جاری کروایا اس کے ساتھ ہی آپ نے مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ بھی تعمیر کروائی بعد میں جب بادشاہ وقت پر مشکلات اور پریشانیاں آئیں تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے حضرت اسحاق کو دوبارہ شہر جرار میں آنے کی دعوت دی ،حضرت اسحاق علیہ السلام آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے آپ نے ایک سو اسی برس کی عمر پائی اور کنعان میں آپ کا انتقال ہوا جبکہ حَبرون کے مقام پر آپ اپنے والد حضرت ابراہیم اور

حضرت سارہ کے پہلو میں مدفون ہیں لیکن اب اس علاقے کو 'الخلیل' کیا جاتا ہے۔ ۷۴ ؎

۱۰۔حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام، اللہ کے نیک اور برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، آپ حضرت اسحاق کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام 'رفقہ' تھا آپ کی پیدائش حضرت اسحاق کی شادی کے بیس برس بعد یعنی ۳۴۸۳

(تین ہزار چارسوتراسی) ہبوط میں ہوئی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۔ ۷۵ ؎

ترجمہ۔ ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب پوتا عطا کیا، اور ہم نے ان سب کو صالحین بنا دیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، بنی اسرائیل پر حضرت اسحاق علیہ السلام کے بعد نبی اور پیغمبر ہوئے آپ کے بھائی 'عیف' کو بادشاہی ملی حضرت یعقوب کا ایک لقب 'اسرائیل' بھی ہے جو کے عبرانی زبان کا لفظ ہے اور 'اسرا' اور 'ایل' سے مل کر بنا ہے اور جس کے معنی اللہ کا بندہ کے ہیں عربی زبان میں اسرائیل کے معنی عبداللہ کے ہیں قرآن کریم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ 'اسباط' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، سبط عربی زبان میں کئی شاخ دار درخت کو کہتے ہیں اس اعتبار سے بنی اسرائیل کے تمام انبیاء حضرت یعقوب (اسرائیل) کی اولاد سے ہی ہیں لہٰذا اسبط آپ کے لئے انھی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

آپ کے ساتھ آپ کے ایک جڑواں بھائی 'عیسو' بھی پیدا ہوئے تھے عیسو کے جسم پر لمبے بال تھے اور ان کی رنگت سرخی مائل تھی اور ان کا لقب 'ادوم' تھا بعد ازاں عیسو کی نسل سے ایک بڑا قبیلہ 'بنوادوم' بھی وجود میں آیا تاریخی حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہے کے 'عیسوادوم' کی شادی آپ کی چچازاد یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی۔

حضرت یعقوب کی تربیت آپ کے والد حضرت اسحاق کے ہاتھوں کنعان میں ہوئی بعد ازاں آپ

اپنے ماموں 'لابان' کے پاس 'فاران آرام' چلے گئے جہاں آپ کے ماموں نے آپ سے یہ عہد لیا کے آپ دس سال تک ان کی بکریاں چرائیں گے جس کے بدلے میں وہ اپنی بیٹی 'لیہ' کی شادی آپ سے کریں گے اور یہ دس سالہ مشقت ہی ان کی بیٹی کا مہر ہوگا آپ نے حسب وعدہ دس سال تک اپنے ماموں کی بکریاں چرائیں جس کے بدلے میں انھوں نے دس سال کے بعد آپ کا عقد اپنی بیٹی 'لیہ' کے ساتھ کر دیا لیکن آپ کا رجحان 'لیہ' کی چھوٹی بہن 'راحیل' کی جانب تھا لہٰذا دوسری ماموں زاد 'راحیل' بھی آپ کے نکاح میں آ گئیں (اس دور میں دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں لینا شرعاً ممنوع نہ تھا) تاریخی حوالوں سے یہ بات ثابت ہے کے آپ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے دس چار مختلف ازدواج سے پیدا ہوئے لیکن حضرت یوسف اور بن یامین دونوں چھوٹے بیٹے آپ کی زوجہ 'راحیل' سے پیدا ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف سے بے حد محبت کرتے ۔بیس برس تک 'فاران آرام' میں رہنے کے بعد آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ واپس فلسطین یعنی اپنے آبائی وطن آ گئے ۔ ۷۶

آپ اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے بے حد محبت کرتے جس کی وجہ سے باقی بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کرتے تھے چنانچہ ایک دن سارے بیٹوں نے یہ منصوبہ بنایا کے بہانے سے حضرت یوسف کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے اور انھیں کنویں میں پھینک دیں گے لہٰذا ان سب نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے اجازت مانگی اگر چہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ان بیٹوں پر بھروسہ نہ کرتے تھے لیکن پھر بھی انھوں نے اجازت دے دی اور طے شدہ منصوبے کے مطابق سارے بھائیوں نے مل کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اندھے کنویں میں پھینک دیا اور ان کے کرتے پر بھیڑیا کا خون لگا کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لے آئے اور کہا کے ہم لوگ شکار میں مصروف تھے اور تھوڑی دیر کے لئے ہمارا دھیان یوسف سے ہٹا اور اسی اثناء میں ایک بھیڑیا یوسف کو کھا گیا یہ سن کر حضرت یعقوب نے کہا تم اپنے دل سے یہ بات بنا لائے ہو اب صبر ہی بہتر ہے اور میں خدا سے ہی مدد مانگتا ہوں جس بارے میں تم

بیان کرتے ہو۔ ۷۷۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف کو یاد کر کے روتے رہتے جس کی وجہ سے آپ کی بینائی زائل ہوگئی آپ کا وصال ۱۳۰ برس کی عمر میں ہوا جبکہ مصر ہجرت کرنے کے بعد آپ سترہ سالوں تک حیات رہے وفات سے قبل آپ نے اپنے سارے بیٹوں کو بلا کر نصیحت کی میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو انھوں نے کہا آپ کے معبود کی اور آپ کے باپ، دادا ابراہیم اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اسی کے حکم بردار ہیں ۔ ۷۸۔

حضرت یعقوب کا انتقال مصر میں ہوا اور وہیں آپ کی تدفین بھی ہوئی لیکن آپ نے حضرت یوسف کو وصیت کی تھی کے وہ آپ کا جسد خاکی کنعان (موجودہ فلسطین) میں ان کے والد حضرت اسحاق اور دادی حضرت سارہ کے پہلو میں دفن کریں چنانچہ آپ کے انتقال کے سترہ برس بعد جب حضرت یوسف کنعان گئے تو ان کے جسد خاکی کو ان کی وصیت کے مطابق اپنے ساتھ لے گئے اور انھیں ان کی خواہش کے مطابق حضرت اسحاق اور حضرت سارہ کے پہلو میں دفن کیا۔ ۷۹۔

۱۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور علم ریاضی

حضرت یوسف علیہ السلام اور اہرام کی ٹیکنالوجی:

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نیک اور برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں سائنس، ٹیکنالوجی، علم ریاضی، علم جیومیٹری اور علم الجبرا کے اشارے موجود ہیں۔

معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے تیسرے آسمان پر ہوئی، اس آسمان کا نام **ملکوت یا ہاریون** ہے، جس کی رنگت تانبے کی مانند ہے۔

حضرت یوسفؑ علیہ السلام نے قحط سالی سے بچنے کے لئے کچھ تجاویز پیش کیں جن کو سن کر بادشاہ

بہت خوش ہوا، اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان تجاویز پر عمل کرنے کی مکمل اجازت دے دی پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا!

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۔۸۰؎

ترجمہ۔ یوسف نے کہا! ملک کے خزآنے میرے سپرد کردیجئے، میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں، یہ سن کر بادشاہ نے کہا تو میرا نائب ہے آج سے تیرا حکم میری رعایا پر چلے گا اور اس نے فیصلہ کیا کے جو تجاویز حضرت یوسف علیہ السلام نے قحط سالی کے لئے دی ہیں وہ خود ہی اس پر عمل درآمد بھی کروائیں اس سلسلے میں بادشاہ نے شاہی کونسل سے منظوری بھی لے لی اور بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے نہایت عزت و احترام سے کہا آپ اس مسئلے سے نبٹنے کے لئے پیش بندی کریں۔۸۱؎

اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے سوائے تخت شاہی کے بقیہ تمام اختیارات حضرت یوسف علیہ السلام کو سونپ دیئے، اختیارات کے حصول کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے انتظامی امور کی نگرانی شروع کر دی اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پہلے مرحلے میں زیادہ سے زیادہ اور اچھی فصل اگانے اور بنجر زمین کو زرخیز بنانے کی پالیسی اختیار کی اور اس طرح سے کچھ ہی عرصے میں بہت اچھی فصلیں تیار کر لی گئیں پھر اگلا مرحلہ جو سب سے زیادہ پیچیدہ تھا کے اتنے لمبے عرصے تک اناج کے اتنے بڑے ذخیرے کی آخر کس طرح سے حفاظت کی جائے کے وہ موسم اور کیڑے مکوڑوں کے اثرات سے بھی محفوظ رہ سکے اور اس کے ساتھ ہی اس کی تازگی بھی برقرار رہ سکے۔ اس پیچیدہ ترین مسئلے کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بذریعہ وحی اہرام بنانے کی مکمل ٹیکنالوجی کا وہ علم منتقل فرمایا کے آج ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود بھی دنیا حیران ہے کے آخر یہ حیرت انگیز تعمیر کیسے وجود میں آئی یعنی جو اہرام آج تک ایک معمہ بنے ہوئے ہیں کے اس کے اصل معمار کون تھے؟ تو اس کا سادہ سا جواب ہے کہ دنیا کے پہلے اہرام کی بنیاد حضرت یوسف علیہ السلام نے رکھی، تاکہ اناج کو تادیر اس کی اصل شکل وصورت میں محفوظ کیا

جا سکے اس غرض کے لئے مخروطی شکل کے اہرام تعمیر کئے گئے اور یہ حضرت یوسفؑ علیہ السلام کے علم نبوت کا اعجاز تھا کے آپ نے مصر کے اس قدیم معاشرے میں ایسی جدید سائنسی عمارت کی بنیاد رکھی جو ہزاروں سال سے قائم ہے۔ ۸۲؎

علم ہندسہ (Geometry)

علم ہندسہ کو انگریزی زبان میں Geometry کہا جاتا ہے، یہ علم دو الفاظ سے مل کر بنا ہے یعنی Geo سے مراد ارض جبکہ Metry سے مراد پیمائش کے ہیں، چنانچہ اس علم ہندسہ میں فضائی یا فاصلی یعنی Spatial مقامات کے درمیان روابط کے بارے میں بحث کی جاتی ہے، باالفاظ دیگر علم ہندسہ میں خطوط اور اشکال کی خصوصیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں تفکر سے یہ معلوم ہوا کے اللہ تعالیٰ نے ہر سیارے کے لئے مخصوص مقداریں متعین کر دی ہیں جبکہ ان مقداروں کا علم ہی جیومیٹری کا علم کہلاتا ہے، دراصل جیومیٹری ایسے فارمولوں کا علم ہے جس میں تمام کہکشانی نظام اور لاشمار دنیاوں کی زمین شامل ہیں شمالاً جنوباً لہروں کا چلنا اور ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر اپنا 'تعامل' برقرار رکھنا جیومیٹری یا مقداروں کا علم کہلاتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خواب اور کشش کا قانون سیکھایا یہی نہیں بلکہ کشش ثقل اور جن لہروں نے زمین کی بیلٹ کو سنبھالا ہوا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلامؑ کے تابع کر دیا لہٰذا اسی قانون، علم اور ٹیکنالوجی کے ذریعے سے جو کے وحی الہیٰ کے ذریعے سے انھیں ودیعت کی گئی تھی انھوں نے اہرام تعمیر کئے، بعد میں جب یہ علم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا گیا تو دنیا میں جا بجا اہرام نظر آنے لگے۔ ۸۳؎

اہرام کی ساخت میں ایک نامعلوم مگر انتہائی طاقتور توانائی موجود ہے دوسری جانب اس کی مخصوص مخروطی شکل ان برقی مقناطیسی لہروں کو مسلسل اپنی جانب کھینچتی ہیں اور اس طرح اس میں Cosmic Rays کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے اس اعتبار سے یہ کہا جا سکتا ہے کے اہرام اپنے اندر انتہائی توانائی کی ایک قطعی نامعلوم قسم کو نا صرف مجتمع رکھتا ہے بلکہ وہ اس کو برقرار بھی رکھتا

ہے چونکہ اہرام میں ہمہ وقت Electric and Megnatic توانائیوں کا اخراج ہوتا رہتا ہے اور اس قوت کی سب سے زیادہ اثر پذیری اہرام کے اندر نوک کے عین نیچے ایک تہائی (۱/۳) اونچائی پر ہوتی ہے۔ ۸۴؎

اس قانون کی وضاحت میں ڈاکٹر غلام جیلانی برق کہتے ہیں کے کائنات کی ہر شے سے خواہ وہ زمینی ہو یا آسمانی، اس میں سے ہر وقت غیر مرئی لہروں کا اخراج ہوتا رہتا ہے جبکہ یہ لہریں اپنے اندر مختلف منفی اور مثبت اثرات بھی رکھتی ہیں۔ ۸۵؎

زمین کی بیلٹ محوری اور طولانی حرکات پر قائم ہیں، محوری حرکات شمالاً جنوباً حرکت کرتی ہیں جو اپنے اندر ٹھنڈک کے اثرات رکھتی ہیں اس کے ساتھ ہی یہ محوری حرکات طولانی حرکات پر غالب بھی ہوتی ہیں یہی نہیں بلکہ یہ محوری حرکات مسلسل ہوتی ہیں جن میں سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے برابر بھی توقف کا امکان نہیں ہے۔ اہرام کے معماران زمینی حرکات کے قانون اور فارمولوں سے مکمل واقف تھے لہٰذا انھوں نے اس قانون کو اہرام کی تعمیر میں بڑی کامیابی سے استعمال بھی کیا اگر آج کے اس ترقی یافتہ دور میں اس قانون کو ملحوظ رکھتے ہوئے عمارات کی تعمیر کی جائے تو یقیناً اس کے بھی ۱۰۰ فیصد مثبت نتائج مرتب ہوں گے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کے حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی ہمارے آج کے اس دور سے کہیں زیادہ فعال اور ترقی یافتہ تھی اگر اہرام میں لگے ہوئے پتھروں کے بلاک کا جائزہ لیں تو یہ جان کر حیرت ہوگی کے ان میں سے ہر ایک کا وزن ۹۰ سے ۶۰۰ ٹن تک تھا، اتنے وزنی پتھروں کو پہاڑوں سے کاٹنا، انھیں دور دراز مقام سے لانا پھر انھیں اونچائی میں کئی منزلوں تک پہنچانا بظاہر ناممکن لگتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کے ایسے ۲۳ لاکھ پتھروں سے بنے ہوئے، انسانی محنت کے اس فلک رفعت ہمالیہ کو دیکھ کر بے اختیار اقبال کے یہ اشعار یاد آجاتے ہیں!

اس دشت جگر تاب کی خاموش فضاء فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیئے تعمیر!

اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر ۸۶ ؎

لیکن اس دور کے عظیم سائنس دانوں نے کشش ثقل کو کم سے کم کرنے یا اسے بالکل ختم کرنے کا فارمولا دریافت کرلیا تھا۔ ۸۷ ؎

اور اس علم پر دسترس کا مطلب یہ ہوا کے اشیاء چاہے کتنی بھی وزنی ہوں وہ انسانی ہاتھوں میں محض کاغذ کے ایک ٹکڑے کے برابر ہی محسوس کی جائیں گی یعنی وزنی شے کا تمام وزن نفی کر دینے کا فارمولا وہ جان چکے تھے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ھُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ۔ ۸۸ ؎

ترجمہ۔ تم نہیں دیکھتے کے اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمھارے لئے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کردی ہیں؟ اس پر حال یہ ہے کے انسانوں میں سے کچھ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے ان کے پاس کوئی علم ہو، یا ہدایت، یا کوئی روشنی دکھانے والی کتاب۔

قرآن کریم میں اس جیسی ۷۵۶ آیات ہیں جو بنی نوع انسان کو کائنات میں غور فکر کی دعوت دے رہی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کے انسان اب تک قرآن کریم جیسے عظیم سرمائے سے استفادہ نہیں کر پایا۔ ایک ماہر اہرامیات 'چارلس لیٹی مر' نے تو اہرام کی سحر انگیزی میں مبتلا ہو کر یہاں تک کہہ دیا کے بلاشبہ یہ درست ہے کے ہمارے اوزان اور پیمائش کی اکائیوں میں موجودہ دور میں ترمیم کی ضرورت ہے۔۔۔ ہمیں درجہ کمال تک پہنچی ہوئی قدیم و مقدس تاریخ کی طرف لوٹنا پڑے گا اس مذہب کی طرف جو یہ ثابت کرتا ہے کے نسل انسانی خود بخود ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی موجودہ صورت تک نہیں پہنچی ہے بلکہ خالق کائنات نے انسان کو اسی موجودہ صورت میں پیدا کیا ہے لیکن ایسا کمال کہاں سے مل سکتا ہے؟ میرا جواب ہے کے گیزا کے عظیم اہرام سے، کیونکہ ان

سنگی ستونوں میں معیاری اوزان و پیائش کے پیمانے موجود ہیں اس میں زمین وآسمان کی ہم معیاریت اور تناسب پوشیدہ ہیں ہمارے قدیم اور جدید موروثی نظام کا ایک ایسا انجذاب موجود ہے کہ لگتا ہے جیسے خود خالق کائنات نے ہمیں اسے ودیعت کیا ہے۔۔۔۔۔میں اپنے امریکی ہم وطنوں سے درخواست کرتا ہوں کے وہ بڑی احتیاط سے اس موضوع کا مطالعہ کریں اور اسے سمجھنے اور پھر کام میں لانے کی کوشش کریں۔۸۹ے

بے شک اس زمین پر موجود یہ اہرام کائناتی شعور کی نمائندگی کرتے ہیں جس کی راہداریوں میں پوشیدہ اور موجود عظیم علوم کو دنیا ایک نہ ایک دن سمجھنے میں ضرور کامیاب ہوجائے گی۔

خلاءلہروں کا مجموعہ ہے:

روحانی تھیوری کے مطابق! جسے ہم خلاء کہتے ہیں وہ بے شمار چھوٹی بڑی لہروں کا مجموعہ ہے، جن میں سے بعض لہروں ک وہم جانتے ہیں اور اکثر کو نہیں جانتے، ان لہروں کی طول موج Wave (Length) کی فریکوئنسی مختلف ہوتی ہے، پیرامڈ بنانے والے ان لہروں اور مخصوص زاویوں کے زیر اثر ان کے تعاملات کا کھوج لگانے میں کامیاب ہو گئے تھے، اور اس ٹیکنالوجی سے جو ایجادات سامنے آئیں سورج کی طرح آج بھی روشن ہیں۔

پیرامڈ کی ٹیکنالوجی کے حوالے سے حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! طول موج برقی رو کا وہ حصہ ہے جس کو ہماری عقل سمجھ سکتی ہے، لیکن جس چیز کو عقل انسانی نہیں سمجھ سکتی اس کا طول موج کچھ اور ہوتا ہے اور وہ بدل جاتی ہے، تاہم طول وموج کے حوالے سے یہ بات قابل ذکر ہے کے مصر میں جو پیرامڈز بنائے گئے وہ پہاڑوں کو کاٹ کر ایک، دو، تین، چار، دس اور بیس کمروں کی جیومیٹریکل شکل موج ایک جیسی رہے، اگر آج بھی کوئی ایسا مکان بنایا جائے جس میں طول موج کی فریکوئنسی ایک جیسی ہے تو اس مین پچاس ہزار سال، لاکھ سال، اور دس لاکھ سال تک نا لاش خراب ہوتی ہے نا سڑتی اور سوکھتی ہے، اس لاش کی تروتازگی برقرار رہتی ہے۔

پیغمبروں کو اللہ تعالی نے ایسے اوصاف سے متصف فرمایا ہے کے وہ ماورائی Equation کے

ذریعے ایسی ایجادات کر سکتے ہیں جو مادی علوم سے ناممکن ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے خواب کی تعبیرات کی مہارت عطا فرمائی، خواب انسان کی ماورائی دنیا کے گوشوں کو کھولتا ہے ،تاہم حضرت یوسف علیہ السلام کو جب اہل مصر کی مسلسل قحط سالی کا علم ہوا تو آپ نے انھیں خشک سالی سے بچانے کے لئے ماورائی علوم کے ذریعے غلے کو اگلے کئی سال تک اسٹور کرنے کی ٹیکنالوجی کے ذریعے سے گودام تیار کروائے ان گوداموں کی تعمیر میں جدید اور خاص جیومیٹری کے اصول کارفرما ہیں۔ زمین کی بیلٹ دو حرکات پر قائم ہے۔ ا۔محوری۔ ۲۔طولانی۔

محوری حرکت شمالاً جنوباً سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں بلاتوقف جاری رہتی ہے، اس کو طولانی حرکت کہا جاتا ہے۔

اہرام میں محوری حرکت کے ساتھ تین زاویوں پر عمارت کا قیام ہے، محوری حرکت ایک سرکل ہے جو گھڑی کے فنل کی طرح ہے، جو اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر بلاتوقف متحرک ہے۔

طولانی حرکت کے برعکس محوری حرکت میں لہریں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور کسی بھی شے کے اوپر موجود روشنی کے جال کو ڈسٹرب نہیں کرتیں، جبکہ محوری گردش طولانی گردش کو مغلوب رکھتی ہیں۔

ہر شے کے اوپر دو غلاف ہیں، ایک غلاف مادی اشیاء کی تخلیق میں اپنا کردار ادا کرتا ہے اور اس تخلیق میں عناصر کی آمیزش ہوتی ہے، عناصر میں کسی نا کسی طرح خمیر کا عنصر ہوتا ہے، یہی خمیر عنصر میں چمک پیدا کرتا ہے، یہاں کوئی شے خمیر کے بغیر نہیں، بظاہر خشک نظر آنے والے پہاڑوں میں سے بھی گوند نکلتا ہے، تاہم جن لہروں سے عناصر تخلیق ہوتے ہیں، ان لہروں کے اوپر بھی روشنی کا ایک جال موجود ہوتا ہے جو عناصر کو مقداریں فراہم کرتا ہے اور اس پر محوری حرکت پوری طرح غالب رہتی ہے۔

مخصوص زاویہ Geometery سے جب اہرام کی تعمیر کی جاتی ہے تو اس میں شمالاً جنوباً پھیلنے والی لہروں کا عملاً دخل ہوتا ہے اور یہ لہریں شے میں Foriegn Body داخل نہیں ہونے دیتیں۔

اہرام میں رکھی اشیاء خراب نہیں ہوتیں کیونکہ مثلث عمارت میں مخصوص زاویہ کی وجہ سے محوری

گردش پوری عمارت میں اپنا ایک سرکل بنالیتی ہے اور اس سرکل کی وجہ سے عمارت میں Megnatic Field بن جاتی ہے، مثلث عمارت اس لئے ضروری ہے تاکہ اشیاء کا مادی وجود برقرار رہ سکے تو شے کی ماہیت تبدیل ہو جائے گی اور شے زمین کی اسکرین سے نکل کر فضاء میں تحلیل ہو جائے گی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں سائنس آج سے زیادہ ترقی یافتہ تھی، اہرام میں لگے ہر بلاک کا وزن 600-90 ٹن تھا، اتنے وزنی پتھروں کو نہایت مہارت اور نفاست سے بغیر کسی الجھاؤ کے نصب کرنے میں جو حکمت پوشیدہ ہے وہ یہ کے اس دور کے اہل علم کشش ثقل کو کم سے کم یا اس کی نفی کے فارمولے سے واقف ہو چکے تھے، چنانچہ اشیاء ان کے ہاتھ میں بے وزن ہو جایا کرتی۔ ۹۰ ؎

ضابطہ: Formula

اگر شے کے مادی عناصر (مثلث) کے پھیلاؤ اور چپک کو سمیٹ کر نقطہ کی انتہاء تک کر دیا جائے تو توانائی صفر ہو جاتی ہے اور شعور پر لاشعور پوری طرح غالب ہو جاتا ہے، لاشعور ابعاد Dimension تو ہوتے ہیں لیکن شے کے نقش و نگار لہروں کا مرقع ہوتے ہیں، کوئی انسان اپنی صلاحیتوں کا استعمال کر کے جب اس قانون کا مشاہدہ کر لیتا ہے تو اللہ کی توفیق کے ساتھ شے میں تصرف کر کے کسی ذرے کو پہاڑ بنا دیتا ہے یا کسی پہاڑ کا وزن کم کر کے روئی کے تکیہ کے برابر کر دیتا ہے، اس علم علم تکوین کہا جاتا ہے اور قرآن حکیم نے اس علم کو تسخیر کائنات کے فارمولوں کا نام دیا ہے۔

علم سیارگان:

اللہ تعالی نے حضرت یوسف کو ستاروں اور سیاروں کا علم بھی عطا فرمایا، اس کی نشاندھی ان کے اس خواب سے ہوتی ہے جس میں ان کو گیارہ ستارے، سورج اور چاند سجدہ کر رہے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۔۹۱؎

ترجمہ۔ یوسف نے اپنے والد سے کہا! میں نے گیارہ ستاروں، چانداور سورج کو مجھے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں، ایک یہودی مالی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، مجھے ان ستاروں کے نام اوران کے بارے میں بتایئے جنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کوسجدہ کیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ یہ سن کرخاموش رہے، پھرحضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کوان ستاروں کے نام بتائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر میں تجھ کوان ستاروں کے نام بتادوں توکیا تو مومن ہوجائے گا؟ یہودی نے کہاہاں، یہ سن کررسول اللہ ﷺ نے ان ستاروں کے نام بتائے۔

۱۔حرثان۔ ۲۔طارق۔ ۳۔زیال۔ ۴۔ذوالکفتان قابس۔ ۵۔دثان۔ ۶۔ھوادن۔
۷۔فلیق۔ ۸۔مصبح۔ ۹۔ضروح۔ ۱۰۔فریح۔ ۱۱۔ضیاء(نور)، حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق میں ان ستاروں کواپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، جب

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قصہ (اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام) کوسنایاتوانہوں نے فرمایا! یہ منتشر امر ہے اللہ تعالیٰ اسے بعد میں جمع کردے گا۔ یہودی نے یہ سن کرکہا اللہ کی قسم! بلاشبہ ان کے یہی نام ہیں۔ ۹۲؎

ابن منبہؒ بیان کرتے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب لیلۃ القدر میں واقع ہوا تھا۔ ۹۳؎

اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کوعلم سیارگان عطا فرمایا، جس میں سیاروں کی کشش کے اصول، سورج، چاندستاروں کی مقداروں کا علم افلاک، زمین وآسمان، ملائکہ، خلاء کس قانون کے پابند ہیں کا علم، خلاء میں ہرسیارہ اپنے مدار میں بغیرکسی دوسرے سیارے اورستارے سے ٹکرائے تیر رہا ہے کاعلم وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے تمام سیاروں کی معین مقداریں مقرر فرمائیں، ان مقداروں کے علم کو علم جیومیٹری کہا جاتا ہے، تاہم جیومیٹری ایسے فارمولوں کا علم ہے جس میں تمام کہکشانی نظام، لاشمار دنیائیں اور ان کی زمین شامل ہے، نیز شمالاً جنوباً لہروں کی حرکات، تعاملات وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب اور کشش کے قوانین بذریعہ وحی سیکھائے، یعنی کشش ثقل اور جن لہروں نے زمین کی بیلٹ کو سنبھال رکھا ہے، اس علم کو اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے تابع فرما دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ان ہی علوم کی روشنی میں اہرام مصر کی تعمیر فرمائی، بعدازاں تعمیرات کے یہ اصول جب دیگر اہل علم جان گئے تو انھوں نے بھی جگہ جگہ اہرام تعمیر کر لیئے۔

۱۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ اور نیک پیغمبر اور نبی تھے، اللہ نے آپ کو دو امتوں مدین اور اصحاب ایکہ پر مبعوث فرمایا۔

مدین اور اصحاب ایکہ دو الگ الگ اقوام ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مدین اور اصحاب الایکہ دو امتیں ہیں جن کی جانب حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔

انبیاء علیہ السلام کے قصص میں ساتواں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے۔

عکرمہ نے کہا اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا کسی نبی کو دو مرتبہ نہیں بھیجا یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کو پہلی بار اہل مدین کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا گیا جبکہ دوسری بار انھیں اصحاب الایکہ کی جانب بھیجا گیا تاہم اہل مدین کی نافرمانیوں کی بناء پر انھیں ایک سخت گرج دار آواز کے ذریعے ہلاک کیا گیا اور اصحاب الایہ کو سائبان والے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ وَ قَوۡمُ تُبَّعٍ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ۔ ۹۴

ترجمہ۔ ایکہ (جنگل) والوں نے اور تبع کی قوم نے، ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔

ایکہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ جنگل اور گھنے درخت ہوں یعنی درختوں کا جھنڈ ہو بعض لوگوں نے یہ کہا کے یہ کسی خاص شہر کا نام ہے حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب ایکہ اور اہل مدین کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور دونوں ہی قوم پر عذاب الٰہی آیا، اہل مدین ایک خوفناک چیخ سن کر ہلاک ہو گئے جبکہ اصحاب ایکہ جس جنگل میں تھے ان پر بادل کا عذاب آیا تھا اس آیت میں قوم تبع کا ذکر بھی کیا گیا ہے تبع عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا نام تورات میں میکائیل ہے، سریانیہ میں آپ کا نام حری بن یسحر جبکہ عبرانیہ میں آپ کا نام شعیب ہے۔

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) کی تحقیق کے مطابق مدین اس قوم کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کی نسل سے ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کا تعلق بھی اسی نسل سے تھا۔ ۹۵

حضرت ابوذر غفاری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! چار نبی عرب تھے۔

۱۔ ھود۔ ۲۔ صالح۔ ۳۔ شعیب۔ ۴۔ تمھارے نبی ﷺ۔ ۹۶

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، مسجد حرام میں صرف دو قبریں ہیں۔

۱۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مبارک حطیم میں ہے۔

۲۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر مبارک حجر اسود کے بالمقابل واقع ہے۔ ۹۷

ابوالمنذر نے کہا حضرت شعیب علیہ السلام اپنی بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ اسلام سے کرنے کے بعد مکہ روآنہ ہو گئے جہاں ۱۴۰ برس کی عمر میں ان کا وصال ہو گیا اور ان کو حجر اسود کے سامنے مسجد حرام میں دفن کیا گیا۔ ۹۸

حضرت شعیب علیہ السلام کا مقام بعثت:

حضرت شعیب علیہ السلام کے مقام بعثت کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

.فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ۔۹۹ ؎

ترجمہ۔ہم نے ان سے انتقام لیا، بلاشبہ یہ دونوں بڑی شاہراہ پر واقع تھیں.

مفسرین اور مورخین نے یہ لکھا ہے، ایک بڑی شاہراہ جو حجاز کے قافلوں کو شام، فلسطین، یمن اور مصر تک لے جاتی ہے یہ شاہراہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے سے ہو کر گزرتی تھی جس کو قرآن کریم میں امم مبین فرمایا گیا تاہم یہ شاہراہ قریشی قافلوں کے لئے بہت متعارف اور تجارتی گزرگاہ کی حیثیت سے جانی جاتی تھی اگرچہ مدین کا قبیلہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے اور عرب کے شمال مغرب میں شام سے متصل حجاز کا آخری حصہ ہے۔

بعض متاخرین یہ لکھتے ہیں کے مدین کا اصل علاقہ حجاز کے شمال مغرب اور فلسطین کے جنوب میں بحراحمر اور خلیق عقبہ کے کنارے پر واقع ہے جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی ساحل پر بھی اس کا کچھ سلسلہ پھیلا ہوا تھا تاہم یہ ایک بڑی اور معروف تجارتی شاہراہ تھی زمانہ قدیم میں جو تجارتی شاہراہ بحراحمر کے کنارے یمن سے مکہ اور ینبوع ہوتی ہوئی شام تک جاتی تھی تاہم ایک دوسری شاہراہ عراق سے مصر کی جانب بھی جاتی تھی جس کے عین چوراہے پر اس قوم کی بستیاں واقع تھیں اسی وجہ سے عرب کا بچہ بچہ مدین سے واقف تھا اگرچہ مدین کے آثار مٹ چکے تھے لیکن اس کے باوجود عرب میں اس علاقے کی شہرت برقرار تھی کیونکہ عربوں کے تجارتی قافلے مصر اور شام کی جانب جاتے ہوئے انھی مقامات اور آثار قدیمہ کے پاس سے گزرتے تھے۔

اللہ تعالی نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اہل مدین کی جانب بھیجا تاکہ وہ ان کی ہدایت اور رہنمائی کریں۔

ناپ تول/حساب کتاب میں کمی:

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی اور حساب کتاب میں ڈنڈی مارا کرتی، وہ سامان

کم دیتے لیکن پیسے پورے وصولتے اسلام اس رویے کی شدت سے مخالفت کرتا ہے، اسلام کسی بھی انسان کو کسی بھی قسم کے نقصان پہنچانے کی سختی سے مذمت کرتا ہے، یہ شدید گناہ ہے، قوم شعیب کی وجہ شہرت تجارتی اور پیشہ ورانہ بددیانتی تھی، وہ ناپ تول میں کمی اور گھٹیا مال کو اچھا کہہ کر زیادہ داموں فروخت کرتے یہی نہیں وہ دھوکہ اور فریب میں اتنے آگے بڑھ گئے کے حلال اور حرام کی تمیز ہی بھول گئے۔

۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ ۱۰۰ے

ترجمہ۔اہل مدین کی جانب ہم نے ان کے (ہم قبیلہ) بھائی شعیب کو بھیجا (شعیب) نے کہا! اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی واضح دلیل آچکی ہے، پس تم پورا پورا ناپ اور تول کرو اور لوگوں کو کم تول کر ان کی چیزیں نہ دو اور زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو اگر تم ایمان لانے والے ہو تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین شاہراہوں اور گزرگاہوں پر بیٹھ جایا کرتی اور اہل ایمان آنے جانے والوں کو ڈرایا اور دھمکایا کرتیں۔حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو اس طرح سے راستے میں بیٹھنے سے منع فرماتے کیونکہ اہل مدین، اہل ایمان کو ڈراتے دھمکاتے اور انھیں راہ خدا پر چلنے سے روکتے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، قتادہ اور مجاہد نے بیان کیا، کے اہل مدین راستوں پر بیٹھ کر اہل ایمان کو دھمکاتے اور ان کا مال لوٹ لیا کرتے اور اہل ایمان سے کہتے کے تم شعیب کے پاس نہ جاؤ

کیونکہ وہ کذاب ہے۔

مفسرین نے لکھا کے اہل مدین راستے میں بیٹھ کر اہل ایمان سے ناجائز ٹیکس اور بھتہ جبراً وصول کرتے، انھیں طرح طرح سے دھمکیاں دیتے اور برے نتائج کے لئے انھیں خبردار کرتے تاہم اہل مدین جمع شدہ ناجائز رقوم اور بھتے کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے۔

علامہ ابوالفراج عبدالرحمن بن علی الجوزی (متوفی ۵۷۹ھ) لکھتے ہیں، جس وقت حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین بھیجا گیا اس وقت ان کی عمر مبارک بیس برس تھی آپ کی قوم ناپ تول میں کمی کیا کرتی، آپ نے اپنی قوم کو بارہا سمجھایا کے ناپ تول میں کمی نہ کریں اور اپنے ترازو کو ٹھیک رکھیں اور ایمانداری سے تول کر لوگوں کو ان کی چیزیں دیں لیکن قوم پر آپ کی نصیحتوں کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ حسب عادت اپنی پرانی روش پر قائم رہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء بھی کہتے ہیں اور اس لقب کی وجہ یہ تھی کے آپ کا انداز گفتگو اور خطاب ایسا تھا جو کے مدمقابل کے دل میں اتر جائے لیکن اس کے باوجود آپ کی قوم آپ کی بات کو سنی ان سنی کرتی رہی یہاں تک کے اس قوم پر عذاب الٰہی کا فیصلہ ہو گیا۔

قتادہ نے لکھا کے اہل مدین کو ایک چنگھاڑ نے ہلاک کیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ
فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ۔۱۰۱؎

ترجمہ۔ (شعیب کی قوم) کے کافر سرداروں نے کہا اے لوگو! اگر تم نے شعیب کی اتباع کی تو تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے سو ان کو ایک ہولناک آواز (زلزلہ) نے پکڑ لیا اور صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ مردہ (حالت) میں پڑے ہوئے تھے۔

الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ۔۱۰۲؎

ترجمہ۔ جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی (وہ صفحۂ ہستی سے اس طرح سے مٹ گئے) گویا

کے وہ کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے، جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔

ایکہ والے:

جب اہل مدین پر عذاب الٰہی آیا تو حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب الایکہ کی جانب تبلیغ دین کے غرض سے روآنہ ہوئے اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب الایکہ پر بھی مبعوث فرمایا آپ نے اپنی بقیہ عمر اصحاب الایکہ کے ساتھ گزاری۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۔ ۱۰۳؎ ترجمہ۔ پھر شعیب ان سے کنارہ کش ہو گئے اور کہا اے میری قوم! میں نے تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دئے تھے اور میں نے تمھاری خیر خواہی کی تھی تو اب میں کافروں (کے عذاب) پر کیوں کر افسوس کروں؟۔

اصحاب الایکہ، ایکہ نامی ایک درخت کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس درخت کے گرد گھنے جنگلات اور سرسبز و شاداب زمین تھی تاہم اصحاب الایکہ انتہائی درجے کے بدمعاملہ اور ناپ تول میں کمی کے مرتکب تھے۔ اللہ تعالی نے جب حضرت شعیب علیہ السلام کو اس قوم پر رسول بنا کر بھیجا تو حضرت شعیب نے اپنی قوم اصحاب الایکہ کی ہدایت اور رہنمائی فرماتے ہوئے کہا کہ تم سب صرف ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ صرف وہی عبادت کے لائق ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو، پورا تولو اور اپنے ترازو کو صحیح رکھو لیکن آپ کی قوم بدستور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۔ ۱۰۴؎

ترجمہ۔ پیمانہ پورا بھر کر دو اور کم تولنے والوں میں سے نہ بن جاؤ اور صحیح ترازو سے تول کر دیا

کرواورلوگوں کی چیزیں کم نہ کرواور زمین میں فساد پھیلاتے ہوئے حد سے تجاوز نہ کرو۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۔۱۰۵؎

ترجمہ۔جب (قوم شعیب) نے شعیب کی تکذیب کی تو ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑلیا بے شک وہ بہت بھاری دن کا عذاب تھا۔

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔۱۰۶؎

ترجمہ۔اصحاب الایکہ (سرسبز جنگل والوں) نے رسولوں کی تکذیب کی جب ان سے شعیب نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے؟ بے شک میں تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں سو تم ڈرواور میری اطاعت کرو، اور میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف رب اللعالمین پر ہے۔

اللہ نے اس قوم کی سرکشی کی وجہ سے ان پر سخت گرمی مسلط کردی چنانچہ قوم اس گرمی سے بچنے کے لئے اپنے گھروں میں پناہ لی لیکن وہاں بھی ان کا براحال ہوا پھر انھوں نے جنگل کی جانب اپنا رخ کیا اور وہاں اس شدید گرمی سے بچنے کے لئے پناہ لی تاہم اللہ نے جنگل میں ایک بادل بھیج دیا جس میں بے حد ٹھنڈک اور سکون تھا چنانچہ قوم شعیب نے اس ٹھنڈے بادل سے راحت حاصل کی اور اپنی باقی قوم کے لوگوں کو بھی یہیں اکھٹا کرلیا تا کہ سب راحت اور سکون حاصل کرسکیں، جب ساری قوم ایک جگہ جمع ہوگئی تو اللہ تعالی نے آسمان سے ایک آگ بھیجی جس نے اس قوم کو جلا دیا اسی وجہ سے اس دن کو یوم الظلہ یعنی (سائبان یا بادل کے دن) کا عذاب بھی کہا جاتا ہے۔

قتادہ نے لکھا کے اصحاب الایکہ کی طرف اللہ نے سات دن تک مسلسل سخت گرمی مسلط کی پھر اللہ نے ان پر ایک آگ بھیجی جس آگ نے اس قوم کو جلا کر راکھ کردیا۔۱۰۷؎

محدودحواس کا قانون:

قانون قدرت یہ ہے کے خودغرض انسان پر محدوداور تغیر پذیر حواس کا غلبہ ہوتا ہے، ایسے تمام انسانوں کے اندر سے باہمی محبت، اخوت، ہمدردی اور ایمانداری نکل جاتی ہے، وہ سرعام سرکشی

کے مرتکب ہوکر بے حیائی میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ برائی، فسق وفجور، بددیانتی، لالچ، مال وزر اور دنیا کی محبت میں اس قدر غرق ہوجاتا ہے کے نیکی اور برائی کی تمیز مٹ جاتی ہے۔

دنیا اور مال کی محبت انسان کو خودغرض بنا دیتی ہے، اور یہ خودغرضی اور مال کی محبت اس انسان کو جہنم کے گڑھے میں دھکیل کر ہی دم لیتی ہے قدرت کا یہ قانون ہے کے جب تک اللہ کے نظام میں خلل واقع نا ہو اس وقت تک اللہ افراد کی لغزشوں کو نظرانداز کرتا رہتا ہے، لیکن جیسے ہی یہ سرکشی، غلط طرز فکر معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرتے ہیں تو پھر اللہ کے تخلیقی سسٹم میں ایک اضطراب پیدا ہوتا ہے اور اللہ کا قاہرانہ نظام متحرک ہوکر قوم کو دردناک عذاب سے دوچار کر کے اس گندے، گھناؤنے نظام کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا دیتا ہے۔

بڑے بڑے سرکش، گھمنڈی، مغرور لوگوں سے نظام حکومت کو چھین کر اللہ تعالی اہل لوگوں کو نظام حکومت سونپ دیتے ہیں۔

مال سے محبت انسان کی ایک فطری کمزوری ہے، اللہ مالکی محبت کو ناپسند فرماتے ہیں، مال اللہ کی ایک نعمت ہے وہ نا اچھا ہے نا برا ہے اس کو کمانے اور خرچ کرنے کا طریقہ اس کو صحیح یا غلط بناتا ہے۔ انسان مال کی محبت میں گرفتار ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ۔۱۰۸؎

ترجمہ۔بے شک انسان مال کی کی محبت میں بہت شدید ہے۔

مال کی محبت بھی شرک کی ایک قسم ہے، جو شے انسان کے دل سے اللہ کے خیال اور توجہ کو محو کردے وہ فتنہ ہے۔

۱۳۔حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول ہیں، اللہ نے آپ کو قوم اشور پر مبعوث فرمایا۔حضرت یونس علیہ السلام کا بائبل میں نام 'یوناہ' ہے جو کے یونس کا عبرانی تلفظ ہے آپ اللہ کے

برگزیدہ بندے، نبی اور رسول تھے اور آپ کو اللہ تعالی نے اشوریوں کی اصلاح کے غرض سے ان کے شہر 'اشور' میں جو کے اس دور میں ان کا دارالحکومت بھی تھا میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے منتخب فرمایا آپ حضرت ہود علیہ السلام کی اولادوں میں سے ہیں اللہ تعالی نے آپ کو ۲۸ برس کی عمر میں نبوت اور رسالت سے بھی سرفراز فرمایا آپ پر ایک صحیفہ بھی نازل ہوا جو کے 'یوناہ نبی کی کتاب' کے نام سے تورات میں موجود ہے جو چار مختصر ابواب پر مشتمل ہے مورخین کے مطابق! آپ کا زمانہ ۸۶۰ ۔ ۷۸۴ ق م کے درمیان کا ہے اسی لئے کتب تاریخ میں اشوریوں کو 'قوم یونس' بھی کہا جاتا ہے ۔ دجلہ کے شمالی حصے میں ایک سامی النسل قوم آ کر آباد ہوگئی جو کے اشور کہلائی اور ان کے نام کی وجہ تسمیہ ان کا ایک دیوتا 'اشور' تھا جس کی یہ عبادت کیا کرتے اسی وجہ سے یہ قوم اشور کہلائی بعد ازاں اشوریوں نے ایک شہر 'اشور' بھی اپنے دیوتا کے نام پر تعمیر کیا۔

اللہ تعالی نے آپ کو قوم اشور کی رہنمائی کے لئے نینوا یعنی (موجودہ عراق) بھیجا چونکہ اس قوم کا مرکز اس زمانے میں نینوا کا مشہور شہر تھا جس کے وسیع کھنڈرات آج بھی دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر پائے جاتے ہیں جو کے موجودہ شہر موصل کے عین مدمقابل ہے لہٰذا اس شہر میں 'یونس نبی' کے نام سے ایک مقام بھی موجود ہے اس زمانے میں دریائے دجلہ کے کنارے نینوا ایک چھوٹی سی بستی تھی جس میں دیگر دیوی دیوتاؤں کے علاوہ ان کے سب سے بڑے 'دیوتا اشور' کی عبادت کی جاتی جبکہ اسی دیوتا کے نام پر اس شہر کا نام 'اشور' اور یہاں کے رہنے والے 'اشوری' کہلائے یہی نہیں بلکہ اس قوم نے نہایت عقیدت سے اپنے دیوتا کے نام کا ایک بڑا اور عظیم الشان مندر بھی تعمیر کروایا اس قوم کے تمام تر سیاسی اور انتظامی امور کی انجام دہی بھی اسی 'دیوتا اشور' کے نام پر کی جاتی اس کے ساتھ ہی بادشاہ کو خدا کا سایہ بھی تصور کیا جاتا۔

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے حکم سے نینوا تشریف لے گئے اور بادشاہ 'پال' کو پیغام حق سنایا جسے سن کر بادشاہ غضبناک ہوا اور آپ کی جان کا دشمن ہوا اور حسب روایت قوم اشور اور بادشاہ وقت نے اپنے تئیں دین حق کی مکمل مخالفت کی اور وہ سب مل کے حضرت یونس علیہ السلام کے جان کے درپہ ہو گئے لیکن حضرت یونس علیہ السلام نہایت تحمل اور مستقل مزاجی سے دعوت دین کے کٹھن ترین کام میں لگے رہے ایک روایت کے مطابق آپ اپنی قوم کے درمیان تقریباً ۳۱ برس تک دین حق

کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے آپ کی قوم کی تعداد قرآن وحدیث ﷺ کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ تھی قرآن کریم میں حضرت یونس علیہ السلام کے قصے کو تین مقامات یعنی (سورہ الانبیاء،سورہ الصافات اورسورہ القلم) میں بیان کیا گیا ہے ۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔ ۱۰۹۔ ترجمہ۔بے شک یونس رسولوں میں تھا۔

وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ۔ ۱۱۰۔

ترجمہ۔ہم نے (یونس) کو ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ روایت کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! (یونس) کی قوم کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔

قصہ مختصر حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو مستقل مزاجی سے دین اسلام کی تعلیم دیتے رہے لیکن ان کی قوم بھی نہایت مستقل مزاجی سے ان کا انکار کرتی رہی چنانچہ ایک روز حضرت یونس علیہ السلام نے غصے میں آکر بادشاہ وقت اور اپنی قوم کو عذاب کی وعید سنائی اور کہا اگر تم نے تین دن کے اندر اندر بت پرستی اور شرک کو نہ چھوڑا اور توبہ کرکے ایک اللہ کی عبادت نہ کی تو تم پر قہر خداوندی نازل ہو جائے گا جس کے نتیجے میں تم اور تمہارا پورا شہر تباہ و برباد ہو جائے گا' عذاب کی یہ وعید سن کر آپ کی قوم نے آپ کا حسب روایت مذاق اڑایا اور آپ سے کہا! ہم تمھارے رب کی طرف سے آنے والے عذاب کے منتظر رہیں گے۔

اللہ کے اذن کے بغیر حضرت یونس علیہ السلام کی از خود ہجرت:

اللہ کے تمام رسولوں کو ان کی قوم نے ہجرت پر مجبور کیا،لیکن تمام پیغمر از خود ہجرت کا فیصلہ نہیں کرتے بلکہ اللہ کے حکم کا انتظار کرتے ہیں،

لیکن حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کی سرکشی کی وجہ سے اپنے تئیں خود ہی ہجرت کا فیصلہ کر لیا اور اپنی قوم کو تین دن کے اندر اندر سدھرنے کا انتباہ کرتے ہوئے اس شہر کو چھوڑ کر نکل گئے جب آپ شہر سے باہر نکلے تو آپ نے ایک کشتی کو ساحل کے قریب دیکھا جس میں کئی مسافر بھی سوار

تھے چنانچہ آپ اس کشتی میں سوار ہو گئے لیکن جب یہ کشتی بیچ سمندر میں پہنچی تو اس کشتی کو چاروں طرف سے ایک شدید طوفان نے گھیر لیا اس صورت حال کو دیکھ کر مسافر خوفزدہ ہو گئے اس کشتی میں ایک پرہیز گار شخص بھی موجود تھا اس نے کہا میرے علم کے مطابق اس کشتی میں ایک ایسا غلام سوار ہے جو کے اپنے آقا کی مرضی کے خلاف بھاگ کر اس میں سوار ہوا ہے لہٰذا اس طوفان سے محفوظ رہنے کا واحد طریقہ یہ ہے کے وہ غلام سمندر میں کود جائے تا کہ ہم سب پر سے یہ طوفان ٹل جائے یہ سنتے ہی حضرت یونس علیہ السلام کو احساس ہوا کے وہ غلام میں ہی ہوں جو کے اپنے مالک کی مرضی کے بغیر اس کشتی میں سوار ہو گیا مجھے سمندر میں کود جانا چاہئے لیکن مسافروں نے کہا کے قرعہ اندازی ہونا چاہئے تا کہ جس شخص کا نام نکلے وہ ہی سمندر میں کودے چنانچہ تین مرتبہ قرعہ اندازی کی گئی اور ہر دفعہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا جس کے بعد آپ سمندر میں کود گئے اور ایک بڑی مچھلی نے آپ کو نگل لیا اس پوری صورت حال کو قرآن کریم میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ ۱۱۱۔

ترجمہ۔اور مچھلی والے کو یاد کرو جبکہ وہ غصہ ہو کر چل دیئے سوانہوں نے گمان کیا کہ ہم ان کے ساتھ تنگی والا معاملہ نہ کریں گے سوانہوں نے اندھیروں میں یوں پکارا لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۔ ۱۱۲۔

ترجمہ۔تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو اور مچھلی والے (یونس) کی طرح نہ ہو جاؤ جب وہ غصے میں بھرا ہوا تھا اور اس نے دعا کی۔

بے شک یونس رسولوں میں سے تھا جب وہ اس بھری کشتی کی طرف بھاگا اور پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوا اور اس میں اس نے مات کھائی اور آخر کار مچھلی نے اسے نگل

لیااور وہ ملامت زدہ ۔

حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں دعا

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے سالم نگل لیا، وہ مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے، مچھلی کے پیٹ میں تعفن اور اندھیرا تھا جہاں وہ ایک مخصوص انداز سے موجود تھے، یعنی نا وہ اٹھ سکتے تھے نا بیٹھ سکتے تھے، انھیں اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا اور انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالی سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور اللہ تعالی نے ان کی معافی قبول فرمائی اور مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو ساحل سمندر پر اگل دیا پھر اللہ تعالی نے وہاں ایک بیل دار پودا اگا دیا زیادہ تر روایت میں اس بیل دار پودے کو کدو کا پودا بتایا جاتا ہے لہٰذا حضرت یونس علیہ السلام اس پودے کے سایے میں رہتے اور اس پودے کے پھل کو کھا کر طاقت حاصل کرتے ۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَۙ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ - ١١٣ ؎

ترجمہ۔(یونس) اگر تسبیح کرنے والوں میں سے نا ہوتا تو روز قیامت تک وہ اسی مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتا۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح سے کرتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام موصل کے ایک علاقے نینوا کے لوگوں کی جانب بحیثیت پیغمبر کے بھیجے گئے جب ان کی قوم نے ان کا انکار کیا تو حضرت یونس نے غصے میں آ کر انھیں تین دن بعد عذاب کی وعید سنائی اور خود بستی سے نکل گئے پھر جب عذاب کے آثار اس قوم کے سر پر پہنچ گئے اور انھیں اس بات کا یقین ہو گیا کے اب یہ عذاب نہیں ٹلے گا اور وہ یقیناً اس کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے تو اس قوم نے اپنے نبی کو تلاش کرنا شروع کیا مگر انھیں حضرت یونس علیہ السلام کہیں نظر نہ آئے پھر آخر کار وہ سب لوگ اپنے بال بچوں اور مال مویشیوں کے ساتھ ایک صحرا (یا میدان) میں نکل آئے اور انھوں نے اللہ کے حضور ایمان اور توبہ و استغفار کا اظہار کیا پس اللہ تعالی کو اس قوم کی حالت پر رحم آ گیا اور اللہ تعالی نے ان کی دعاؤں کو قبول کر لیا۔

ارشادات خداوندی ہیں!

اس نے تاریکیوں (مچھلی کے تاریک پیٹ میں) میں پکارا کے تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں ہے

میں ظالموں میں تھا سو ہم نے اس کی سنی اور اسے غم سے نجات دی اور یونہی ہم مومنین کو نجات دیں گے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی 'وھو ملیم' کی تشریح میں یہ لکھتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام پر الزام یہی تھا.

ا۔خطائے اجتہادی سے حکم الہی کا انتظار کئے بغیر وہ بستی سے نکل پڑے اور عذاب کے دن کا تعین بھی خود ہی کر دیا۔

۲۔دوسرے یہ کے اذن الہی کے بغیر خود ہی ہجرت کا فیصلہ بھی کر لیا۔

۳۔تیسرے یہ کے جب ان کی قوم پر سے عذاب الہی ٹل گیا تو وہ اپنی قوم میں واپس نہیں گئے۔

قوم یونس چالیس روز تک اللہ سے توبہ استغفار کرتی رہی:

روایت میں آتا ہے کے قوم یونس نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو وہ سب خوفزدہ ہو گئے اور انھوں نے اپنے بیوی، بچوں اور مال مویشیوں کے ساتھ ایک میدان میں جمع ہو کر اللہ سے توبہ استغفار کی۔

قتادہ سورہ یونس کی آیت۔فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ۔ ۱۱۴۔کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں!

ترجمہ۔کوئی بستی بھی ایسی نہیں گزری ہے جو کے کفر کر چکی ہو اور عذاب کے آثار آجانے کے بعد ایمان لائی ہو اور پھر اللہ نے انھیں اپنی رحمت خاص سے معاف کر دیا ہو چنانچہ اس سے مراد صرف قوم یونس ہی ہے جو کے اس عذاب سے مستثنیٰ ہوئی لہٰذا عذاب کے آثار دیکھ کر جب قوم نے اپنے نبی کو تلاش کیا اور انھیں نہ پایا تو اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور توبہ کی توفیق ڈال دی۔

قرآن کریم کے مطابق یہ بھی ایک خدائی دستور اور مستقل دفعہ ہے کے اللہ تعالی کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتے ہیں جب تک کہ ان پر اتمام حجت قائم نہ ہو جائے پس حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کے

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دین اسلام پہنچانے کے سلسلے میں اتمام حجت نہ کی اور اللہ تعالی کے مقرر کردہ وقت سے پہلے ہی اپنی قوم کو چھوڑ کر ہجرت کرلی چنانچہ اللہ تعالی کے انصاف نے اس قوم کو عذاب الہی سے بچا لیا اور انھیں ایمان اور توبہ کی توفیق عطا فرمادی۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۔۱۱۵

ترجمہ۔ پھر کیا کوئی ایسی مثال ہے کے ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا یمان اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوا ہو؟ یونس کی قوم کے سوا اس کی کوئی نظیر نہیں ہے وہ قوم جب ایمان لائی تھی تو ہم نے اس پر دنیا کی زندگی میں رسوائی کے عذاب کو ٹال دیا تھا اور اس کو ایک مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کا موقع بھی دیا تھا۔

جب حضرت یونس کی قوم اللہ پر ایمان لے آئی تو اللہ تعالی نے اپنے فضل خاص سے نا صرف ان کی مہلت عمر میں اضافہ کیا بلکہ انھیں ایمان کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دین دی، جب ان کی قوم نے ماننے سے انکار کردیا تو آپ نے انھیں عذاب کی وعید سنائی اور پھر اس شہر سے ہجرت فرمالی، جب ان کی قوم کو عذاب نے ڈھانپ لیا تو سب لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی عاجزی کرتے ہوئے نکلے، اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان سے عذاب کو ہٹا دیا، حضرت یونس علیہ السلام کو جب اپنی قوم کی توبہ کا علم ہوا تو انھوں نے کہا کے میں قوم کی طرف نہیں لوٹوں گا کیونکہ میں ان کو جھوٹا قرار دے چکا ہوں، یہ کہہ کر آپ غصہ میں چل دیئے۔۱۱۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب اتر چکا تھا اور عذاب اور قوم کے درمیان محض دو ثلث میل کے بقدر فاصلہ رہ گیا تھا، تاہم قوم یونس اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سے عذاب کو ہٹا دیا۔ ۱۱۷؎

حضرت سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کو عذاب نے ڈھانپ لیا تھا، جیسے قبر کو کپڑے کے ساتھ ڈھانپا جاتا ہے اور آسمان خون برسانے لگا تھا۔ ۱۱۸؎

قتادہؓ بیان کرتے ہیں، قوم یونس نے اللہ تعالیٰ سے چالیس رات دعائیں کیں، یہاں تک کے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمالیا۔ ۱۱۹؎

امیر المومنین حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ عاشوراء کے دن قبول کی گئی۔ ۱۲۰؎

قوم اشور کا انجام:

قوم اشور کچھ عرصہ تک تو اللہ کی عبادت کرتے رہے اور انھوں نے اس کے احکامات کی بجا آوری بھی نہایت نیک نیتی سے کی لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا ایمان بھی کمزور پڑ گیا اور وہ طرح طرح کی گمراہیوں میں بھی مبتلا ہو گئے لیکن اللہ تعالی نے وقتاً فوقتاً ان کی ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو بھیجا جن میں سے ایک ناحوم نبی (۷۲۰۔۶۹۸ ق م) تھے انھوں نے اشوریوں کو متنبہ کیا اور انھیں اللہ سے ڈرایا لیکن اس قوم کی سرکشی بدستور جاری رہی لیکن پھر اشوریوں پر آخری ہدایت صفیاہ نبی (۶۴۰۔۶۰۹ ق م) کے ذریعے بھیجی گئی انھوں نے اللہ کے حکم سے اشوریوں کو دین اسلام کا پیغام پہنچایا لیکن یہ قوم اپنی روش سے پیچھے ہٹنے کے لئے قطعاً تیار نہ تھی۔

۶۱۲ ق م کے لگ بھگ اللہ تعالی نے اشوریوں کو اہل میڈیا کے ذریعے پامال کیا لہٰذا اہل میڈیا نے بابلیوں کی مدد سے اشوریوں پر اپنا تسلط قائم کیا اور ان کے کئی علاقوں پر قابض ہو گئے جبکہ اشوری فوج کو جو کبھی اپنی مثال آپ تھی کو سخت ہزیمت اور شکست سے دوچار ہونا پڑا ساتھ ہی وہ میڈیا والوں کے ہاتھوں محصور بھی ہو گئے پھر کچھ عرصے کے بعد دریائے دجلہ میں شدید طغیانی ہوئی جس

کے باعث دریا کا پانی شہر کی فصیل توڑ کر شہر میں جا گھسا چنانچہ حملہ آور بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شہر میں جا گھسے اور انھوں نے شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم کیا نا صرف یہ بلکہ شہر کو جلا کر خاک بھی کر دیا جبکہ بادشاہ نے بھی اپنے محل میں جل کر خودکشی کر لی اس طرح سے اشوری سلطنت اور اس کی عظیم تہذیب ہمیشہ کے لئے اپنے انجام کو پہنچی تاہم آج بھی آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران جو باقیات برآمد ہوتی ہیں ان میں آتش زدی کے نشانات خاصے نمایاں نظر آتے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَمَآ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ۔۱۲۱۔

ترجمہ۔ہم نے اس سے پہلے جس بستی کو بھی ہلاک کیا ہے اس کے لئے ایک خاص مہلت عمل لکھی جا چکی ہے کوئی قوم نہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہلاک ہوسکتی ہے اور ناہی اس کے بعد چھوٹ سکتی ہے۔

۱۴۔حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے،حضرت ایوب کے والد کا نام عموص تھا آپ کے جد اعلیٰ عیسو ادوم حضرت اسحاق کے فرزند اور حضرت یعقوب کے بڑے بھائی تھے،جبکہ آپ کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔

عبرانی زبان میں حضرت ایوب کو اوب کہا جاتا ہے جبکہ تورات میں یو باب یعنی Job کے نام سے آپ کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا مسکن بصریٰ تھا جو فلسطین کے قریب واقع تھی،اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرماتے ہوئے انھیں اپنی قوم کا سردار بھی بنایا اس کے ساتھ ساتھ آپ کو جاہ و منصب اور عزت و احترام بھی عطا فرمایا۔

آپ کواللہ نے بے شمار دولت وثروت، مال مویشی، باغات اور خدمت گاروں سے نوازا، آپ اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے غربأ، مساکین اورضرورت مندوں پر بے دریغ خرچ کیا کرتے ۔آپ کی زوجہ بی بی رحمہ، حضرت یوسف کے بیٹے افراہیم کی بیٹی تھیں ۔

حضرت ایوب علیہ السلام لوگوں کو دین ابراہیمی کی تعلیم دیا کرتے اورانھیں شرک وبت پرستی سے روکتے ۔

حضرت ایوب علیہ السلام کواللہ تعالی نے آزمائش میں مبتلا کرتے ہوئے، ان کا تمام مال واسباب، غلہ، گودام، گھر بارسب ختم ہوگیا، اس کے ساتھ ساتھ آپ شدید علیل ہوگئے بتایا جاتا ہے آپ کے سر سے لے کر پیر کے تلوے تک میں بیماری سرائیت کرگئی، ایسے میں آپ کی اہلیہ نے آپ کا بہت ساتھ دیا، وہ محنت مزدوری کرتیں اوراپنے شوہر کی تیمارداری کرتیں ۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے طویل عرصہ تک اپنی تمام تکالیف پرصبر وسکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ سے دعافرمائی، تو اللہ تعالی نے ایک شفاءیاب پانی سے ان کو صحت عطا فرمائی ۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں !

وَ اذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ۔ ۱۲۲؎

ترجمہ۔ ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کے بے شک مجھے شیطان نے دکھ اور آزار پہنچایا ہے ۔

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔ ۱۲۳؎

ترجمہ۔ یہی (ہوشمندی اور حکم وعلم کی نعمت) ہم نے ایوب کو دی، یاد کرو، جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا مجھے بیماری لگ گئی ہے، تُو ارحم الراحمین ہے ۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ۔ ۱۲۴؎

ترجمہ۔ اپنا پیر زمین پر مارو، یہ ٹھنڈا پانی غسل اور پینے کا ہے ۔

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، اپنے پاؤں کو زمین پر مارا جس کو حمامہ کہا جاتا تھا اچانک دو چشمے پھوٹ

پڑے، ان میں سے ایک سے پانی پیا اور دوسرے سے غسل کیا۔ ۱۲۵؎

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ۔ ۱۲۶؎

ترجمہ۔ ہم نے (ایوب) کو اس کے اہل وعیال واپس دیے اور ان کے ساتھ اُتنے ہی اور، اپنی طرف سے رحمت کے طور پر، اور عقل وفکر رکھنے والوں کے لیے درس کے طور پر۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ۔ ۱۲۷؎

ترجمہ۔ ہم نے (ایوب) کی دُعا قبول کی اور جو تکلیف اُسے تھی اس کو بھی دُور کیا، اور صرف اس کے اہل وعیال ہی اس کو نہیں دیے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیے، اپنی رحمت خاص کے طور پر، اس میں عبادت گزاروں کے لیے سبق ہے۔

صبر ایوب علیہ السلام:

حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ کی توفیق سے صبر جمیل فرمایا، صبر اللہ کا نور ہے، صبر کرنے والے انسان کے مادی حواس میں نورانیت داخل ہوجاتی ہے، کیونکہ انسان اپنی تدابیر اور کوشش کا نتیجہ اللہ پر چھوڑتے ہوئے اپنے ارادے کی نفی کرتا ہے، صبر کا پورا سسٹم فرمانبرداری اور اطاعت کا پروگرام اور سسٹم ہے، جس میں صابر کے اندر اللہ تعالیٰ نور کی شفاء یاب اور مثبت لہروں کو داخل کرتا ہے اور یہ لہریں انسان کے جسمانی نظام میں دور کرتی ہیں، صبر انسان کو الوالعزم بناتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ۔ ۱۲۸؎

ترجمہ اے نبی ﷺ، اُولوالعزم رسُولوں کی طرح صبر کیجئے۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ ۱۲۹؎

ترجمہ۔ یہی نعمت اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل کو دی کیونکہ یہ سب صابرین تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، حضرت ایوب علیہ السلام کو قیامت کے دن صبر کرنے

والوں کے سردار ہوں گے۔۱۳۰؎

۱۵۔حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول ہیں، آپ بنی اسرائیل کے ایک مشہور عبرانی پیغمبر ہیں۔آپ مصر کے شہر گوشان میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام عمران جبکہ والدہ کا نام یوکبد تھا موسیٰ کے معنی ہیں'پانی سے نکلا ہوا' قرآن کریم میں آپ کا ذکر ۲۹ مرتبہ کیا گیا ہے۔
معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، چھٹا آسمان چمکدار موتیوں سے مزین ہے جس کا نام خالصہ ہے۔
آپ کی پیدائش سے قبل فرعون نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر نجومیوں نے اسے یہ بتائی کے ایک اسرائیلی لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری حکومت کا خاتمہ ہوگا چنانچہ فرعون نے یہ حکم شاہی اپنی سلطنت کی حدود میں نافذ کردیا جس اسرائیلی کے یہاں کوئی بیٹی پیدا ہو تو اس کو زندہ چھوڑ دو لیکن اگر ان کے یہاں بیٹا پیدا ہو تو اس کو فوری طور پر قتل کردیا جائے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيِ نِسَآءَهُمْ ۔۱۳۱؎

ترجمہ۔وہ (فرعون) بیٹوں کو ذبح کرواتا اور بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ فساد ڈالنے والوں میں سے تھا۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی پرورش کے لئے فرعون کے گھر کا انتخاب کیا، چنانچہ حضرت موسیٰ اپنے ہی دشمن کے گھر میں پرورش پانے لگے، بعدازاں وہ نبوت اور رسالت سے سرفراز ہوئے۔

چالیس برس تک من وسلویٰ کا نزول:

لغات القرآن میں 'من' سے مراد وہ احسان الٰہی ہے کے جس کے حصول میں کوئی مشقت نہ اٹھانی پڑی ہو اسی طرح سے 'من' درختوں پر موجود جمی ہوئی گوند کو بھی کہا جاتا ہے جو کے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بطور غذا اپنی جانب سے ایک نعمت عطا فرمائی تھی سلویٰ تلی کو کہتے ہیں اس کے علاوہ 'سلویٰ'

ایک سفید رنگ کے پرندے کو بھی کہا جاتا ہے جو بٹیر سے مشابہہ ہوتا ہے جو وادی سینا میں اللہ تعالی کی جانب سے بنی اسرائیل کو کھانے کے لئے دیا گیا۔ امام راغب اصفہانی من وسلویٰ سے مراد ہر اس شے کے لیتے ہیں جو کے وجہ تسلی اور اطمینان ہو۔ ۱۳۲۔

بائبل میں بنی اسرائیل کی ان کیفیات کا بیان ان الفاظوں میں کیا گیا ہے!

> خداوند نے (بنی اسرائیل) پر آسمان سے من کی بارش کی اور موسیٰ نے ان سے کہا یہ وہی روٹی ہے جو خداوند نے تم کو کھانے کے لئے دی ہے سو خداوند کا یہ حکم ہے کے تم اسے اپنے اپنے کھانے کی مقدار کے موافق یعنی اپنے قبیلے میں موجود افراد کی ضروریات کے مطابق فی کس ایک اومر، جمع کرنا اور ہر فرد اتنے ہی افراد کے لئے جمع کرے جتنے اس کے قبیلے میں موجود ہوں اور **بنی اسرائیل من کو ۴۰ برسوں تک** کھاتے رہے۔ ۱۳۳۔

> وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ ۱۳۴۔

ترجمہ۔ ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا کے جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ۔

بنی اسرائیل کے بارہ نقیب اور پانی کے بارہ چشمے:

اللہ تعالی نے قوم بنی اسرائیل کو بارہ قبائل میں تقسیم کیا اور انھیں بارہ چشمے عطا فرمائے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

السَّبِيۡلِ ۔۱۳۵۔
ترجمہ۔بے شک اللہ تعالیٰ نے نبی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بھیجے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا! بلاشبہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ، اور ان کی مدد کرو، اور اللہ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو میں ضرور تمہارے گناہوں کا کفارہ کروں گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی سو اس کے بعد تم میں سے جو شخص کفر اختیار کرے وہ راہ راست سے دور جا پڑا۔
وَ قَطَّعۡنٰهُمُ اثۡنَتَیۡ عَشۡرَةَ اَسۡبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اِذِ اسۡتَسۡقٰهُ قَوۡمُهٗۤ اَنِ اضۡرِبۡ بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ ۚ فَانۡۢبَجَسَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَیۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَهُمۡ ؕ وَ ظَلَّلۡنَا عَلَیۡهِمُ الۡغَمَامَ وَ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡهِمُ الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰی ؕ كُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ ؕ وَ مَا ظَلَمُوۡنَا وَ لٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ۔۱۳۶۔
ترجمہ۔ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے الگ الگ جماعتیں بنا دیں، اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی جب ان کی قوم نے پانی مانگا کے اپنی لاٹھی کو پتھر میں مارو سو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ ہر قبیلہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ جان لی اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور ان پر من اور سلوی اتارا، کھاؤ، پاکیزہ چیزیں اس رزق میں سے جو ہم نے تمہیں دیا، اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا لیکن اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں، آیت اثۡنَیۡ عَشَرَ نَقِیۡبًا سے مراد قوم بنی اسرائیل کے بارہ وزیر تھے جو یکے بعد دیگرے انبیاء کے منصب پر فائز ہوئے۔۱۳۷۔
مفسرین لکھتے ہیں بنی اسرائیل کے بارہ قبائل تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو چٹان پر اپنے عصا کو مارنے کا حکم دیا جس کے مارنے سے اس چٹان میں بارہ پانی کے چشمے پھوٹ پڑے تاکہ پانی کے معاملے میں ان قبائل میں کوئی تنازع پیش نہ آئے۔ماہرین آثاریات کے مطابق یہ چٹان جزیرہ نمائے سینا میں اب بھی موجود ہے جیسے سیاح دور دور سے دیکھنے آتے ہیں اور پتھر سے پانی کا نکل جانا ایک عظیم معجزہ ہے۔

حضرت موسیٰ کا کوہ طور پر چالیس روز کے لئے جانا اور تجلی کا دیدار:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس روز کے لئے تشریف لے کر گئے اور اپنے پیچھے اپنے سے تین سال بڑے بھائی ہارون کو اپنی قوم کی ذمہ داری سپرد کر گئے تا کہ ان کی غیر موجودگی میں قوم کی اصلاح حضرت ہارون کے ہاتھوں انجام ہوتی رہے اس کیفیت کو قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے

وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةًۚ وَ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۔ ۱۳۸۔

ترجمہ۔ہم نے موسیٰ کو تیس شب و روز کے لئے (کوہ سینا) پر طلب کیا اور بعد میں دس دن کا اور اضافہ کر دیا اس طرح اس کے رب کی مقرر کردہ مدت پورے چالیس دن ہوگئی موسیٰ نے چلتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا میرے پیچھے تم میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ٹھیک کام کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کے راستے پر نہ چلنا پھر جب وہ ہمارے مقرر کردہ وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا تو اس نے التجا کی اے رب مجھے اپنا دیدار عطا فرما فرمایا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا ہاں ذرا سامنے کے پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہے تو البتہ تو مجھے دیکھ سکتا ہے چنانچہ جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی کی تو وہ پہار ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑا پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ بولا کے پاک ہے تیری ذات میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے سلیمان تیمیؒ سے روایت کیا، حضرمی نے یہ گمان کیا کے تیس راتیں جن کا موسیٰ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ ذوالقعدہ کی ہیں اور وہ دس راتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے چالیس راتیں پوری فرمائیں وہ ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں۔ ۱۳۹۔

قومِ موسیٰ کے ستر افراد کی پکڑ:

قومِ موسیٰ کے ستر افراد کی پکڑ ہوگئی، کیونکہ جب حضرت موسیٰ کوہِ طور پر عبادت کے غرض سے چالیس راتوں کے لئے گئے تو ان کی غیر موجودگی میں ان کی قوم نے سونے کی گائے بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی، اگر چہ یہ ستر افراد اس گائے کی پوجا میں شریک نا تھے لیکن ان کا گناہ یہ تھا کے انھوں نے اپنی قوم کو اس پوجا سے منع بھی نہیں کیا۔

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَ اخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَہٗ سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا لِّمِیۡقَاتِنَا ۔ ۱۴۰۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وقتِ معین کے لئے چن لئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ستر آدمی وہ تھے جن کو حضرت موسیٰ نے چنا تھا، زلزلے نے ان کو بھی پکڑ لیا اگر چہ وہ بچھڑے کی عبادت سے راضی نہ تھے لیکن انہوں نے اپنی قوم کو اس عمل سے نا روکا۔ ۱۴۱۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام علوم اور حکمت اللہ نے سکھائی:

پیغمبروں کو علوم منتقل کرنے کی ذمہ داری اللہ کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی اپنے پیغمبروں کو علوم و فنون، سائنس اور ٹیکنالوجی سے اپنے پیغمبروں اور رسولوں کو متصف فرماتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَ کَتَبۡنَا لَہٗ فِی الۡاَلۡوَاحِ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡعِظَۃً وَّ تَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡ

۔ ۱۴۲۔ ترجمہ۔ ہم نے موسیٰ کو تختیوں پر ہر چیز کی نصیحت لکھ دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں قرآن کریم نے متعدد حسابی اعداد کا استعمال کیا ہے، جو قابلِ غور اور قابلِ توجہ ہے۔

۱۶۔حضرت ہارون علیہ السلام

حضرت ہارون علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی تھے، آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے اور ان سے عمر میں تین برس بڑے تھے، آپ دونوں بھائیوں کی والدہ کا نام یوکبد تھا، جن کا تعلق آل عمران سے تھا۔

حضرت ہارون علیہ السلام نہایت منکسر المزاج، حلیم الطبع، بردبار، شیرین گفتار اور فصیح البیان تھے۔

حضرت موسیٰ نے اللہ سے آپ کی نبوت کی دعا مانگی، جسے اللہ نے قبولیت بخشتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا، نبوت کے بعد تاعمر آپ حضرت موسیٰ کے ساتھ دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں اپنا کردار ادا کرتے رہے، ظالم فرعون کو دین اسلام سکھانا اور اس کے بدلے میں سخت مشکلات سے گزرنا کچھ آسان نا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی ملاقات معراج کے موقع پر حضرت ہارون سے پانچویں آسمان پر ہوئی، جس کا نام مزینہ یا مسہرہ تھا اور اس آسمان کی رنگت سرخی مائل سنہری تھی جیسے چمکتا ہوا سونا۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَ نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۔ ۱۴۳۔

ترجمہ۔ہم عنقریب تمہارا بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ مضبوط کردیں گے تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کریں گے جس سے وہ لوگ تم دونوں تک نہ پہنچ سکیں گے تم دونوں ہمارے معجزے لے کر جاؤ تم دونوں اور جو شخص تمہارا اتباع کرے گا غالب رہو گے۔

وَ وَهَبۡنَا لَهٗ مِنۡ رَّحۡمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوۡنَ نَبِیًّا ۔ ۱۴۴۔

ترجمہ۔ہم نے انہیں اپنی رحمت سے ان کا بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا۔

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَ جَعَلۡنَا مَعَہٗۤ اَخَاهُ هٰرُوۡنَ وَزِیۡرًا ۔ ۱۴۵۔

ترجمہ۔بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی،اوران کے ساتھ ان کے بھائی کو وزیر بنادیا۔

حضرت ہارون علیہ السلام کی فصاحت

(الفاظ کی Perfect Caculation):

حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالی نے فصیح البیان بنایا،فصاحت،بلاغت،جامعیت اور عمدہ گفتگو اللہ کی ایک بڑی عنایت اور عطا ہے،یہ خداداصلاحیت ہرکسی کے پاس نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالی نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اس خوبی سے متصف فرمایا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَخِیۡ هٰرُوۡنُ هُوَ اَفۡصَحُ مِنِّیۡ لِسَانًا فَاَرۡسِلۡهُ مَعِیَ رِدۡاً یُّصَدِّقُنِیۡۤ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنِ ۔ ۱۴۶۔

ترجمہ۔(موسیٰ نے کہا) میرا بھائی ہارون زبان کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ فصیح ہے،تو آپ ان کو میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج دیجیے،وہ میری تصدیق کریں گے،مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لگ میری تکذیب کریں۔

عمدہ گفتگو ایک فن ہے،اس میں الفاظ کا چناؤ،انداز بیان،لہجے کا اتار چڑھاؤ،آواز کی فریکوئنسی اور موضوع پر گرفت نہایت اہم ہے،اس کے ساتھ ہی گفتگو میں اختصار اور جامعیت بھی پائی جاتی ہو جو مدمقابل کے قلب وذہن کو متاثر کرے۔

گفتگو میں اہم نکتہ حقائق کو آسان مثالوں سے ثابت کرنا سچائی اور دوٹوک انداز بیان بھی ہے نیز گفتگو میں ٹھہراؤ بھی معانی رکھتا ہے،چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام کی فصاحت

اور بلاغت کو خود قرآن نے واضح کیا ہے۔
عمدہ گفتگو میں بھی حسابی پہلو موجود ہوتا ہے جو اس گفتگو کو معیاری اور دلنشین بناتی ہے۔
یعنی درست الفاظ کی Perfect Calculation بھی ایک فن ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام، اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اس خوبی سے واقف تھے چنانچہ انھوں نے چاہا کے دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں اللہ تعالی میرے بھائی ہارون کو میرا مددگا بنادے تا کہ اللہ کے پیغام کو لوگوں کے دلوں تک با آسانی پہنچایا جائے۔

۱۷۔ حضرت یوشع بن نون

حضرت یوشع بن نون، حضرت یوسف کی اولادوں میں سے ہیں۔
محققین آپ کے شجرہ نسب اس طرح سے بیان کرتے ہیں، یوشع بن نون بن فراہیم بن یوسف بن یعقوب بن ابراہیم، آپ حضرت موسیٰ کے نہایت مقرب، شاگرد اور جانشین بھی بتائے جاتے ہیں چنانچہ آپ حضرت موسیٰ کے اکثر سفر میں ان کے ساتھ رہے جس میں سفر خضری اور سفر شام شامل ہیں جبکہ آپ حضرت موسیٰ کے وصال کے بعد ان کے جانشین اور نبی بھی ہوئے اور تمام پیغمبرانہ تبرکات بھی آپ کے تصرف میں آئے جن میں عصا موسوی، پیرھن ہارون اور من کا مرتبان جو ایک صندوق تابوت سکینہ میں تھا آپ کے پاس رہا، روایت میں آتا ہے کے آپ نے کفار کے ساتھ تقریباً ۳۱ جنگیں لڑیں۔

قوم بنی اسرائیل چالیس برس تک صحرا میں بھٹکتی رہی:

دوسری روایت ہے ایک دفعہ دوران جنگ جب سورج ڈھلنے کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اللہ سے دعا کی جس کے نتیجے میں سورج ڈوبتے ڈوبتے رک گیا آپ نے اسی روز اللہ کے حکم سے تمام شام فتح کرلیا اور وہاں کے انتظامات کے لئے اپنے نائب بھی مقرر کر دئے اسی طرح سے جب حضرت موسیٰ نے فلسطین کی سرزمین پر بارہ سردار بھیجے تا کہ وہاں کے حالات معلوم کئے جاسکیں تو آپ بھی ان میں سے ایک تھے اور آپ ہی وہ پہلے فرد تھے جنھوں نے واپس آ کر بہادری سے فلسطین میں

داخل ہونے کا مشورہ بنی اسرائیل کو دیا تھا لیکن قوم بنی اسرائیل نے اس وقت سخت بزدلی کا مظاہرہ کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے اس قوم کو اگلے چالیس برس تک صحرا میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا۔

حضرت موسیٰ کی حیات میں ہی آپ کی جانشینی کا فیصلہ کیا جا چکا تھا اور حضرت موسی کو ان کی زندگی میں ہی حضرت یوشع بن نون کی نبوت کی بشارت بھی دے دی گئی تھی۔

اسی حوالے سے بائبل کا ایک بیان ہے!

> خداوند نے موسیٰ سے کہا! یوشع پر اپنا ہاتھ رکھ کیونکہ اس شخص میں روح ہے اور العیز رکاہن (ہارون کا فرزند) اور ساری جماعت کے آگے کھڑا کر کے ان کی آنکھوں کے سامنے اسے وصیت کر اور اپنے رعب و دبدبے سے اسے بہرہ ور کر دے تاکہ بنی اسرائیل کی ساری جماعت اس کی فرمابرداری کرے۔ ۱۴۷۔

> حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بھی آپ ان کے معاون اور مددگار رہے اور ان کی وفات کے بعد آپ ان کے جانشین اور نبی مقرر ہوئے تاہم آپ نے شہر اریحا فتح کیا تورات میں یہ لکھا ہے اس جنگ میں آپ کے پاس عصا موسیٰ، پیرہن ہارون اور دیگر تبرکات بھی موجود تھے۔ ابن اثیر کی روایت کے مطابق حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کو اپنی زندگی میں ہی امیر جیش نامزد اور مقرر کیا تھا تورات میں ہے نون کا بیٹا یشوع دانائی کی روح سے معمور تھا کیونکہ موسیٰ کا ہاتھ ان پر تھا۔ ۱۴۸۔

> آپ ہی کی قیادت میں کنعان (فلسطین)، شام اور شرق اردن فتح ہوئے۔

سورہ کہف کی آیت ۵۹ میں بھی آپ کی جانب واضح اشارہ موجود ہے، قرآن کریم نے آپ کا نام نہیں لیا لیکن حضرت موسیٰ کا وہ سفر جس میں آپ حضرت خضر سے ملاقات کے لئے جا رہے تھے تو آپ کے اس سفر میں آپ کے یہی شاگرد رشید آپ کے ہم سفر تھے آپ نے ۱۱۰ برس کی عمر میں کفر حاوس کے مقام پر وفات پائی۔ ۱۴۹۔

ذیل میں حضرت یوشع بن نون کی آخری تقریر کا ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے جو انھوں نے اپنی قوم

بنی اسرائیل کے سامنے کی۔

تم خداوند کا خوف رکھو اور نیک نیتی اور صداقت کے ساتھ اس کی پرستش کرو اور ان دیوتاؤں کو دور کردو جن کی پرستش تمھارے آباؤ اجداد بڑے دریا کے اس پار مصر میں کیا کرتے تھے اگر خداوند کی پرستش تم کو بری معلوم ہوتی ہے تو آج ہی تم اس کو پرستش کے لئے چن لو جس کو تم چاہتے ہو۔۔۔اب رہی میری اور میرے گھرانے کی بات تو ہم صرف اور صرف خداوند کی ہی پرستش کریں گے۔ ۱۵۰۔

مندرجہ بالا تقریر کو پڑھنے کے بعد بنی اسرائیل کی ذہنی کیفیات کا بخوبی اندازا لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت موسیٰ قوم بنی اسرائیل کی چالیس برس تک دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے درمیان تقریباً چالیس برس تک ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے آپ کے وصال کے بعد حضرت یوشع بن نون ۲۸ برسوں تک بنی اسرائیل کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے لیکن انجام کار قوم بنی اسرائیل کی وہی پرانی روش اور سرکشی قائم رہی۔ ۱۵۱۔

روایت میں آتا ہے آپ ساڑھے تین سو برس تک بنی اسرائیل پر حکومت کرتے رہے۔ بنی اسرائیل کی پیہم نافرمانیاں اور سرکشی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے لیکن جب بھی کسی قوم پر ان کا رسول آتا تو وہ اسے جھٹلاتے، تو ہم نے بھی (ہلاکت میں) بعض کو بعض کے پیچھے لگا دیا اور ہم نے (انھیں) کہاوتیں بنا دیا۔ سو ان لوگوں پر پھٹکار ہے جو ایمان نہیں لاتے ہیں۔ ۱۵۲۔

۱۸۔سموئیل نبی

حضرت سموئیل علیہ السلام کو حضرت یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کا قاضی مقرر کیا تھا بعد ازاں آپ منصب نبوت پر بھی فائز ہوئے مورخین کے مطابق آپ کا زمانہ بعثت تقریباً ۱۱۰۰ ق م بیان کیا جاتا

ہے اگر چہ آپ کا مستقل قیام آپ کے آبائی شہر ُرامہ، میں تھا لیکن چونکہ آپ منصب قضاۃ پر فائز کئے گئے تھے لہٰذا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے غرض سے آپ کو دوسرے شہروں میں مسلسل سفر کرنا پڑتا آپ تمام عمر لوگوں کی ہدایت و رہنمائی اور ان کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلے کرتے رہے۔

حضرت یوشع بن نون کی وفات کے بعد آپ منصب نبوت پر فائز ہوئے اس دور میں ارض مقدس (فلسطین) کا بیشتر حصہ فتح نہیں ہوا تھا اور قوم بنی اسرائیل بھی شرک و بت پرستی کی معصیت میں مبتلا ہو رہی تھی یہی نہیں بلکہ قرب وجوار کی کئی قومیں بھی ان پر حملہ آور ہو کر غالب آتی جا رہی تھیں مورخین کے مطابق اس دور میں اشدود نامی ایک قوم نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور عہد کا صندوق (تابوت سکینہ) ان سے چھین کر اپنے ساتھ لے گئے جسے انھوں نے اپنے سب سے بڑے دیوتا ُوجون، کے مندر میں رکھ دیا ۔

بنی اسرائیل کے لئے یہ واقعہ نہایت اندوہناک اور باعث ندامت تھا ایسے میں سموئیل نبی نے اپنی قوم کو یکجا کر کے انھیں شرک اور بت پرستی سے روکا اور انھیں ایک اللہ کی عبادت کا درس دیا بائبل میں آپ کی نصیحت کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

سموئیل نے اسرائیل کے سارے گھرانوں سے کہا اگر تم دلجمعی کے ساتھ خداوند کی طرف رجوع کرتے ہو تو اجنبی دیوتا اور عشتارت (اہل بابل کا قدیم بت جس سے متاثر ہو کر بنی اسرائیل نے بھی اس کی عبادت شروع کر دی تھی) کو اپنے درمیان سے دور کر دو اور خداوند کے لئے اپنے دلوں کو مستعد کر کے فقط اسی کی عبادت میں اپنے آپ کو وقف کر دو، وہ یقیناً تمھیں فلتیوں کے ہاتھ سے تمھیں رہائی دلوائے گا۔ ۱۵۳۔

بنی اسرائیل نے اپنے گناہوں سے معافی مانگی اور اس روز انھوں نے خداوند کے لئے روزہ بھی رکھا اور اس موقع پر سموئیل نبی بھی اپنی قوم کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کر رہے تھے لہٰذا اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا پھر جب مشرکین نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تو بنی اسرائیل نے مشرکین کو

بھر پور شکست دی اس جنگ میں مشرکین کے ہزاروں افراد ہلاک ہوئے اور جن علاقوں پر فلستیوں کا قبضہ تھا وہ علاقے بھی دوبارہ بنی اسرائیل کے زیر تسلط آگئے آخری عمر میں سموئیل نبی جب کافی ضعیف ہو چکے تھے اس وقت بنی اسرائیل نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کے ان کے لئے کوئی بادشاہ مقرر کر دیا جائے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

کیا تم نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کی اس جماعت کو نہیں دیکھا جنھوں نے اپنے نبی سے کہا ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دو تا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں۔ ۱۵۴۔

سموئیل نبی، بنی اسرائیل کی فطرت سے بخوبی واقف تھے کے یہ قوم بہت جلد غیروں کی تہذیب و تمدن اور ان کے مذہب سے متاثر ہو جاتی ہے لہذا انھیں اس طرح سے بے لگام نہیں چھوڑا جا سکتا چنانچہ آپ نے اپنی قوم کے بے حد اسرار پر حضرت طالوت کو جو کے ایک مفلس و نادار خاندان سے تعلق رکھتے تھے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کر دیا اس کا ذکر بائبل میں اس طرح سے کیا گیا ہے!

(سموئیل نبی) نے کہا خداوند تمھارا بادشاہ ہے لیکن تم نے مجھ سے درخواست کی تھی لو دیکھو خداوند نے تمھارے اوپر ایک بادشاہ مقرر کر دیا ہے اگر تم خداوند کی عبادت کرتے رہو گے اور اس سے سرکشی نہ کرو گے تو تم خیر پر رہو گے ورنہ خداوند تمھارے خلاف ہو جائے گا۔ ۱۵۵۔

آپ فرماتے تھے کے تم اللہ کے آگے جھک کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو اللہ کا دربار مایوسی کا دربار نہیں ہے دل کے یقین کے ساتھ اس کی عبادت کرو۔

آپ نے طویل عمر پائی اور آپ کی وفات آپ کے آبائی شہر رامہ میں ہوا جہاں آپ سپرد خاک ہیں۔ ۱۵۶۔

۱۹۔حضرت طالوت علیہ السلام

حضرت طالوت علیہ السلام کو سموئیل نبی نے بنی اسرائیل کے اسرار پر ۱۰۲۰ ق م میں ارض مقدس (فلسطین) کا بادشاہ مقرر کیا اور آپ نے تقریباً ۱۰۰۴ ق م تک حکمرانی کے فرائض انجام دیے۔ حضرت

طالوت کا تعلق قبیلہ بن یمین سے تھا جو بیت اللحم کے قریب ایک وادی زیفام میں واقع تھا آپ نہایت وجیہ، قد آور، عقلمند، ذہین، علم اور قوت کے مالک تھے لیکن آپ ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اپنے گمشدہ جانور کی تلاش میں تھے کے سر راہ آپ کی ملاقات سموئیل نبی سے ہوگئی اس وقت آپ کی عمر ۳۰ برس تھی انھوں نے آپ سے نہایت گرم جوشی سے ملاقات کی انھیں اپنے سینے سے لگایا، ان کی خاطر مدارات کی، ان کے سر پر مقدس تیل کی مالش کی اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا خداوند نے تجھے مسح کیا تا کہ تو اس کی میراث کا پیشوا ہو سکے لیکن بنی اسرائیل ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھنے والے شخص کو اپنا بادشاہ ماننے میں تامل اور پس و پیش سے کام لے رہے تھے اس زمانے میں 'عمالقہ' نامی قبیلہ جس کا بادشاہ جالوت تھا اور یہ شہر مصر اور فلسطین کے درمیان بحر روم کے قریب آباد تھا وہ بنی اسرائیل کا نا صرف دشمن تھا بلکہ انھوں نے بنی اسرائیل سے ان کے کئی علاقے بھی چھین لئے تھے یہی نہیں بلکہ بنی اسرائیل کے کئی با اثر افراد کو انھوں نے قید کر لیا کئی لوگوں کو انھوں نے اپنا غلام بنا لیا اور بقیہ مغلوب افراد سے وہ باقاعدگی سے خراج بھی وصول کیا کرتا۔

قرآن کریم حضرت طالوت کے حوالے سے کہتا ہے!

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰىۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا
مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا
تُقَاتِلُوْاؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ
اَبْنَآىٕنَاؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ
بِالظّٰلِمِیْنَ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًاؕ قَالُوْۤا اَنّٰى
یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِؕ
قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِؕ وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ
مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ
التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ
الْمَلٰٓىٕكَةُؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ
مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ
يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ
مَعَ الصّٰبِرِيْنَ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ
ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ وَقَتَلَ دَاوٗدُ
جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ
بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔۱۵۷

ترجمہ۔کیا آپ کو نبی اسرائیل کی ایک جماعت کا قصہ معلوم ہے جو موسیٰ کے بعد پیش آیا، جب انہوں نے اپنے نبی سے عرض کیا کہ مقرر کر دیجئے ہمارے لئے ایک بادشاہ تا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں، انہوں نے فرمایا کیا ایسا ہوگا کہ اگر تم پر قتال فرض کیا گیا تو تم قتال نہ کرو؟ وہ کہنے لگے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں قتال نہ کریں حالانکہ ہم نکال دیئے گئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے بیٹوں کے پاس سے، پھر جب ان پر قتال فرض کیا گیا تو پھر گئے سوائے ان میں سے تھوڑے لوگوں کے، اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے، اور کہا ان سے ان کے نبی نے بیشک اللہ نے مقرر فرما دیا تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ وہ کہنے لگے کہ ان کو ہم پر حکمران ہونے کا حق کیسے پہنچتا ہے حالانکہ ہم ان سے زیادہ حکمرانی کے مستحق ہیں اور ان کو مالی گنجائش نہیں دی گئی، ان کے نبی نے کہا کہ بیشک اللہ نے ان کو تم پر حکمرانی کے لئے منتخب فرمایا ہے، اور ان کو علم میں اور جسم میں فراخی عطا فرمائی ہے اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا ہے علم والا ہے، اور کہا ان سے ان کے نبی نے کہ بلاشبہ اس کے حکمران ہونے کی یہ نشانی ہے کہ آجائے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تسکین ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں ان میں سے جنہیں چھوڑا تھا آل موسیٰ اور آل ہارون نے جس کو فرشتے اٹھا کر لے آئیں گے بیشک اس میں ضرور نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو، طالوت لشکروں کے ساتھ روانہ ہوئے تو انہوں نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر کے ذریعہ آزمانے والا ہے، سو جس نے اس میں سے پی لیا

وہ مجھ سے نہیں ہے اور جس نے اس میں سے نہ پیا تو وہ مجھ سے ہے سوائے اس شخص کے جس نے اپنے ہاتھ سے ایک چلو پی لیا، پھر تھوڑے سے افراد کے علاوہ سب نے اس میں سے پی لیا پھر جب آگے بڑھے طالوت اور وہ لوگ جوان کے ساتھ ایمان لائے تھے تو کہنے لگے کہ آج ہمیں جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے، جو لوگ اللہ کی ملاقات کا یقین رکھتے تھے، وہ کہنے لگے کتنی ہی کم تعداد جماعتیں اللہ کے حکم سے بھاری تعداد والی جماعتیں پر غالب ہو چکی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور جب یہ لوگ جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کے لئے نکلے تو عرض کیا کہ اے ہمارے رب! ہم پر صبر ڈال دے اور ہمیں ثابت قدم رکھ، اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما، سو ان کو شکست دے دی اللہ کے حکم سے اور قتل کر دیا داوَد نے جالوت کو اور اللہ نے ان کو ملک دے دیا اور حکمت عطا فرما دی، اور ان کو جو کچھ چاہا علم دے دیا اور اگر نہ ہوتا اللہ کا دفع فرمانا لوگوں کو بعض کو بعض کے ذریعہ تو زمین میں فساد ہو جاتا اور لیکن اللہ عالمین پر فضل فرمانے والا ہے۔

جالوت سے جنگ:

یہ تقریباً ایک ہزار برس قبل مسیح کا واقعہ ہے۔ اس وقت بنی اسرائیل پر عمالقہ چیرہ دست ہو گئے تھے اور انہوں نے اسرائیلیوں سے فلسطین کے اکثر علاقے چھین لیے تھے۔ سموئیل نبی اس زمانے میں بنی اسرائیل کے درمیان حکومت کرتے تھے، مگر وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ اس لیے سرداران بنی اسرائیل نے یہ ضرورت محسوس کی کہ کوئی اور شخص ان کا سربراہ کار ہو، جس کی قیادت میں وہ جنگ کر سکیں۔ لیکن اس وقت بنی اسرائیل میں اس قدر جاہلیت آ چکی تھی اور وہ غیر مسلم قوموں کے طور طریقوں سے اتنے متاثر ہو چکے تھے کہ خلافت اور پادشاہی کا فرق ان کے ذہنوں سے نکل گیا تھا، اس لیے انھوں نے درخواست جو کی، وہ خلیفہ کے تقرر کی نہیں، بلکہ ایک بادشاہ کے تقرر کی تھی۔

بائبل میں اس کا نام ساوَل لکھا ہے، یہ قبیلہ بن یمین کا ایک تیس سالہ نوجوان تھا، بنی اسرائیل میں اس سے خوبصورت کوئی شخص نہ تھا اور ایسا قد آور تھا کہ لوگ اس کے کندھے تک آتے تھے، اپنے باپ کے گمشدہ گدھے ڈھونڈنے نکلا تھا۔ راستے میں جب سموئیل نبی کی قیام گاہ کے قریب پہنچا، تو

اللہ تعالیٰ نے نبی کو اشارہ کیا کہ یہی شخص ہے جس کو ہم نے بنی اسرائیل کی بادشاہی کے لیے منتخب کیا ہے۔ چنانچہ سموئیل نبی اسے اپنے گھر لائے، تیل کی کپی لے کر اس کے سر پر انڈیلی اور اسے چوما اور کہا کہ "خداوند نے تجھے مسح کیا تا کہ تو اس کی میراث کا پیشوا ہو۔" اس کے بعد انہوں نے بنی اسرائیل کا اجتماع عام کر کے اس کی بادشاہی کا اعلان کیا۔ ۱۵۸۔

یہ بنی اسرائیل کا دوسرا شخص تھا جس کو خدا کے حکم سے "مسح" کر کے پیشوائی کے منصب پر مقرر کیا گیا۔ اس سے پہلے حضرت ہارون سردار کاہن (Chief Priest) کی حیثیت سے مسح کیے گئے تھے، اس کے بعد تیسرے ممسوح یا مسیح حضرت داوٗدؑ ہوئے، اور چوتھے مسیح حضرت عیسیٰؑ۔ لیکن طالوت کے متعلق ایسی کوئی تصریح قرآن یا حدیث میں نہیں ہے کہ وہ نبوت کے منصب پر بھی سرفراز ہوا تھا۔ محض بادشاہی کے لیے نامزد کیا جانا اس بات کے لیے کافی نہیں ہے کہ اسے نبی تسلیم کیا جائے۔

بائیبل کا بیان اس باب میں قرآن سے کسی حد تک مختلف ہے۔ تاہم اس سے اصل واقع کی تفصیلات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صندوق، جسے بنی اسرائیل اصطلاحاً "عہد کا صندوق" کہتے تھے، ایک لڑائی کے موقع پر فلسطینی مشرکین نے بنی اسرائیل سے چھین لیا تھا لیکن یہ مشرکین کے جس شہر اور جس بستی میں رکھا گیا، وہاں وبائیں پھوٹ پڑیں۔ آخر کار انہوں نے خوف کے مارے اسے ایک بیل گاڑی پر رکھ کر گاڑی کو ہانک دیا۔ غالباً اسی معاملے کی طرف قرآن ان الفاظ میں اشارہ کرتا ہے کہ اس وقت وہ صندوق فرشتوں کی حفاظت میں تھا، کیونکہ وہ گاڑی بغیر کسی گاڑی بان کے ہانک دی گئی تھی اور اللہ کے حکم سے یہ فرشتوں ہی کا کام تھا کہ وہ اسے چلا کر بنی اسرائیل کی طرف لے آئے۔ رہا یہ ارشاد کہ "اس صندوق میں تمہارے لیے سکون قلب کا سامان ہے"، تو بائیبل کے بیان سے اس کی حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ بنی اسرائیل اس کو بڑا متبرک اور اپنے لیے فتح و نصرت کا نشان سمجھتے تھے۔ جب وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا، تو پوری قوم کی ہمت ٹوٹ گئی اور ہر اسرائیلی یہ خیال کرنے لگا کہ خدا کی رحمت ہم سے پھر گئی ہے اور اب ہمارے برے دن آ گئے ہیں۔ پس اس صندوق کا واپس آنا اس قوم کے لئے بڑی تقویت قلب کا موجب تھا اور یہ ایک ایسا ذریعہ تھا، جس سے ان کی ٹوٹی ہوئی ہمت پھر بن سکتی تھیں۔

" آلِ موسیٰؑ اور آلِ ہارونؑ کے چھوڑے ہوئے تبرکات" جو اس صندوق میں رکھے ہوئے تھے، ان سے مراد پتھر کی وہ تختیاں ہیں، جو طورِ سینا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو دی تھیں۔ اس کے علاوہ تورات کا وہ اصل نسخہ بھی اس میں تھا، جسے حضرت موسیٰؑ نے خود لکھوا کر بنی لاوی کے سپرد کیا تھا۔ نیز ایک بوتل میں من بھی بھر کر اس میں رکھ دیا گیا تھا تاکہ آئندہ نسلیں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کریں، جو صحرا میں اس نے ان کے باپ دادا پر کیا تھا۔ اور غالباً حضرت موسیٰؑ کا وہ عصا بھی اس کے اندر تھا، جو خدا کے عظیم الشان معجزات کا مظہر بنا تھا۔

ممکن ہے اس سے مراد دریائے اردن ہو یا کوئی اور ندی یا نالہ۔ طالوت بنی اسرائیل کے لشکر کو لے کر اس کے پار اترنا چاہتا تھا، مگر چونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی قوم کے اندر اخلاقی انضباط بہت کم رہ گیا ہے، اس لیے اس نے کارآمد اور ناکارہ لوگوں کو ممیز کرنے کے لیے یہ آزمائش تجویز کی۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ تھوڑی دیر کے لیے اپنی پیاس تک ضبط نہ کر سکیں، ان پر کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے کے اس دشمن کے مقابلے میں پامردی دکھائیں گے جس سے پہلے ہی وہ شکست کھا چکے ہیں۔

غالباً یہ کہنے والے وہی لوگ ہوں گے، جنہوں نے دریا پر پہلے ہی اپنی بے صبری کا مظاہرہ کر دیا تھا، حضرت داوٗد علیہ السلام اس وقت ایک کم سن نوجوان تھے۔ اتفاق سے طالوت کے لشکر میں عین اس وقت پہنچے، جبکہ فلسطینیوں کی فوج کا گراں ڈیل پہلوان جالوت (جولیت) بنی اسرائیل کی فوج کو دعوت مبارزت دے رہا تھا اور اسرائیلیوں میں سے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اس کے مقابلے کو نکلے۔

حضرت طالوت کی سربراہی میں بنی اسرائیل کی فوج جس میں حضرت داوٗد بھی شامل تھے نے ظالم جالوت (جولیت) کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جالوت نہایت مضبوط جسم و جان اور اونچے قد کاٹھ کا مالک تھا اور اس کا نہایت رعب و دبدبہ اور رجاہ و جلال اپنی فوج پر قائم تھا بظاہر اس کو شکست دینا ناممکنات میں سے تھا کیونکہ وہ تنہا ہی بہت سوں پر بھاری تھا لیکن میدان جنگ میں حضرت داوٗد علیہ السلام نے جالوت کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور وہ کیفر کردار تک پہنچا اور اس طرح سے بنی اسرائیل کو اپنے دشمن پر اللہ نے فتح و نصرت عطا فرمائی اس کیفیت کو قرآن کریم میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے!

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔ ۱۵۹۔

ترجمہ۔آخرکار اللہ کے اذن سے انھوں نے کافروں کو مار بھگایا اور داوٗد نے جالوت کو قتل کر دیا، اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت سے نوازا اور جن جن چیزوں کا چاہا، اس کو علم دیا۔۔۔اگر اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے سے ہٹاتا نہ رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا، لیکن دنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے (کے وہ اس طرح دفع فساد کا انتظام کرتا رہتا ہے)۔

حضرت طالوت کی سربراہی میں بنی اسرائیل نے اور بھی کئی جنگیں لڑیں جن میں اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو کامیابی سے ہم کنار کیا حضرت طالوت علیہ السلام نے ایک طویل عرصہ تک بحیثیت فرمانروا کے بنی اسرائیل کی قیادت کی آپ جب تک بنی اسرائیل کے درمیان موجود رہے مسلسل رشد و ہدایت کی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے اور شریعت موسوی کے نفاذ کی بھی ہر ممکن کوششیں کرتے رہے آپ نے ہی اپنے دور حکومت میں ایک مضبوط اسرائیلی سلطنت کی بنیاد رکھی اور اس کے وسیع تر مفاد کے لئے آپ مسلسل کوششیں بھی کرتے رہے آپ حضرت داوٗد علیہ السلام کی بہادری اور دانائی سے بے حد متاثر تھے چنانچہ آپ نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت داوٗد علیہ السلام کے ساتھ کر دی جو بعد میں بنی اسرائیل کے بادشاہ اور رسول بھی بنے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کا انتظام برقرار رکھنے کے لیے یہ ضابطہ بنا رکھا ہے کے وہ انسانوں کے مختلف گروہوں کو ایک حد خاص تک تو زمین میں غلبہ و طاقت حاصل کرنے دیتا ہے، مگر جب کوئی گروہ حد سے بڑھنے لگتا ہے، تو کسی دوسرے گروہ کے ذریعے سے وہ اس کا زور توڑ دیتا ہے، اگر کہیں ایسا ہوتا کے ایک قوم اور ایک پارٹی ہی کا اقتدار زمین میں ہمیشہ قائم رکھا جاتا اور اس اقتدار کی لازوال قہر سامانیوں کی وجہ سے یقیناً اللہ کی زمین میں فساد عظیم برپا ہو جاتا۔ ۱۶۰۔

حسابی پہلو:

حضرت طالوت علیہ السلام کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا لیکن اللہ نے انھیں علم وحکمت اور تدبیر کا علم عطا فرمایا، انھوں نے اللہ کے فضل و کرم سے ایک عظیم اسرائیلی سلطنت کی بنیاد رکھی جو طویل عرصہ تک قائم رہی۔

حسابی پہلو زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے، اس میں شامل اللہ کی زمین پر اللہ کے قوانین کا نفاذ، عدل و انصاف کا قیام، اللہ کی مخلوقات کی خدمت، اس میں انسان، جانور، پودے، پرندے سب شامل ہیں، ملک میں بہترین نظم ونسق کا قیام، عوام کو دین اسلام سے روشناس کروانا، ان کے دنیا میں آمد کے مقاصد کی وضاحت کرنا، سادہ طرز زندگی کا درس، لوگوں کے درمیان باہمی اخوت، ہمدردی اور مساوات کے جذبات کو فروغ دینا، رزق حلال کے حصول کے مواقع کی فراہمی، وقت پر عبادات کا قیام اور اس کی تاکید وتلقین، پاکی طہارت کے اصولوں کی وضاحت اور اس سے متعلق احکامات، علم کی ترویج واشاعت کا اہتمام اور اللہ کے نظام کا اللہ کی زمین پر اطلاق کی ہر ممکن کوشش کرنا۔

۲۰۔حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے، اللہ نے آپ کو زبور عطا فرمائی۔حضرت داؤد علیہ السلام یروشلم کے ایک گاؤں بیت اللحم میں رہتے تھے آپ آٹھ بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے آپ گلہ بانی کے پیشے سے وابستہ تھے آپ نہایت شیریں سخن، مہذب، باادب خوبصورت اوروجیہ تھے جبکہ آپ کی رنگت سرخ وسفید تھی لیکن آپ پستہ قد تھے لیکن آپ کی بہادری اور جوانمردی کا یہ عالم تھا کے آپ بھیڑ، بکریوں پر حملہ کرنے والے شیروں اور بھیڑیوں کو مار ڈالتے کہا جاتا ہے کے آپ فلاخن (غلیل) چلانے میں نہایت مہارت رکھتے تھے آپ کا نشانہ اپنے ہدف پر ایسا پڑتا

تھا کے وہ شے چکنا چور ہو جایا کرتی آپ کے پاس ہمہ وقت فلاخن اور ایک عصا موجود رہتا آپ بربط اور بانسری بھی بڑی خوبصورتی اور کمال سے بجاتے، حضرت طالوت کے دربار تک آپ کی رسائی تھی لہٰذا آپ نے جالوت کے خلاف جنگ میں بھی حصہ لیا اور اسے میدان جنگ میں ہلاک کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت، رسالت کے ساتھ ساتھ بادشاہت بھی عطا فرمائی تھی۔

آپ کے بارے میں روایت مشہور ہے کے سموئیل نبی جب آخری عمر کو پہنچے تو انھیں بذریعہ وحی آپ کی نبوت اور رسالت کی بشارت دی گئی چنانچہ سموئیل نبی بیت اللحم تشریف لائے اور انھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے ملاقات کی اور انھیں خیر و برکت کی دعا دی حضرت داؤد علیہ السلام ارض مقدس (فلسطین) پر ۱۰۰۴ق م سے لے کر ۹۶۵ق م تک حکمرانی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ۔ ۱۶۱۔

ترجمہ۔ ہم نے (داؤد) کو سلطنت اور حکمت دی۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔ ۱۶۲۔

ترجمہ۔ ہم نے (داؤد) کی سلطنت کو مضبوط کیا۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗٓ اَوَّاب۔ ۱۶۳۔

ترجمہ۔ ہمارے بندہ داؤد کو یاد کیجئے جو قوت والے تھے، بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْر۔ ۱۶۴۔

ترجمہ۔ درحقیقت ہم نے داؤد کو بڑی نعمتیں عطا کیں، اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا، تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو، بلاشبہ میں ان

کاموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں تم کرتے ہو۔

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت داوَد علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ ۱۶۵۔

پتھروں کی زبان:

حضرت داوَد علیہ السلام پتھروں کی زبان کو سمجھ جایا کرتے ایک مرتبہ آپ کسی راستے سے گزر رہے تھے تو ایک پتھر نے آپ سے کہا کے میں حجر موسیٰ ہوں اور میں وہی پتھر ہوں کے جس سے حضرت موسیٰ نے اپنے فلاں دشمن کو مارا تھا یہ سننے کے بعد آپ نے وہ پتھر اٹھالیا اور اپنے تھیلے میں رکھ لیا تھوڑا آگے چلے تو ایک دوسرے پتھر نے آواز دی کے میں حجر ہارون ہوں چنانچہ آپ نے اسے بھی اٹھا کر اپنے تھیلے میں رکھ لیا ابھی تھوڑا ہی آگے چلے تھے کے ایک اور پتھر نے آپ کو آواز دی کے میں حجر داوَد ہوں (جو خدا کے نبی ہیں) اور اس پتھر سے وہ جالوت کو قتل کریں گے چنانچہ آپ نے وہ پتھر بھی اٹھا کر اپنے تھیلے میں رکھ لیا کہا جاتا ہے کے تھیلے میں جا کر تینوں پتھر یک جان ہو کر ایک پتھر بن گئے۔

جالوت (جولیئت) سے مقابلہ:

جالوت دشمن فوج کا ایک بڑا جانباز، کڑیل، قد آور، ہیبت ناک اور خوفناک سپہ سالار تھا جس کی دہشت سے اچھے اچھے بہادر بھی ڈرتے تھے وہ میدان جنگ میں آہنی زرہ اور خود پہن کر نمودار ہوا اور نہایت تضحیک سے اس نے اپنے مدمقابل کو للکارا اور انھیں مبارزت دی کہا جاتا ہے کے جالوت کی زرہ کا وزن ۵،۰۰۰ مثقال تھا جبکہ وہ نہایت جاہ وحشم کے ساتھ میدان جنگ میں اپنے دشمنوں کو للکار رہا تھا چنانچہ حضرت طالوت کے لشکر میں سے کم سن حضرت داوَد بغیر کسی ہتھیار کے جالوت کے سامنے نکل کر آئے آپ کے ہاتھ میں بس ایک عصا، فلاخن اور کندھے پر پتھروں کا ایک تھیلا تھا جالوت کے لئے یہ منظر حیران کن تھا اس نے آپ کا تمسخر اڑایا اور بلند آواز سے قہقہہ لگا اور کہنے لگا! کیا

تو نے مجھے کتا سمجھا ہے کے تو مجھے ڈنڈے سے بھگانے کے لئے آیا ہے۔

کم سن حضرت داؤد نے نہایت سکون اور اطمینان سے اپنے تھیلے میں سے ایک پتھر نکالا اور اسے فلاخن میں رکھ کر جالوت کی سر کی جانب نہایت زور سے پھینکا پتھر سیدھا جالوت کی کھوپڑی کی ہڈی کو توڑتا ہوا سر کو دو حصوں میں توڑتا ہوا اس دیو ہیکل جالوت کو زمین بوس کر گیا پھر حضرت داؤ آگے بڑھے اور انھوں نے جالوت کے سر کو اسی کی تلوار سے قلم کر دیا، کفار کی فوج اپنے سپہ سالار کا یہ حشر دیکھ کر سراسیمہ ہوگئی اور میدان جنگ میں ہر سو ایک خوف و دہشت کی لہر دوڑ گئی جلد ہی دشمن کا شیرازہ بکھر گیا اور ایک بار پھر اللہ تعالی نے زمین پر بنی اسرائیل کو فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ ۔١٦٦۔ ترجمہ۔ داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔

کم سن بہادر، نڈر اور وجیہ حضرت داؤد بنی اسرائیل میں اپنی جوانمردی کے باعث بہت تیزی سے مقبولیت حاصل کر گئے بعد ازاں حضرت طالوت نے اپنی بیٹی عمینیاہ سے آپ کی شادی کر دی اور ایک ہزار فوجی دستے کی ایک کمان بھی آپ کے سپرد کی آپ نے دشمنوں کی متعدد سازشوں کو فرو کیا اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں نہایت جانفشانی سے مسلسل کام کیا حضرت طالوت کی وفات کے بعد آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ مقرر ہوئے اللہ تعالی نے آپ کو حکمت، علم تدبر، قوت فیصلہ، فہم و فراست، دانش، بادشاہت، نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا اس کے ساتھ ہی آپ کو الہامی کتاب ُزبور ُ بھی عنایت کی جس میں آپ کی قوم کے لئے قاعدے قوانین متعین کئے گئے جن کی تبلیغ آپ تاعمر کرتے رہے۔ اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۔١٦٧۔ ترجمہ۔ داؤد کو ہم نے زبور دی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں اور پتھروں کی بولیوں کو سمجھنے کا علم عطا فرمایا۔ روایت میں آتا ہے کے جب آپ زبور کی تلاوت فرماتے تو چلتا پانی رک جاتا اور پرندے بھی رک کر آپ کا

کلام سنتے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّ سَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَ الطَّیۡرَ وَ کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ۔۱۶۸۔

ترجمہ۔ہم نے داود کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور پرندوں کو جو تسبیح میں مشغول رہتے تھے اور ہم کرنے والے تھے۔

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَ الطَّیۡرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَہُ الۡحَدِیۡدَ ۙ اَنِ اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرۡ فِی السَّرۡدِ وَ اعۡمَلُوۡا صَالِحًا ؕ اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ۔۱۶۹۔

ترجمہ۔درحقیقت ہم نے داؤد کو بڑی نعمتیں عطا کیں،اے پہاڑوا!داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا،تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو،بلاشبہ میں ان کاموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں تم کرتے ہو۔۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالی نے لوہے کے استعمال پر بھی دسترس عطا فرمائی آپ اپنے ہاتھوں سے لوہے کو جس طرح سے چاہتے موڑ کر ان سے زرہ،بکتر اوزار وہتھیار اور کڑیاں بنا لیتے۔

لوہے کا دور: Iron Age:

لوہے کا دور یعنی Iron Age انسانی تاریخ کا ایک قدیم دور ہے اور یہ دور انسان کی عمومی اور صنعت کی خصوصی ترقی کا وہ عہد ہے جس کا آغاز لوہے کے استعمال سے شروع ہوا اور اب تک جاری ہے ایشیاء،مصر اور یورپ میں اس عہد نے کانسی کے دور کی جگہ لی لیکن براعظم امریکہ میں یہ عہد یورپیوں کی آمد کے بعد شروع ہوا۔

تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کے لوہے کے زمانے کا آغاز حتیوں کے عہد سے ہوا،حتی ایک تند و تیز آریائی قوم تھی جو تاریخ کے افق پر دو ہزار قبل مسیح میں نمودار ہوئی

اور اپنے بادشاہ لیبرنس Labarnas کے جھنڈے کے نیچے متحد ہوئی ،اس قوم نے سب سے پہلے جزیرہ نما اناطولیہ (ترکی) فتح کیا، پھرکئی مزید سمتوں کی جانب آگے بڑھتی چلی گئی ،تاہم مغرب میں بحیرہ ایجین اور مشرق اور جنوب میں شام کے وسیع میدانوں سے آگے نکل گئی ، اپنی ان ہی فتوحات کے باعث یہ قوم جلد ہی ناقابل شکست بن گئی اگرچہ حتیوں کی ان فتوحات کے پیچھے خام لوہا اور لوہے سے بنی اشیاء تھیں جن سے دوسری دنیا ابھی واقف نا تھی ،شاید یہی وجہ تھی کے پتھر ،کانسی اور تانبے کے ہتھیار رکھنے والی قوم حتیوں کا مقابلہ نا کرسکی اور اس طرح حتی عروج کی منازل طے کرتے چلے گئے ۔لوہے سے بنی اشیاء تانبے اور کانسی کے مقابلے میں کہیں زیادہ مضبوط ہوتی ہیں کیونکہ لوہا ایک خاص درجہ حرارت پر نرم ہو کر مڑ جاتا ہے ۔ باالفاظ دیگر حتیوں کا دیگر اقوام پر فتح دراصل لوہے کی تانبے اور کانسی پر فتح تھی ۔

لوہے کو آج سے تقریباً ۴،۰۰۰ ق م جتنا قدیم مانا جاتا ہے،اہل مصر لوہے کے منکے پہنا کرتے تھے تاہم اس دور میں لوہا شہابیوں سے حاصل کیا جاتا تھا اگرچہ اب تک ملنے والی لوہے کی سب سے قدیم شے لوہے سے بنا ایک مصری خنجر ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کے یہ خنجر اندازاً ۱۳۵۰ ق م کا ہے ۔لوہے کے دور کی ابتداء سے قبل ہزاروں برس تک لوگ لکڑی اور پتھر کے ہی اوزار و ہتھیار اور برتنوں کو استعمال کیا کرتے تھے پھر جب لوہا دریافت ہوا تو تہذیب انسانی نے بربریت کے دور سے نکل کر تہذیب اور تمدن کی جانب اپنا قدم بڑھایا لہٰذا جب لوہا بھٹی میں تیار کرلیا گیا تو بنی نوع انسان نے نوے فیصد جنگیں بھی جیت لیں ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق لوہے کی اولین دریافت کا سہرا افریقی نیگرو کے سر ہی سجتا ہے کیونکہ یہی وہ محنت کش اور طاقتور قوم تھی کہ جس نے سب سے پہلے لوہے کو بھٹیوں میں پگھلانے کا فن ایجاد کیا تاہم تمام قدیم شواہد بھی اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کے یہ دھات سب سے پہلے افریقہ کے لوگوں نے ہی دریافت کی ہے،لوہے کو پگھلا کر اشیاء بنانے کا فن غالباً ۲،۰۰۰ ق م میں شروع ہوا جبکہ لوہے کی ڈھلائی کا کام حتی عہد (ایران کی ایک قدیم قوم) میں شروع ہوا تاہم ۱۲۰۰ ق م میں جب حتیوں کو زوال آیا تو وہ اس فن کو مشرق

وسطی اور جنوبی یورپ تک لے گئے اگر چہ یورپ میں لوہے کی ڈھلائی کا کام پہلے پہل یونانیوں نے بلقان میں سیکھا بعد ازاں یہ فن اٹلی سے ہوتا ہوا وسطی یورپ تک جا پہنچا۔کیٹلک قبائل نے پانچویں صدی ق م میں اسے مغربی یورپ اور جزائر برطانیہ میں متعارف کروایا تاہم صنعتی انقلاب سے قبل لوہے کی ڈھلائی تجارتی اعتبار سے سود مند نہ تھی ،لوہے کے دور میں بیل سے چلنے والے ہل اور گاڑیوں کے مضبوط پہیے بنے اس طرح سے زراعت اور صنعت کا انداز بدلا کچھ ماہرین نے لوہے کے دور اور جاگیر داری نظام کا آپس میں تعلق بھی بتایا ہے یعنی یہ دونوں ایک دوسرے سے منسلک تھیں۔

اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کو لوہے کی ایجادات پر دسترس عطا فرمائی تھی کیونکہ اس سے قبل لوہے سے چیزیں ایجاد کرنا نہایت دشوار گزار عمل تھا لیکن اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کے ہاتھوں میں وہ معجزانہ صلاحیت پیدا کردی کے آپ لوہے کو اپنے ہاتھ سے جس طرح سے چاہتے موڑ کر چیزیں بنالیا کرتے اور لوہا آپ کے ہاتھوں میں پگھلے ہوئے موم کی مانند ہو جاتا لہٰذا آپ نہایت آسانی سے لوہے کو موڑ کر زرہ ، کڑیاں ،خود یعنی (آہنی ٹوپیاں)اور زنجیریں بنالیا کرتے ۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔۱۷۰

ترجمہ۔ہم نے (داود) کے لیے لوہے کو نرم کر دیا، تا کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو، بلاشبہ میں ان کاموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں تم کرتے ہو

وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۔۱۷۱

ہم نے اسے (داؤد کو) تمھارے لئے ایک لباس بنانا سیکھایا تا کہ وہ تمھیں تمھاری لڑائیوں کی زد سے بچا سکے۔

ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق لوہے کا با قاعدہ استعمال ۳۰۰۰ سے لے کر ۱۲۰۰ ق م میں ہوا جبکہ یہی دور حضرت داود علیہ السلام کا بھی مانا جاتا ہے لوہے کو بھٹی میں پگھلانے کے لئے تقریباً ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ جتنی تیز تپش درکار ہے لیکن اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کو وہ علوم اور اختیارات تفویض فرمائے کے لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہو جاتا یعنی ان کے ہاتھ میں دور کرنے والی نسمہ مرکب کی لہریں نسمہ مفرد میں منتقل ہو کر ۱۵۳۹ ڈگری سینٹی گریڈ ہو جاتیں اور جب ارادے کی تکمیل ہو جاتی تو ہاتھوں میں دور کرنے والی غالب مفرد لہریں مرکب لہروں سے مغلوب ہو جاتیں اور ان کے ہاتھ معمول کے مطابق کام کرنے لگتے، اس کا مطلب یہ ہوا کے حضرت داود علیہ السلام لیزر شعاعوں کی Equation سے بخوبی واقف تھے اس لئے جب وہ لیزر شعاعوں کو استعمال کرتے تو سخت لوہا ان کے ہاتھوں میں نرم ہو جاتا اور وہ اپنی مرضی سے لوہے کی چیزیں بنالیا کرتے تھے۔ ۱۷۲؎

لوہے کے خواص:

خالص لوہا 1535 ڈگری سینٹی گریڈ پر پگھلتا ہے، اس کے برعکس کاسٹ آئرن 350 ڈگری پر پگھل جاتا ہے، جب لوہے میں کاربن کی مقدار 4.2 فیصد ہوتی ہے تو یہ لوہا 1150 ڈگری سینٹی گریڈ پر پگھل جاتا ہے۔

لوہا اللہ کی دی ہوئی ایک نہایت مفید اور قابل ذکر دھات ہے اور موجود کائنات کے جس حصہ زمین میں ہم بستے ہیں اس میں بلواسطہ یا بلاواسطہ (ڈائرکٹ، ان ڈائریکٹ) ہمیں لوہا ہر جگہ نظر آتا ہے اور شاید ہی کوئی قابل ذکر شے اس دھات کے اثرات اور سحر سے خارج ہو یہاں نہایت اختصار سے چند ایجادات کا حوالہ پیش کیا جا رہا ہے مثلاً سوئی سے لے کر بحری و بری جہاز تک، میزائل، راکٹ، گاڑیاں، بسیں، سائیکل، موٹر سائیکلز، ٹریکٹرز، ٹرالرز، اسلحہ، اوزار و ہتھیار، فیکٹریز اور کارخانے کی چھوٹی بڑی مشینیں ان میں موجود آلات، طبی ساز و سامان، آلات جراحی، گھریلو استعمال کی چاقو، چھریاں، برتن، فرنیچر اور عمارتوں کے اندر پلرز اور سریے وغیرہ، دنیا کی چھوٹی بڑی جنگیں، قدیم جنگوں میں زرہ، خود، آہنی لباس، ہتھیار و اوزار، بکتر بند گاڑیاں، ٹینک، بم اور میزائل سب کے اندر لوہا موجود ہے۔

خود انسان بھی لوہے کے بغیر نامکمل اور ادھورا ہے کیونکہ انسان کو اللہ نے مٹی سے پیدا فرمایا چنانچہ مٹی میں جتنے بھی اجزاء پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب جسم انسانی میں بھی کم یا زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں لہٰذا مٹی میں بجا طور پر لوہے کی مقدار موجود ہے اس اعتبار سے انسان کے جسم میں بھی (آئرن) کی مخصوص مقدار کا موجود ہونا صحت کی علامت ہے اگر یہ مقدار کم ہو جائے تو بھی انسان کی موت واقع ہوسکتی ہے جبکہ اگر یہ مقدار ابڑھ جائے تو بھی ایک قسم کا کینسر انسان کو لاحق ہو جاتا ہے یعنی اس کی زیادتی سے بھی انسان کی موت واقع ہوسکتی ہے اسی طرح سے جانوروں کے گوشت میں، درختوں، پودوں، پھلوں اور خشک میوہ جات میں بھی لوہا (آئرن) بکثرت پایا جاتا ہے اگر فرنیچر لکڑی کا ہے تو لوہے کی باریک کیلوں نے ہی اسے یہ حسن وشکل عطا کی اگر کتابیں کاغذ کی ہیں تو لوہے کی باریک پنوں کے ذریعے سے ہی اس کے صفحے باہم متحد اور یک جان ہیں اگر لباس کپڑے کا ہے تو یقیناً وہ کپڑا لوہے کی مشینوں سے بن کر اور سل کر ہی ہم تک پہنچا ہے اگر جوتا، بیگ یا بیلٹ چمڑے کی ہے تو وہ یقیناً لوہے کی ہی سوئی سے سلی ہے اور اگر پلاسٹک کی مصنوعات ہیں تو وہ بھی یقیناً لوہے کی ہی کسی ڈائی سے گزر کر اس شکل کو پہنچی ہیں الغرض اللہ تعالی کی طرف سے لوہا اور اس سے حاصل شدہ دیگر اشیاء بنی نوع انسانیت کے لئے کسی تحفہ عظیم سے کم نہیں یہاں اللہ تعالی بنی نوع انسانیت سے مخاطب ہو کر یہ کہہ رہے ہیں!

وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡهِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ یَّنۡصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالۡغَیۡبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ۔ ۱۷۳۔

ترجمہ۔ ہم نے لوہے کو اتارا جس میں شدت ہیبت ہے، اور لوگوں کے لیے طرح طرح کے فائدہ ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ بغیر دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ذاتی اخراجات کے لئے بیت المال سے روپے نہیں لیتے تے بلکہ آپ لوہے کی زرہیں بنا کران سے حاصل شدہ اجرت سے اپنے ذاتی اخراجات کو پورا کیا کرتے تھے اسی طرح سے اللہ تعالی نے آپ کو بے مثال قوت فیصلہ اور علم وحکمت سے نوازا رتھا اور آپ لوگوں کے درمیان نہایت عدل وانصاف سے فیصلے کیا کرتے۔

حسابی پہلو:

عربی زبان کے حروف ابجد 28 ہیں، تاہم علم الاعداد کے مطابق ہر حرف کی ایک قیمت ہے، اگر لفظ حدید کا جائزہ لیا جائے تو اس میں نمبر کی تقسیم کچھ اس طرح سے ہے۔

لوہے کا اٹامک نمبر 26 ہے۔

1+30+8+4+10+4=57 اگر لفظ حدید کی طرف آئیں تو حدید کا نمبر

8+4+10+4=26 یعنی یہ نمبر 26 ہے، جبکہ لوہے

(آئرن) کا اٹامک نمبر بھی 26 ہے۔ سورہ الحدید میں 4 رکوع ہیں جبکہ آئرن آئیسوٹو پس کی تعداد بھی 4 ہے۔ ان آئیسوٹو پس کا ماس کا نمبر 57 ہے، اور یہ بھی حیران کن حقیقت ہے کے اس سورہ کا ترتیبی نمبر 57 ہے۔

پرندوں کی بولی:

حضرت داود علیہ السلام جب خوش الحانی سے اللہ کی تسبیحات اور زبور کی تلاوت فرماتے تو چلتا پانی ٹھہر جاتا، اڑتے پرندے آپ کے پاس آکر بیٹھ جاتے، اور پہاڑ اور دیگر مخلوقات بھی آپ کے ساتھ اللہ کی تسبیحات میں مشغول ہو جاتے۔

اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کی آواز میں اتنا سوز اور کشش پیدا کی جس کی اثر پذیری کی گرفت میں تمام مخلوقات تھیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحۡنَ بِالۡعَشِیِّ وَ الۡاِشۡرَاقِ۔ ۱۷۴ے

ترجمہ۔ بے شک ہم نے (داود) کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا، وہ تسبیح میں مشغول ہوتے تھے ،شام کو اور اشراق کے وقت۔

وَ الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّاب۔۱۷۵؎

ترجمہ۔ پرندوں کو مسخر کر دیا جو جمع کئے ہوئے تھے سب اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ۔۱۷۶؎

ترجمہ۔ ہم نے ان کے ملک کو مضبوط کر دیا اور انہیں حکمت دے دی اور فصل خطاب دے دیا۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! انسانوں کے درمیان ابتدائے آفرینش سے بات کرنے کا طریقہ رائج ہے آواز کی لہروں کے معنی معین کر لئے جاتے ہیں جو سننے والوں کو مطلع کرتی ہے یہ طریقہ اسی تبادلے کی نقل ہے جو انا کی لہروں کے درمیان ہوتا ہے دیکھا گیا ہے کے گونگا انسان بھی اپنے لبوں کی خفیف سی جنبش سے سب کچھ کہہ دیتا ہے اور سمجھنے والے اس کی بات کو سمجھ بھی لیتے ہیں اگر چہ یہ طریقہ بھی پہلے طریقے کا عکس ہے جانور بھی آواز کے بغیر ایک دوسرے کو اپنے حال سے مطلع کر دیتے ہیں یہاں بھی انا کی لہریں کام کرتی ہیں اسی طرح سے درخت بھی آپس میں گفتگو کرتے ہیں اور یہ گفتگو صرف آمنے سامنے کے درختوں میں ہی نہیں ہوتی بلکہ دور دراز کے درختوں کے جن کے درمیان ہزاروں میل کے فاصلے حائل ہوتے ہیں ان کے درمیان میں بھی ہوتی ہے اور یہی قانون جمادات میں بھی رائج ہے کیونکہ کنکروں، پتھروں اور مٹی کے ذرات میں بھی من و عن اسی طرح سے تبادلہ خیال ہوتا ہے۔۱۷۷؎

حقیقت یہ ہے کے انسان کی سماعتی قوت دیگر جانداروں کے مقابلے میں کمزور ہے بجو ۱۶ ہرٹز سے ۴۵۰۰۰ ہرٹز تک کی آواز بخوبی سن لیتا ہے تاہم کتے، بلیاں اور لومڑیاں ۶۰،۰۰۰ ہرٹز تک کی آوازیں با آسانی سن لیتے ہیں اسی طرح سے چوہے، چمگادڑ، وہیل مچھلی اور ڈولفن ۱۰۰۰۰۰، (ایک لاکھ) ہرٹز کی آوازیں سن لیتے ہیں ان جانداروں کے کان کی بناوٹ میں بھی واضح فرق پایا جاتا ہے جبکہ انسان آواز کو اس کی فریکوئینسی کی وجہ سے سن پاتے ہیں یعنی ہم کم سے کم ۲۰، اور

زیادہ سے زیادہ ۲۰،۰۰۰ ہرٹز کی آوازیں سن پاتے ہیں کیونکہ یہ وہ آوازیں ہیں جو کان کے پردے پر ارتعاش پیدا کرسکتی ہیں ۲۰ ہرٹز کی رینج سے کم یا ۲۰،۰۰۰ ہرٹز کی رینج سے زائد فریکوئنسی کی آوازیں ہمارے کان کے پردے پر ارتعاش نہیں کرتیں۔

موجوں کی دو بڑی اقسام ہیں۔ ا۔ایک وہ جن میں ذرات سکڑتے اور پھیلتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

۲۔دوسری قسم وہ ہے جو آگے بڑھتے ہوئے اوپر نیچے حرکت کرتی ہے۔

موجوں کی اقسام کی تقسیم فریکوئنسی اور طول موج کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

موج مخصوص فاصلے کو اوپر نیچے حرکت کرتے ہوئے طے کرتی ہے، یہ اس کا طول موج کہلاتا ہے، طول موج میں ایک حرکت اوپر کی طرف ہوتی ہے اور ایک حرکت نیچے کی جانب ہوتی ہے، ایک مرتبہ اوپر اور ایک مرتبہ نیچے، دونوں حرکات مل کر ایک چکر Cycle مکمل کرتی ہیں، اور ایک سیکنڈ میں کسی موج کے جتنے سائیکل گزر جاتے ہیں وہ موج کی فریکوئنسی کہلاتی ہے، طول موج زیادہ ہو تو فریکوئنسی کم ہوتی ہے جبکہ طول موج کم ہونے کی صورت میں فریکوئنسی زیادہ ہوتی ہے۔

فریکوئنسی اگر بہت بڑھ جائے تو لہریں یا امواج شعاعیں بن جاتی ہیں جو سیدھی چلتی ہیں، کم طول موج اور زیادہ فریکوئنسی ہونے کی وجہ سے ان لہروں کی کسی چیز میں سے گزر جانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔

قرآن کریم میں کئی مقامات پر فرمایا گیا کے کائنات کی ہر شے اللہ کی حمد ثناء کرتی ہے ، باالفاظ دیگر کل اشیاء کائنات نا صرف شعور رکھتی ہیں بلکہ وہ وہ بولتی، سنتی اور ایک دوسرے کو پہچانتی بھی ہیں۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔ ۱۷۸

ترجمہ۔ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور

کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی پا کی بیان نہیں کرتی ہو لیکن تم ان کی حمد کو نہیں سمجھتے، بلاشبہ وہ حلیم ہے غفور ہے۔

حضرت داود علیہ السلام کے ہمراہ پرندے، پہاڑ اور دیگر مخلوقات اللہ کی تسبیحات بیان کرتیں، اس کی توجیہہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کے طاقتور، قوت اور ہمت رکھنے والے نفوس جب کسی کیفیت سے لبریز ہو کر کلام کرتے ہیں تو ان کے قریب رہنے والے دیگر نفوس بھی ان کی طبیعت کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے اس کیفیت کو ناصرف اپنے اندر محسوس کرتے ہیں بلکہ ان کے اثرات کے تابع بھی ہو جاتے ہیں باالفاظ دیگر جب کوئی پتھر، درخت یا کوئی بھی شے صاحب معرفت سے کچھ سنتے ہیں تو ان کی قوت دوسرے لوگوں میں بھی سرائیت کر جاتی ہے اور دیگر اشیاء بھی ان کو سنتی اور سمجھتی ہیں۔۱۷۹؎

حضور قلندر بابا اولیاء لکھتے ہیں، جس قدر خیالات ہمارے ذہن میں دور کرتے ہیں، ان میں بہت سے خیالات انسانی معاملات سے غیر متعلق ہوتے ہیں جبکہ ان کا تعلق قریب یا دور کی ایسی مخلوقات سے ہوتا ہے جو کائنات میں کہیں نا کہیں موجود ہوتی ہیں تاہم اس مخلوق کی تصورات کی لہریں انسان موصول کرتا ہے۔۱۸۰؎

انا کی لہریں بے حد تیز رفتار ہوتی ہیں اور وہ لاتناہیت میں بیک وقت ہر جگہ موجود ہوتی ہیں دوسری جانب تمام زمانی اور مکانی فاصلے بھی ان کی گرفت میں ہوتے ہیں۔۱۸۱؎

یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کے آواز کبھی فنا نہیں ہوتی بلکہ یہ فضا میں محفوظ رہتی ہے آواز ایک طاقت ورتوانائی ہے اگرچہ کائنات کی بنیاد بھی ایک آواز 'کن' پر ہی قائم ہے شیرین آواز کے انسانی روح پر پڑنے والے پرکیف اور پرسوز اثرات کے ضمن میں رومی اپنی مثنوی میں بڑے دلنشین پیرائے میں بانسری کی تشبیہ بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں تاہم خلیفہ عبدالحکیم کے مطابق رومی اپنی مثنوی کا آغاز ہی بانسری کی مدھ بھری آواز کی انسانی روح پر پڑنے والے اثرات سے کرتے ہیں کیونکہ بانسری کا مضمون ان کی تمام مثنوی اور تمام تصوف کا لب لباب ہے ان کی مثنوی

کے ان ابتدائی اشعار کا تعلق باقی مثنوی سے بالکل ایسا ہی ہے جیسا کے سورہ الفاتحہ کو قرآن سے جس طرح سے تمام قرآن اور اسلام کا عطر سورہ الفاتحہ میں موجود ہے بالکل اسی طرح سے بانسری کے اشعار میں، جو کے مثنوی کی تمہید ہیں ان کا تمام تصوف اور فلسفہ ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

موسیقی کی نسبت انسانوں کا عام تجربہ یہ ہے کے وہ جس قدر درد انگیز اور سوز وگداز سے لبریز ہوگی اسی قدر وہ انسانی روح کو متاثر کرے گی جبکہ موسیقی سے متعلق مختلف اہل علم، حکماء، صوفیاء اور ماہرین نفسیات کے الگ الگ نظریات ہیں ان میں سے کچھ اہل علم کا تو اس بات پر یقین کامل ہے کے ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعے سے انسان اپنی روحانی ماہیت بلکہ وہ ماہیت حیات جو کائنات میں غوطہ زن ہے کو استوار کرسکتا ہے اگر چہ اس قسم کا عرفان نہ تو حواس سے حاصل ہوسکتا ہے اور نہ ہی عقل واستدلال سے بعض اوقات انسانی حواس اور معقولات محض سطح حیات پر ہی تیرتے رہ جاتے ہیں یا یوں کہیے کے وہ ہستی کے حجاب ونقاب ہیں تاہم عارف کے لئے یہ پردے بھی ساز کے پردے بن جاتے ہیں لہٰذا موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطے سے روحانی عالم میں پہنچا دیتی ہے آگے چل کر رومی خود ہی حیرت سے یہ فرماتے ہیں کے رباب کو دیکھو اس کے تار، لکڑی اور پوست سب ہی مادی ہیں لیکن جہاں مضراب نے اس میں ارتعاش پیدا کیا فوراً ہی روح انسانی اس سے متاثر ہونا شروع ہوجاتی ہے لیکن بانسری سے جو عارف رومی نے مضامین پیدا کئے ہیں وہ کسی اور ساز سے پیدا نہ ہوسکے ہندومت میں بھی بانسری سے روحانیت کے تعلق کو اہم حیثیت حاصل ہے جب ہی مختلف تصاویر میں کرشن چندر اکثر بانسری بجاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ رومی کہتے ہیں بشنو یعنی سنو بانسری اپنی اصل سے الگ ہوگئی یعنی (درخت سے لکڑی کاٹ کر علیحدہ کردی گئی) چنانچہ بانسری کی لے میں موجود سوز وگداز دراصل اپنے اصل سے دوری کا سوز اور حسرت ہے جو ناقابل بیان ہے وہ اس کی وضاحت میں مزید یہ کہتے ہیں تمام انسانی

ارواح خداوند جلال کی ہستی مطلق سے سرزد ہوئی ہیں لہٰذا ہر انسانی روح اپنی اصل کی طرف عود یعنی وصال چاہتی ہے۔

۲۱۔حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے سب سے چھوٹے فرزند تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے نبوت، رسالت اور بادشاہت سے سرفراز فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کا اصل عبرانی نام سولومون تھا جو کے سلیم کے ہم معنی ہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت یعقوب کے واسطے سے حضرت ابراہیم سے جاملتا ہے جس کی جانب قرآن کریم نے بھی اشارہ کیا ہے!

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۔ ۱۸۲۔

ترجمہ۔ ہم نے اس کو بخشے اسحاق اور یعقوب اور اس سے پہلے ہم نے ہر ایک کو ہدایت دی اور ابراہیم کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو بھی ہدایت دی۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۔ ۱۸۳۔

ترجمہ۔ ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا، وہ بہترین بندہ ہے، بے شک وہ اپنے رب کی طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔

آپ ۹۶۵ ق م سے ۹۲۶ ق م تک تقریباً چالیس برسوں تک حضرت داؤد کے جانشینی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

مورخین کے مطابق آپ کی سلطنت کی حدود مصر سے فرات، فلسطین، شرق اردن اور شام تک قائم تھی آپ کے دور حکومت کو دور درخشاں بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کے عہد شہنشاہیت میں آپ کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے عروج و استحکام اور رجاہ جلال عطا فرمایا جس کی مثال تاریخ انسانی میں ملنا محال ہے۔

حضرت داؤد کے اور بھی کئی بیٹے تھے جن میں سے ایک ابوسلوم بھی تھے جنھوں نے حضرت داؤد کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے ایک خونریز جنگ بھی لڑی جس میں لاشوں کے ڈھیر لگا دیے لیکن اس جنگ میں ابوسلوم مارا گیٔ آپ کے عمر کے آخری حصے میں آپ کے ایک دوسرے بیٹے ادونیرٗ نے بھی آپ کا تخت شاہی حاصل کرنے کے لئے آپ کے خلاف فوج کشی کردی لیکن یہ بغاوت بھی فروہوئی تاہم ان دونوں بغاوتوں کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانے کا اعلان کردیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانے کے پیچھے کئی اسباب تھے جن میں سرفہرست حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیغمبرانہ بصیرت، معاملہ فہمی، عقل مندی، ذہانت، فطانت، درست فیصلہ کی قوت، مستقل مزاجی اور علم ودانش کی بے بہا صلاحیت اور ادراک تھا جس کے سبب آپ کو حضرت داؤد کے جانشین کی حیثیت سے نامزد کیا گیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ ۔ ۱۸۴۔ ترجمہ۔ داؤد کا وارث سلیمان ہوا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار معجزات اور اشیاء کائنات پر حیران کن اور محیر العقل دسترس اور علم وفہم عطا فرمایا تھا جس کے بارے میں ارشادات خداوندی ہیں!

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ۱۸۵۔

ترجمہ۔ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا اور انھوں نے شکر ادا کیا ہے اس خدا کا جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی۔

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۔ ۔ ۱۸۶۔

ترجمہ۔ (سلیمان بولا) لوگو ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر طرح کی

چیزیں دی گئیں، ہیں بے شک یہ اللہ کا نمایاں فضل ہے۔

وَ حُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۔۱۸۷

ترجمہ۔(سلیمان) کے لئے جن اور انسان اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے تھے اور وہ پورے (نظم وضبط) میں رکھے جاتے تھے۔

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۔۱۸۸

ترجمہ۔داود اور سلیمان کو یاد کرو جب وہ کھیتی کے بارے میں فیصلہ دے رہے تھے جس کو اس کی قوم کی بکریاں روندگئی تھیں، اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا ۖ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ۚ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۔۱۸۹

ترجمہ۔ہم نے یہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا، اور ہم نے داود کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور پرندوں کو جو تسبیح میں مشغول رہتے تھے اور ہم کرنے والے تھے۔

قوت فیصلہ:

اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کئی اوصاف وکمالات سے مزین فرمایا، اللہ نے انھیں قوت فیصلہ، فہم وفراست، علم وحکمت، ہدایت، نبوت، سلطنت اور بادشاہت وراثت میں عطا فرمائی، چنانچہ اسی فہم وفراست کو بروئے کار لاتے ہوئے انھوں نے اپنی سلطنت کی حدود میں نظام عدل وانصاف قائم کیا، اللہ کی زمین پر اللہ کے قوانین کا نفاذ ہی دراصل پیغمبروں کی اصل ذمہ داری اور فریضہ ہوتا ہے۔اللہ تعالی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو مصر سے فرات تک سلطنت اور اقتدار عطا فرمایا۔

نظام عدل وانصاف بھی نہایت Caculated Metters ہیں، جس میں بلا کی ذہانت اور فطانت کی ضرورت ہوتی ہے، جبکہ یہ ہر کسی کے بس کی بات بھی نہیں، سوائے اس کے جس اللہ نے عطا فرمائی ہو۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ۔ ۱۹۰

ترجمہ۔اسی نعمت سے ہم نے داؤد وسلیمان کو سرفراز کیا۔ یاد کرو وہ موقع جبکہ وہ دونوں ایک کھیت کے مقدمے میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں پھیل گئی تھیں اور ہم ان کی عدالت خود دیکھ رہے تھے۔

عدل اوانصاف کا نفاذ:

روایت میں ہے کے دو لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے، جن میں سے ایک کھیت فصل اور انگور کے باغ کا مالک تھا جبکہ دوسرا بکریوں کا مالک تھا کھیت کے مالک نے بکری کے مالک کی شکایت کرتے ہوئے کہا! اس شخص کی بکریاں رات کے وقت میرے کھیت میں گھسیں اور انھوں نے میری پوری فصل کھا کر خراب کر دی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے تمام صورت حال کو سن کر فیصلہ دیا کے وہ باغ کے بدلے اس شخص کی بکریاں لے لے۔

بکریوں کا مالک حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کے سامنے اپنا قصہ دہرایا اور انہیں بتایا کے حضرت داؤد علیہ السلام نے تو یہ فیصلہ دیا ہے۔ جسے سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد کے پاس گئے، اور کہا!

اے اللہ کے نبی فیصلہ وہ نہیں ہے جو آپ نے کیا ہے، بلکہ آپ یہ بکریاں کھیت اور باغ

کے مالک کے حوالے کر دیں تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے اور کھیت بکریوں کے مالک کو دے دیں تاکہ وہ کھیت میں کام کرے اور اسی حالت میں لے آئے جس طرح یہ پہلے تھا، اس کے بعد ہر شخص وہ چیز دوسرے کو دے دے جو اسکے پاس ہے، کھیت والا کھیت لے لے اور بکریوں والا بکریاں لے لے، یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا! آپ نے درست فیصلہ کیا ہے، پھر انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے کو نافذ کیا۔

غور طلب نکتہ یہ ہے کے، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بطور قاضی اجتہادی فیصلہ کیا تھا، اللہ بھی ان کے فیصلے کو دیکھ رہا تھا۔ اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے کو پسند فرمایا کیونکہ وہ فیصلہ زیادہ مناسب اور مضبوط الہام پر مبنی تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے محض نقصان کا تاوان ادا کرنے کا حکم دیا تھا جو فقط انصاف تھا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے عدل کے ساتھ تعمیر و ترقی کا خیال رکھتے ہوئے فیصلہ صادر کیا تاکہ فریقین کے نقصان کے ازالے کے ساتھ ساتھ مثبت تعمیری کام کئے جائیں، اصل میں یہ فیصلہ محض اللہ کی توفیق اور الہام کے نتیجے میں دیا گیا تھا۔ ۱۹۱۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلے میں کوئی غلطی نہ تھی لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ زیادہ اچھا تھا کیونکہ وہ الہام پر مبنی تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوا پر اختیار:

اللہ تعالی نے، حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک منفرد اور خصوصی اعزاز اور امتیاز عطا فرماتے ہوئے ہواؤں کو ان کے تابع کر دیا چنانچہ تسخیر ریح کا معجزہ آپ کے پاس تھا، تاہم ہوا کی کل اقسام آپ کے حکم کی تابع اور فرمانبردار تھیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلِسُلَيۡمٰنَ الرِّيۡحَ عَاصِفَةً تَجۡرِيۡ بِاَمۡرِهٖۤ اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِيۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيۡءٍ عٰلِمِيۡنَ ۔ ۱۹۲۔

ترجمہ۔سلیمان کے لیے ہم نے تیز ہوا کو مسخر کر دیا تھا جو اس کی حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکتیں رکھیں ہیں، ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے۔

فَسَخَّرۡنَا لَهُ الرِّيۡحَ تَجۡرِيۡ بِاَمۡرِهٖ رُخَآءً حَيۡثُ اَصَابَ ۔ ۱۹۳۔

ترجمہ۔ہم نے (سلیمان) کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا، جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی جدھر وہ چاہتا تھا۔

وَلِسُلَيۡمٰنَ الرِّيۡحَ غُدُوُّهَا شَهۡرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهۡرٌ ۚ وَاَسَلۡنَا لَهٗ عَيۡنَ الۡقِطۡرِ ؕ وَمِنَ الۡجِنِّ مَنۡ يَّعۡمَلُ بَيۡنَ يَدَيۡهِ بِاِذۡنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنۡ يَّزِغۡ مِنۡهُمۡ عَنۡ اَمۡرِنَا نُذِقۡهُ مِنۡ عَذَابِ السَّعِيۡرِ ۔ ۱۹۴۔

ترجمہ۔سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا، صبح کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک اور شام کے وقت اس کا چلنا ایک مہینے کی راہ تک۔ ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور ایسے جن اس کے تابع کر دیئے جن ان کے تابع کر دیئے جو اپنے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرتا اس کو ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے۔

تسخیر ہوا ایک پوری سائنس ہے، جس میں ہواؤں کی اقسام، ان کی رفتار، شدت، وجوہات اور خطے پر اس کے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے، چنانچہ باد باراں، طوفان، سائیکلون، ہریکین اور ٹائیفون وغیرہ کی شدت اور وجوہات کا جائزہ ماہرین کرتے ہیں، اللہ تعالی نے اس پورے منظم ہوائی نظام کا علم اور ٹیکنالوجی حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی۔

قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تسخیر ہوا کے معجزے سے متعلق تین باتیں

فرمائی ہیں۔

۱۔اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کے پورے نظام کو مسخر فرمایا۔

۲۔ہوا ان کے تابع اور فرمانبردار تھی ،یعنی ،تند و تیز آندھی اور طوفان بھی آپ کے حکم سے رک جایا کرتا۔

۳۔حضرت سلیمان علیہ السلام جب سبک رفتار ہواؤں کو حکم دیتے تو ان ہواؤں کی رفتار تیز ترین ہو جاتی یہاں تک کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے صبح وشام ان ہواؤں کی رفتار اس قدر تیز ہو جاتی کے آپ ان ہواؤں کے دوش پر صبح اور شام اس قدر تیز رفتاری سے سفر کرلیا کرتے جتنے سفر کے لئے دو ماہ درکار ہوتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنات اور شیاطین پر مکمل اختیار:

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے جنات اور شیاطین پر بھی قدرت عطا فرمائی ،اور ان ناری مخلوقات کو بھی آپ کے حکم کا تابع بنایا۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۔۱۹۵؁

ترجمہ۔شیاطین بھی (سلیمان) کے تابع کر دیا،وہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ زن اور اس کے سوا دوسرے کام بھی کرتے اور ہم ہی ان کے محافظ تھے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۔۱۹۶؁

ترجمہ۔جنات ان کے لیے ان کی فرمائش کے مطابق بڑی بڑی عمارتیں اور مجسمے اور حوضوں کے برابر بڑے بڑے لگن اور ایسی دیگیں بناتے تھے جو ایک ہی جگہ جمی رہیں اے داؤد کے خاندان والو تم شکر کا کام کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہوتے ہیں۔

وَ حُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۔١٩٧۔

ترجمہ۔سلیمان کے لیے ان کے لشکر جمع کیے گئے جو جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے تھے، پھر انہیں روکا جاتا تھا۔

مسجد اقصیٰ کی تعمیر:

حضرت داؤد علیہ السلام کی وصیت اور خواہش کے مطابق ،حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی از سر نو تعمیر کا ارادہ فرمایا اور مسجد کے چاروں اطراف ایک عظیم الشان شہر بھی آباد کیا، چنانچہ دنیا بھر سے بیش قیمت پتھر ،آرائشی ساز و سامان اور عمدہ تعمیراتی سامان جنات سے منگوایا گیا، اور اس طرح سے بیت المقدس کا تعمیراتی کام شروع ہوا چنانچہ کشادہ صحن ،طویل راہداریاں ، چبوترے ،قلعے ،لگن ،حوض ، برآمدے اور بارہ دریاں تعمیر کی گئیں جن میں خوبصورتی ، پائیداری اور خوشبو کے لئے صنوبر ،صندل اور چندن کی لکڑی استعمال کی گئی ، یہی نہیں بلکہ جنات کو حکم دیا گیا کے وہ عمدہ سنگ مر مر پہاڑوں سے کاٹ کر لائیں تا کہ سنگ مر مر کا خوبصورت صحن تعمیر کیا جا سکے، جنات سمندر کی تہہ میں غوطہ زن ہو کر قیمتی موتی ،یاقوت، زبرجد اور فیروزہ بھی لاتے جو عمارت میں جڑے جاتے ۔

تمام جنات کی یہ ذمہ داری تھی کے وہ سات سو چوراسی گز طویل اور چار سو پچپن گز عریض مسجد میں چھ سو چوراسی مرصع ستون بنائیں جن میں چار ہزار قندیلیں روشن کی جاتیں سات سو فراش صرف فرش کی صفائی کے کام پر مقرر کئے گئے تھے ۔

بیس ہاتھ لمبا اور بیس ہاتھ اونچے چبوترے کو تعمیر کر کے اس پر عہد کا صندوق رکھا گیا ،بڑے بڑے حوض کے برابر لگن اور دیگیں تعمیر کی گئیں ، تاہم ایک دلکش اور سائنس و ٹیکنالوجی کے اصولوں پر ایک منظم عمارت تعمیر کی گئی ، جو اپنی مثال آپ تھی ۔١٩٨۔

تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہو چکی کے حضرت سلیمان علیہ اسلام نے اپنے دورحکومت میں بہت وسیع پیمانے پر بڑی تجارت کو فروغ دیا تھا یہی نہیں بلکہ آپ وہ پہلے انسان تھے کے جنھوں نے سمندر میں بحری بیڑے اوران کے راستے مقرر کئے آپ نے اپنے عہد میں سمندری راستوں کو محفوظ بنانے اور تجارتی ساز وسامان کی نقل وحمل کے لئے بہترین اورعمدہ بحری بیڑے بنوائے جنھیں قابل اور ماہرانجینئرز چلاتے جبکہ آپ کا ایک بحری بیڑہ جس کا نام 'ترسیسی بیڑا' تھا وہ بحر روم سے مغربی ممالک کی طرف جاتا تھا اور اس کا ایک سفر تین سال میں مکمل ہوتا جبکہ دوسرے بڑے بیڑے 'عصیون جابرٔ سے بحر احمر میں اور یمن سے دیگر جنوبی اور مشرقی علاقوں تک جاتے جو مختلف نوعیت کے تجارتی ساز وسامان سے لیس ہوتا اور جس میں سونا، چاندی، تانبا، ہاتھی دانت، مویشی، اور دیگر اشیاء تصرف وافر مقدار میں موجود ہوتیں تاہم 'عصیون جابرٔ میں آپ کے زمانے کی ایک عظیم الشان بھٹی بھی ملی ہے جس کی نظیر مغربی ایشیاء اور مشرق وسطی میں بھی نہیں۔

اللہ تعالی نے آپ کے لئے تانبے کے چشمے جاری کردئے چنانچہ تانبے کو پگھلانے کے لئے بے شمار مزدور اور بھٹیاں موجود تھیں جن میں لاکھوں افراد کام کیا کرتے چنانچہ آپ کے ملک کا سب سے بڑا ایکسپورٹ آیٹم تانبا اور لوہا تھا جس کو دیگر ممالک میں بھیج کر زرمبادلہ کمایا جاتا جبکہ ماہرین یہ کہتے ہیں کے 'ادومٔ کے علاقے عربہ کی کانوں سے خام لوہا اور تانبا بھی نکالا جاتا جسے بھٹیوں میں پگھلا کر جہاز سازی اور دیگر مصنوعات کی تیاری میں استعمال کیا جاتا جبکہ اللہ تعالی نے آپ کے لئے ہوا کو بھی مسخر کردیا تھا اور آپ ہوا کی رفتار کو کم یا زیادہ کرنے کے علم سے واقف تھے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کے بحری سفر کا تمام تر انحصار باد موافق پر ہی قائم ہوتا ہے۔ ۱۹۹ ہیکل سلیمانی بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں تعمیر کیا گیا جس میں تابوت سکینہ اور کئی مقدس تبرکات رکھے گئے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل دوحصوں میں بٹ گئے نا صرف ان میں تفرقہ ہوا بلکہ وہ کئی خباعیثات کا بھی شکار ہو گئے جس میں عیاشی، شراب نوشی، حرام کاری اور دیگر فواحشات شامل تھے اس کے ساتھ ہی انھوں نے خدا کے کئی شریک بھی ٹہرا لئے حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے فرزند رجعام بن سلیمان تخت نشین ہوئے لیکن رجعام ایک عیش پرست اور نالائق فرزند تھے انھیں ابھی تخت بادشاہت پر بیٹھے پانچ برس بھی نہ ہوئے تھے لیکن وہ اتنی عظیم

سلطنت کا بوجھ نہ اٹھاسکے اور رفتہ رفتہ ان کی غلط حکومتی پالیسیوں کے سبب ملک کمزور ہوتا چلا گیا اور اردگرد کی دیگر قوتیں اس عظیم سلطنت کے خلاف سر اٹھانے لگیں چنانچہ شاہ مصری شاق نے یروشلم پر پیش قدمی کی اور بغیر کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہوگیا اس نے ہیکل میں لوٹ مار مچائی اور خزانے اور کئی قیمتی اشیاء کو لوٹ کر اپنے ساتھ لے گیا۔

حسابی پہلو:

عمارت کی تعمیر ایک مکمل سائنس اور ٹیکنالوجی ہے،موجودہ دور میں یہ مضمون Civil Engineering کے نام سے جانا جاتا ہے،اس علم میں جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے استعمال کے ساتھ ساتھ جیومیٹری، الجبرا، حساب کتاب اور طول وعرض کا مکمل نصاب شامل ہے،کل اشیاء کائنات میں حسابی پہلو موجود ہے یعنی حساب کی زد سے کوئی شے بھی باہر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو بذریعہ وحی سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم عنایت فرماتے ہیں بعد ازاں دیگر افراد بھی اس سائنس اور ٹیکنالوجی سے استفادہ کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چالیس برس تک حکمرانی کی اور ۶۲ برس کی عمر میں ان کا وصال ہوا قرآن کریم میں آپ کی وفات کے حوالے سے بتایا گیا کے جب آپ ہیکل کی تعمیر کروا رہے تھے تو آپ ایک شیشے کے کمرے میں عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر تعمیراتی کام کی نگرانی کر رہے تھے کے اسی اثناء میں آپ کا وصال ہو گیا لیکن جنات اور شیاطین جو تعمیراتی کام میں مصروف تھے انھیں اس بات کا احساس ہی نہ ہو سکا اور وہ یہی سمجھتے رہے کے آپ اپنی نگرانی میں ہیکل کی تعمیر کروا رہے ہیں چنانچہ وہ نہایت مشقت سے دن رات ہیکل کی تعمیراتی کاموں میں مصروف رہے پھر آپ کے عصا کو دیمک نے کئی ماہ میں چاٹ لیا جب پورا عصا دیمک کھا چکی تو آپ کا جسم خاکی زمین پر آ گرا جس کے باعث وہاں موجود جنات اور شیاطین کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔

جنات اور شیاطین کی اسی کیفیت کو قرآن کریم نے اس طرح سے بیان کیا ہے!

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۔ ۲۰۰۔

ترجمہ۔ جب ہم نے اس پر موت کو مقرر کیا تو جنوں کو اس کی موت کی خبر کسی نہ دی مگر دیمک (گھن) کے کیڑے نے جو اس کے عصا کو کھاتا رہا پس جب وہ گر پڑا تو جنوں نے جانا کے اگر وہ غیب جانتے تو کبھی یہ ذلت کے عذاب میں نہ رہتے۔

بے شک (سلیمان) کے لئے ہمارے پاس مرتبہ اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

۲۲۔ حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام اللہ تعالی کے برگزیدہ، پیغمبر، نبی اور رسول تھے، آپ کا تعلق حضرت ہارون کی نسل سے ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ ۲۰۱۔ ترجمہ۔ بے شک الیاس مُرسلین میں سے تھا۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ ۲۰۲۔

ترجمہ۔ (ہارون کی اولاد سے) زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس کو راہ دکھائی۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۔ ۲۰۳۔

ترجمہ۔ اور الیاس کا ذکر خیر ہم نے بعد کی نسلوں میں باقی رکھا۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۔ ۲۰۴۔ ترجمہ۔ سلام ہے (آل یاسین) الیاس پر۔

حضرت الیاس علیہ السلام قوم بنی اسرائیل پر نبی اور رسول بنا کر بھیجے گئے۔

محققین ان کا زمانہ 875 اور 850 قبل مسیح کے درمیان کا متعین کرتے ہیں، وہ جلعاد کے رہنے والے تھے۔ (قدیم زمانہ میں جلعاد اس علاقے کو کہتے تھے جو آج کل موجودہ ریاست اردن کے شمالی اضلاع پر مشتمل ہے اور دریائے یرموک کے جنوب میں واقع

ہے۔) بائیبل میں ان کا ذکر ایلیاہ تشبی (elijah theTishbite) کے نا ک سے کیا گیا ہے۔

ان کے مختصر حالات حسب ذیل ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے بیٹے رجُبعام (Rehoboam) کی نااہلی کے باعث بنی اسرائیل کی سلطنت کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے، ایک حصہ جو بیت المقدس اور جنوبی فلسطین پر مشتمل تھا، آل داؤد کے قبضے میں رہا، اور دوسرا حصہ جو شمالی فلسطین پر مشتمل تھا اس میں ایک مستقل ریاست اسرائیل کے نام سے قائم ہوگئی اور بعد میں سامریہ اس کا صدر مقام قرار پایا۔ اگرچہ حالات دونوں ہی ریاستوں کے دگرگوں تھے لیکن اسرائیل کی ریاست شروع ہی سے سخت بگاڑ کی راہ پر چل پڑی تھی جس کی بدولت اس میں شرک و بت پرستی، ظلم وستم اور فسق و فجور کا زور بڑھتا چلا گیا، یہاں تک کے جب اسرائیل کے بادشاہ اخی اب (Ahab) نے صیدا (موجودہ لبنان) کے بادشاہ کی لڑکی ایزبل (Iazebel) سے شادی کر لی تو یہ فساد اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ اس مشرک شہزادی کے اثر میں آ کر اخی اب خود بھی مشرک ہو گیا، اس نے سامریہ میں بعل کا مندر اور مذبح تعمیر کیا، خدائے واحد کی پرستش کے بجائے بعل کی پرستش رائج کرنے کی بھرپور کوشش کی اور اسرائیل کے شہروں میں علانیہ بعل کے نام پر قربانیاں کی جانے لگیں۔

یہی زمانہ تھا جب حضرت الیاس علیہ السلام یکا یک منظر عام پر نمودار ہوئے اور انہوں نے جلعاد سے آ کر اخی اب کو یہ پیغام دیا کے اب تیرے گناہوں کی پاداش میں اسرائیل کے ملک پر بارش کا ایک قطرہ بھی نا برسے گا، حتیٰ کے اوس تک نہ پڑے گی۔ خدا کے نبی کا یہ قول حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور ساڑھے تین سال تک بارش بالکل بند رہی۔ آخر کار اخی اب کے ہوش کچھ ٹھکانے آئے اور اس نے حضرت الیاس کو تلاش کرا

کے بلوایا۔انہوں نے بارش کے لیے دعا کرنے سے پہلے یہ ضروری سمجھا کہ اسرائیل کے باشندوں کو اللہ رب العالمین اور بعل کا فرق اچھی طرح بتا دیں۔اس غرض کے لیے انہوں نے حکم دیا کہ ایک مجمع عام میں بعل کے پوجاری بھی آ کر اپنے معبود کے نام پر قربانی کریں اور میں بھی اللہ رب العالمین کے نام پر قربانی کروں گا۔دونوں میں سے جس کی قربانی بھی انسان کے ہاتھوں سے آگ لگائے بغیر غیبی آگ سے بھسم ہو جائے اس کے معبود کی سچائی ثابت ہو جائے گی۔اخی اب نے یہ بات قبول کر لی، چنانچہ کوہ کرمل (Carmel) پر بعل کے ساڑھے آٹھ سو پجاری جمع ہوئے اور اسرائیلیوں کے مجمع عام میں ان کا اور حضرت الیاس علیہ السلام کا مقابلہ ہوا۔اس مقابلے میں بعل پرستوں نے شکست کھائی اور حضرت الیاس نے سب کے سامنے یہ ثابت کر دیا کہ بعل ایک جھوٹا خدا ہے، اصل خدا وہی ایک اکیلا خدا ہے جس کے نبی کی حیثیت سے وہ مامور ہو کر آئے ہیں۔اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام نے اسی مجمع عام میں بعل کے پجاریوں کو قتل کرا دیا اور پھر بارش کے لیے دعا کی جو فوراً قبول ہوئی یہاں تک کہ پورا ملک اسرائیل سیراب ہو گیا لیکن معجزات کو دیکھ کر بھی زن مرید اخی اب اپنی بت پرست بیوی کے شکنجے سے نہ نکلا۔اس کی بیوی ایزبل حضرت الیاس علیہ السلام کی دشمن ہو گئی اور اس نے قسم کھالی کے جس طرح بعل کے پجاری قتل کیے گئے ہیں اسی طرح الیاس علیہ السلام بھی قتل کیے جائیں گے، ان حالات میں حضرت الیاس کو ملک چھوڑنا پڑا اور چند سال تک وہ کوہ سینا کے دامن میں پناہ گزیں رہے، اس موقع پر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو فریاد کی تھی۔

اسے بائبل ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا اور تیرے مذبحوں کو ڈھا دیا اور تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا اور ایک میں ہی اکیلا بچا ہوں سو وہ میری جان لینے کے درپے ہیں“۔

۲۰۵۔
اسی زمانے میں بیت المقدس کی یہودی ریاست کے فرمانروا یہورام
(Jehoram) نے اسرائیل کے بادشاہ اخی اب کی بیٹی سے شادی کرلی اور اس
مشرک شہزادی کے اثر سے وہی تمام خرابیاں جو اسرائیل میں پھیلی ہوئی تھیں، یہودیہ
کی ریاست میں بھی پھیلنے لگیں۔ حضرت الیاس نے یہاں بھی فریضۂ نبوت ادا کیا اور
یہورام کو ایک خط لکھا جس کے یہ الفاظ بائبل میں
اس طرح سے بیان کیئے گئے ہیں۔

خداوند تیرے باپ داؤد کا خدا یوں فرماتا ہے، اس لیے کے تو نہ اپنے باپ یہوسفط کی راہوں پر اور نہ یہوواہ کے بادشاہ آسا کی راہوں پر چلا بلکہ اسرائیل کے بادشاہوں کی راہ پر چلا ہے اور یہوواہ اور یروشلم کے باشندوں کو زناکار بنایا جیسا اخی اب کے خاندان نے کیا تھا اور اپنے باپ کے گھرانے میں سے اپنے بھائیوں کو جو تجھ سے اچھے تھے قتل بھی کیا، سو دیکھ خداوند تیرے لوگوں کو اور تیری بیویوں کو اور تیرے سارے مال کو بڑی آفتوں سے مارے گا اور تو انتڑیوں کے مرض سے سخت بیمار ہو جائے گا یہاں تک کہ تیری انتڑیاں اس مرض کے سبب سے روز بروز نکلتی چلی جائیں گی۔ ۲۰۶۔

اس خط میں حضرت الیاس علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ پورا ہوا، پہلے یہورام کی ریاست بیرونی حملہ آوروں کی تاخت سے تباہ ہوئی اور اس کی بیویوں تک کو دشمن پکڑ لے گئے، پھر وہ خود انتڑیوں کے مرض سے ہلاک ہوا۔

چند سال کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام دوبارہ اسرائیل تشریف لے گئے اور انہوں نے اخی اب کو، اور اس کے بعد اس کے بیٹے اخزیاہ کو راہ راست پر لانے کی مسلسل کوشش کی، مگر جو بدی سامریہ کے شاہی خاندان میں گھر کر چکی تھی وہ کسی طرح نہ نکلی، آخرکار حضرت کی بددعا سے اخی اب کا گھرانا ختم ہوگیا۔

تورات میں لکھا ہے، جب حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کیا جارہا تھا تو اسی دوران

اللہ تعالی نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا قرآن کریم اس حوالے سے کہتا ہے!

وَ تَرَکْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۔۔ ۲۰۷۔ ترجمہ۔ اور الیاس کا ذکر خیر ہم نے بعد کی نسلوں میں باقی رکھا۔

وَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَ مَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۔ ۲۰۸ ۔ ترجمہ۔ جب انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو دیکھ لو میری سزا کیسی سخت تھی۔

مفسرین اور مورخین کے مطابق اسرائیلی حکومت اندازاً ۲۲۰ برسوں تک فلسطین میں حکمرانی کرتی رہی ۲۲۰ برسوں میں تقریباً ۳۰ بادشاہوں نے عوام پر حکومت کی۔

روایت میں آتا ہے کے حضرت الیاس علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت الیسع علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہوئے اور انھیں بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالی نے مقرر فرمایا۔

حسابی پہلو:

پیغمبر کی دعا اور بد دعا دونوں ہی تیر بدف ہوتی ہیں، پیغمبر، انبیاء اور رسول اللہ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں، یہ قدسی نفوس حضرات اپنی تمام عمر نیک اعمال میں سرف کرتے ہیں اور دین اسلام کی مسلسل ترویج واشاعت کی شدید مشقت اٹھاتے ہیں، یہ خالص اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور نہایت خلوص سے خلق خدا کی خدمت کرتے ہیں، اللہ تعالی ان کی دعاؤں کو مقبول کرتے ہیں۔

دعاؤں اور بد دعاؤں کا بھی ایک مکمل و منظم نظام اور طریقہ ہے، اس منظم نظام کے اندر ہر لفظ ایک معین معانی اور اور روشنی کی مقدار کا حامل ہوتا ہے، تاہم دعا کی فریکوئنسی، اس کا مقررہ وقت اور مانگنے والے کی طلب کا جب باہمی ارتباط یعنی تناسب اور ربط قائم ہو جاتا ہے تو دعائیں یا بد دعائیں مقبول ہو جاتی ہیں۔

۲۳۔حضرت الیسع علیہ السلام

حضرت الیسع علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی ہیں، بائبل کی روایت کے مطابق! حضرت الیاس علیہ السلام جب ہجرت کر کے کوہ سینا چلے گئے تو انھیں کچھ امور کی انجام دہی کے لئے بارگاہ الہیٰ سے واپس فلسطین اور شام کی جانب جانے کا حکم ہوا، ان امور میں سے ایک اہم کام حضرت الیسع علیہ السلام سے ملاقات اور ان کی جانشینی بھی تھی چنانچہ جب آپ اذن الہی سے واپس ہوئے تو ایک بستی 'ابیل محولہ' کے ایک کھیت میں آپ کی ملاقات حضرت الیسع علیہ السلام سے ہوئی جو بارہ جوڑی بیلوں سے کھیت جوت رہے تھے آپ نے ان سے ملاقات کی اور اپنی چادر ان کے کندھوں پر ڈالی اور انھیں اپنے ساتھ لے گئے جہاں حضرت الیسع علیہ السلام دس برسوں تک حضرت الیاس علیہ السلام کے زیر تربیت رہے پھر دس برسوں کے بعد آپ حکم الہیٰ سے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے کاموں میں لگ گئے۔۲۰۹۔

قرآن کی آیات میں حضرت الیسع علیہ السلام کا ذکر اللہ تعالی اس طرح سے کرتے ہیں!

وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَالۡيَسَعَ وَيُوۡنُسَ وَلُوۡطًا ‌ؕ وَكُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ۔۲۱۰۔

ترجمہ۔اسماعیلؑ، الیسعؑ، اور یونسؑ اور لوطؑ کو (راستہ دکھایا) ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت عطا کی۔

وَاذۡكُرۡ اِسۡمٰعِيۡلَ وَالۡيَسَعَ وَذَا الۡكِفۡلِ‌ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡيَارِ۔۲۱۱۔

ترجمہ۔اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کا ذکر کرو، یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کے یہ تمام پیغمبر آپس میں رشتے دار اور ایک ہی نسل سے متعلق تھے تاہم ان آیات میں تفکر سے یہ بھی معلوم ہوا کے حضرت الیسع علیہ السلام کا تعلق بھی حضرت الیاس، عیسیٰ، یحییٰ، زکریا سے ہوتا ہوا ہارون، موسیٰ، یوسف، ایوب، سلیمان اور داؤد سے ہوتا ہوا یعقوب، اسحاق اور حضرت ابراہیم سے جاملتا ہے، پچھلی سطور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شجرہ نسب بھی بیان کیا گیا تھا جو حضرت نوح علیہ السلام سے ملتا ہے۔ ایک جگہ قرآن خود اس کی توثیق میں کہتا ہے!

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ذُرِّیَّۃًۢ بَعۡضُہَا مِنۡۢ بَعۡضٍ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۔ ۲۱۲۔

ترجمہ۔اللہ نے آدم اور نوح اور آلِ ابراھیم اور آلِ عمران کو تمام دُنیا والوں پر ترجیح دے کر (اپنی رسالت کے لیے) منتخب کیا تھا، یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے، جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے۔اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

حضرت الیاس کے زیر تربیت حضرت الیسع نے تمام علوم وفنون حاصل کئے اور جب حضرت الیاس کی وصال ہوا تو آپ منصب نبوت پر فائز ہوئے، دوسری جانب قوم بنی اسرائیل شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہو چکی تھی، حضرت الیسع نے اپنے دور کے مشرک بادشاہ ُ یاھو بن یہوسفط بن نسی ' کی ہر ممکن اصلاح کی کوششیں کیں لیکن وہ نا مانا جبکہ آپ اپنی قوم بنی اسرائیل کی بھی ہدایت کرتے رہے لیکن یہ قوم بھی اپنی روش سے باز نہ آئی آپ کی قوم آپ سے معجزات طلب کرتی مثلاً ایک بے اولاد خاتون کو جب آپ نے اولاد کی دعا دی تو اللہ کے فضل سے وہ صاحب اولاد ہوئی، اسی طرح سے ایک عورت کا جوان بیٹا مر گیا اور وہ روتی پیٹتی آپ کے پاس حاضر ہوئی آپ نے اپنے عصا کو اس کے جسم پر پھیرا تو وہ زندہ ہو گیا، قحط میں جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو قحط اور خشک سالی کا خاتمہ ہوا، کم کھانے میں اتنی برکت ہوگئی کے ہزاروں افراد نے اللہ کے فضل سے وہ کھانا تناول کیا اور پھر بھی وہ کم نہ ہوا اسی طرح سے کھارے پانی کا چشمہ آپ کے حکم سے شیریں پانی میں بدل گیا، ایک عورت قرض میں جکڑی ہوئی تھی لیکن آن واحد میں اس کو اتنی آمدنی ہوئی کے اس کا سارا قرض چکتا ہوا اور جب دشمن آپ سے برسر پیکار ہوئے تو آسمان سے فرشتوں کی فوج نے آپ کی اللہ کے حکم سے مدد کی الغرض آپ اپنی قوم کے اسرار پر معجزات پیش کرتے رہے لیکن قوم تمام معجزات کے مشاہدے کے باوجود بھی راہ راست پر نہ آئی اپنی قوم سے بددل ہو کر آپ نے اللہ تعالی کے حضور یہ دعا کی اے اللہ مجھے آپ اپنی دائمی حضوری میں لے لیجئے آپ کی دعا مقبول ہوئی اور آپ عالم بقا کی جانب تشریف لے گئے آپ کی تدفین آپ کے آبائی گاؤں ' ایبل محولہ' میں ہوئی، آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت ذوالکفل نے نبوت کی ذمہ

داریاں سنبھالیں اور قوم بنی اسرائیل کی ہدایت کا فریضہ انجام دیا۔
انبیاء کرام کی تکذیب اور انھیں جھٹلانے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اِنۡ تُکَذِّبُوۡا فَقَدۡ کَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ۔ ۲۱۳۔

ترجمہ۔ اگر تم جھٹلائے جاؤ تو (اس میں کوئی نئی بات نہیں) کیونکہ تم سے پہلی امتوں نے بھی اپنے (رسولوں) کو جھٹلایا تھا۔

حسابی پہلو:

اللہ تعالی نے جتنے پیغمبروں، انبیاء اور رسولوں کو معجزات عطا فرمائے، ان معجزات میں میں مکمل سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم اور فارمولے کارفرما ہوتے ہیں، پیغمبر اللہ کے حکم اور اذن سے ان حسابی فارمولوں سے واقف ہوتے ہیں اور اللہ تعالی انھیں بذریعہ وحی یہ الہامی علوم ودیعت فرماتے ہیں، حضرت الیسع علیہ السلام بھی قوم بنی اسرائیل پر نبی بنا کر بھیجے گئے اور انھوں نے نہایت خلوص اور جدو جہد سے دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں اپنا کردار ادا فرمایا۔ ان کے معجزات میں اولاد کے لئے دعا، مرے ہوئے شخص کو اللہ کے اذن سے زندہ کرنا، قحط سالی سے نجات کی دعا، کھانے میں برکت، کھارے پانی کا میٹھا ہو جانا، قرض میں جکڑے ہوئے انسان کی فوری طور پر قرض سے نجات اور میدان جنگ میں آپ کی مدد کے لئے فرشتوں کی فوج کی آمد ہے۔

مندرجہ بالا تمام معجزات میں معین مقداریں، فارمولے اور الہامی علم کے گہرے راز پوشیدہ اور مستور ہیں۔ اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں پر اللہ تعالی اپنی مقداروں کے علوم کو کھولتا ہے، تاکہ وہ اللہ کے بندوں کی مشکلات کو دور کرسکیں۔ الہامی علوم کی تحصیل کے لئے فرد کا اللہ سے گہرا تعلق ضروری ہے۔

۲۴۔حضرت ذوالکفل علیہ اسلام

حضرت ذوالکفل علیہ السلام اللہ کے نیک اور برگزیدہ پیغمبر اور نبی ہیں، ذوالکفل کے لفظی معنیٰ صاحب نصیب، کے ہیں لیکن آپ کا اصل نام 'بشیر' تھا۔قرآن کریم میں دو مقامات پر اللہ تعالی نے آپ کا ذکر فرمایا ہے۔

وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِدۡرِیۡسَ وَذَا الۡکِفۡلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ ۔ ۲۱۴۔

ترجمہ۔اسماعیل ادریس اور ذوالکفل یہ سب صبر کرنے والے تھے اور ہم نے انھیں اپنی رحمت کے سائے میں لے لیا یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے۔

وَاذۡکُرۡ اِسۡمٰعِیۡلَ وَالۡیَسَعَ وَذَا الۡکِفۡلِ وَکُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡیَارِ ۔ ۲۱۵۔

ترجمہ۔ یاد کرو اسماعیل، الیسع اور ذوالکفل کے واقعات کو یہ سب نیک بندے تھے۔

کچھ مفسرین کی یہ رائے ہے آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے جوان کے بعد منصب رسالت پر فائز ہوئے۔

جب حضرت الیسع علیہ السلام ضعیف ہو گئے تو انھوں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا میں تم سے اپنا ایک جانشین مقرر کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ ایسا شخص ہو جو دن بھر روزہ رکھے، رات بھر شب بیداری کرے اور کبھی غصہ نہ کرے یہ سن کر مجمع سے حضرت ذوالکفل علیہ السلام نکل کر سامنے آئے اور حضرت الیسع علیہ السلام کے زیر تربیت علوم کے مختلف مدارج طے کرنے لگے آپ نہایت عبادت گزار اور نرم طبیعت کے مالک تھے دوپہر میں بہت کم وقت کے لئے آپ استراحت فرماتے جبکہ آپ اپنی قوم پر نہایت شفقت فرماتے اور ان کی بیشتر کمزوریوں سے صرف نظر کرتے آپ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کی ہدایت اور رہنمائی فرمائی اور نہایت صبر وسکون سے ان کے مظالم بھی سہے۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَقَدۡ کُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَصَبَرُوۡا عَلٰی مَا کُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰۤی اَتٰىهُمۡ نَصۡرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَکَ مِنۡ نَّبَاِی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۔ ۲۱۶۔

ترجمہ۔اے نبی بے شک تم سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئےتو انھوں نے جھٹلائے جانے اور ستائے جانے پرصبر کیا یہاں تک کےان کے پاس ہماری مدد آ گئی۔

حسابی پہلو:

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کواللہ تعالی نے صابرین میں شمار کیا ہے،صبر ایک ایسی نورانی کیفیت ہے، جومعین مقداروں اورحسابی پہلوؤں سے لبریز ہے،صابراللہ کی رضا کےساتھ جڑ جاتا ہے ،جس کےسبب اس کے اندراطمینان ،سکون اورمثبت انرجی کی کیفیات کا دورسر سے لے کر پیر تلک قائم ہوجاتا ہےجبکہ منفی توانائی کااخراج بھی زمین میں جذب ہوجاتا ہے۔

صبر۔عربی زبان کالفظ ہے،جس کےمعنی کسی شخص کاکسی مطلوبہ شے کےحصول کے لئے برابر مصروف کاررہنا۔

صبر۔کےمعنی استقامت،ثابت قدمی اورمسلسل کوشش ہے۔۲۱۷

صبراللہ کانور ہے جو مادی حواس میں نورانیت داخل کرکےانسان کواللہ سےقریب کردیتا ہے،صبر کا مفہوم یہ ہے کے انسان اپنی تدابیر اورکوشش کانتیجہ اللہ پرچھوڑ دے، اپنے ارادے کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالی کوقادر مطلق جان لے اوراپنے تمام امور میں تاخیر اورناکامی پراللہ کےارادے اورفیصلے کاانتظار کرے، پھرقدرت کی جانب سے جوکچھ حاصل ہواوہ اس پرراضی ہوجائے،صبر کاپوراسسٹم فرمانبرداری کوذہن میں راسخ کرنے کاپروگرام ہے،صبر کرنے سے انسان خودکوقدرت کے ہاتھوں میں مجبوراور بےبس ہونے کاتجربہ حاصل کرتا ہے۔صبر کرنے سےانسان کے اندرنور داخل ہوجاتا ہے تاہم جب بندہ صبر کرنے کاخوگر ہوجاتا ہےتواس کی مشکلات آسان ہوجاتی ہیں ، بندے کارابطہ مستقل طور پراللہ کے ساتھ قائم ہوجاتا ہےاور ایسے ہی لوگوں کواللہ تعالی نے اولوالعزم کہا ہے۔

۲۵۔حضرت عزیرعلیہ السلام

حضرت عزیرعلیہ السلام اللہ کےنیک اوربرگزیدہ نبی اورپیغمبر تھے۔قرآن کریم میں کئی مقامات پر آپ کاذکرموجود ہے۔

بابلی بادشاہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کے بے شمار لوگوں کو قیدی بنایاانھی بے شمار قیدیوں میں کم سن حضرت عزیرعلیہ السلام بھی شامل تھے جو حالت اسیری میں حضرت دانیال علیہ السلام کے زیر تربیت رہے اہل یہود آپ کو عزرا یعنی اپنے دین کا مجدد بھی مانتے ہیں آپ کے دور کے حوالے سے یہ اتفاق ہے کے وہ ۴۵۰ ق م کا تھا آپ ایک عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں اٹھاتے رہے پھر بخت نصر نے بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے چند اہل علم و دانش حضرات کو دربارشاہی میں طلب کیا لہٰذا اس کی نظر انتخاب چار افراد پر پڑی جن میں حضرت دانیال ،غنیاہ ،میسا ایل اور حضرت عزیر شامل تھے، وہ ان حضرات کی شخصیت اور عالمانہ گفتگو سے بے حد متاثر ہوا چنانچہ اس نے انھیں دربار سے منسلک کر کے ان کے بیش بہا علم سے فائدہ اٹھانا چاہا اور ان کی بے حد عزت وتکریم بھی کی ۔بخت نصر ،حضرت عزیر کی قابلیت سے کافی مرعوب ہوا اور انھیں بابل کا گورنر بنادیا لیکن بابل میں ہر جانب شرک اور بت پرستی کا بول بالا تھا اور جگہ جگہ منادر اور اصنام پرستی کی جاتی تھی آپ نے گورنر بنتے ہیں باطل رسم و رواج اور اصنام پرستی کے خلاف ایک مہم کا آغاز کیا۔ابتدائی مرحلے میں آپ نے تمام لوگوں کو دین حق کی تعلیم دی اور انھیں بتایا کے ان جھوٹے خداؤں کی عبادت سے ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا ہم دین و دنیا دونوں ہی جگہ اللہ کی رحمت سے محروم ہوجائیں گے لیکن حسب سابق بابلی قوم نے بھی آپ کی شدت سے نافرمانی کی اور ان سب نے آپ کے خلاف ایک محاذ بنالیا جب یہ خبر بخت نصر تک پہنچی تو وہ یہ سنتے ہی آگ بگولہ ہوگیا اور اس نے حضرت عزیر علیہ السلام کو آگ میں ڈلوانے کا ارادہ کیا اس مقصد کے لئے ایک بڑی آگ روشن کی گئی جس میں آپ کو ڈلوادیا گیا لیکن اللہ کی قدرت یہ ہوئی کے آپ آگ میں سے صحیح سلامت نکل آئے یہ دیکھ کر بخت نصر چلا اٹھا عزیر کا خدا مبارک ہو جس نے اپنا فرشتہ بھیج کر عزیر کو رہائی دلوائی اور واقعی عزیر کے خدا کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں لہٰذا اس معجزہ کے بعد حضرت عزیر کو دوبارہ بابل کا گورنر بنادیا گیا اور آپ دین اسلام کی دعوت وتبلیغ میں منہمک ہو گئے،ایک روایت یہ بھی ہے کے اللہ تعالی نے آپ کو حکم دیا کے تم یروشلم کو دوبارہ جا کر آباد کرو تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا کے ایک ویران اور غیر آباد بستی بھلا کیسے آباد ہوسکتی ہے؟ آپ اسی خیال میں محو تھے آپ کے کھانے پینے کا سامان اور آپ کا گدھا بھی آپ کے ساتھ تھا چنانچہ چلتے چلتے راستے میں ایک مقام پر آپ ستانے کے لئے لیٹ گئے

اور گہری نیند سو گئے یہاں تک کے آپ سو برس تک سوتے رہے ۔اس واقعہ کو قرآن کریم اس طرح سے بیان کر رہا ہے!

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۭ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔۲۱۸۔

ترجمہ۔اس شخص کو دیکھو جس کا گزر ایک بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھیں اس نے کہا یہ آبادی جو ہلاک ہو چکی بھلا اسے اللہ تعالیٰ کس طرح سے دوبارہ زندگی بخشے گا؟ اس پر اللہ نے اس کی روح قبض کر لی اور وہ سو برس تک مردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اسے دوبارہ زندگی بخشی اور اس سے پوچھا کے بتاؤ کتنی مدت پڑے رہے؟ اس نے کہا ایک دن یا چند گھنٹے، فرمایا تم سو برس اسی حالت میں رہے، اب ذرا اپنے کھانے اور پانی کو دیکھو اس میں ذرا تغیر نہیں آیا دوسری طرف ذرا اپنے گدھے کو بھی دیکھو (اس کا پنجر تک بوسیدہ ہو گیا ہے) اور یہ ہم نے اس لئے کیا ہے، تا کہ ہم تمھیں لوگوں کے لئے نشانی بنا دیں پھر اس ہڈی کے پنجر کو دیکھو ہم کیسے اٹھا کر گوشت پوست چڑھاتے ہیں اس طرح سے جب حقیقت اس کے سامنے بالکل نمایاں ہو گئی تو اس نے کہا میں جانتا ہوں اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

سانس کا حساب:

علماء باطن اس آیت کی تفسیر میں کئی پوشیدہ حقائق کی عقدہ کشائی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں وقت کا تعلق چونکہ حرکت سے ہے لہٰذا وقت کی حرکت کو اگر کئی سو گنا کم کر دیا جائے مثلاً ایک شخص اگر ایک منٹ میں اٹھارہ مرتبہ سانس لیتا ہے جو کے یقیناً نارمل ہے لیکن اگر وہ شخص ایک منٹ میں اٹھارہ کے بجائے صرف ایک سانس لے تو پھر یقیناً وقت اٹھارہ گنا کم ہو جائے گا حضرت عزیر علیہ السلام کے اس واقعے میں یہی ہوا یعنی انھوں نے ایک سو سالوں میں صرف اتنی سانس لی جتنی سانس ایک انسان ایک پورے دن میں لیتا ہے ایک نارمل انسان ایک دن میں چوبیس ہزار نو سو بیس

مرتبہ سانس لیتا ہے اس اعتبار سے وہ ایک سو سال تک اندازاََ نو ارب مرتبہ سانس لے گا دوسری جانب ان کا کھانا اور پانی تو ان اشیاء پر وقت سست رفتاری سے گزرا لیکن ان کا گدھا ان سو سالوں میں ہڈی کا ڈھانچہ بن گیا جس پر وقت اپنی نارمل رفتار سے گزرا یعنی ایک ہی جگہ پر وقت کی رفتار الگ الگ ہونے کی وجہ سے یہ حیرت پیدا ہوئی لیکن اللہ تعالی کی ذات چونکہ قادر مطلق ہے لہٰذا اس کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ ۲۱۹۔

مورخین لکھتے ہیں فارس کے شہنشاہ اردشیر کے دور میں جب دوبارہ از سر نو بیت المقدس کی تعمیر ہونے لگی تو حضرت عزیر علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر میں خود بھی حصہ لیا تاہم اس تعمیر پر ہونے والے اخراجات شاہ فارس نے ادا کئے چنانچہ بیت المقدس کی تعمیر میں حضرت عزیر نے اپنا شاہی اثر ورسوخ کو بھی استعمال کیا اور اس سلسلے میں بنی اسرائیل کی مدد بھی کی، کہا جاتا ہے کے بنی اسرائیل بابل میں اپنی ۷۰ سالہ طویل اسیری کے دوران اپنی اصل زبان عبرانی تک بھول گئے جبکہ تہذیب وتمدن اور شریعت وروایات تو اس کے سوا ہیں لیکن حضرت عزیر علیہ السلام نے واپس یروشلم آنے کے بعد نا صرف مقدس ہیکل کی تعمیر میں معاونت کی بلکہ تلف شدہ تورات کو بھی از سر نو لکھوایا۔ اس حوالے سے بائبل کی روایت ہے، آسمان سے دو شہاب اترے اور حضرت عزیر کے سینے میں جا کر سما گئے۔ اس کے بعد آپ نے تورات لکھوانی شروع کی بنی اسرائیل کی نظر میں حضرت عزیر علیہ السلام کی قدر ومنزلت میں بے حد اضافہ ہوا کیونکہ عزیر یا عزرا نے عہد نامہ کو دوبارہ مدون کیا اور شریعت موسوی کی تجدید بھی کی اس کے ساتھ ہی حضرت عزیر نے بنی اسرائیل کے تمام اہل خیر کو جمع کر کے ایک مضبوط نظام کی بنیاد ڈالی، قوانین شریعت کو نافذ کر کے ان کے اعتقادی اور اخلاقی برائیوں کو بھی دور کیا بنی اسرائیل کے نکاح میں جتنی مشرک عورتیں تھیں ان سب کو طلاق دلوائی جبکہ قوم بنی اسرائیل سے از سر نو آئین کی پیروی اور میثاق کی پیروی کا عہد بھی لیا لیکن شمالی فلسطین اور سامریہ کے بنی اسرائیلیوں نے حضرت عزیر کی تعلیمات سے استفادہ نہ کیا بلکہ انھوں نے بیت المقدس کے مقابلے میں اپنا ایک الگ مذہبی گروہ اور مرکز کوہ جرزیم میں قائم کیا جس کو انھوں نے قبلہ اہل کتاب بنانے کا بھی ارادہ کیا جس کے نتیجے میں یہودیوں اور سامریوں میں دوریاں مزید بڑھ گئیں دوسری جانب بنی اسرائیل کی حضرت عزیر سے تعظیم اس قدر بڑھی کے

انھوں نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ اِبْنُ اللهِ ۔۲۲۰۔

ترجمہ۔یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔۔۔یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبان سے نکالتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی پرانی روش اور ان کا مزاج جو شرک ،تو ہم پرستی اور بت پرستی سے عبارت ہے اس مقام پر بھی وہ باز نہ آئے،حضرت عزیر نے نا صرف شریعت موسوی کی تجدید کی بلکہ آئین وقوانین اور بنی اسرائیل کے اعمال واقوال کی بھی اصلاح فرمائی لیکن اتنی جدو جہد کے بعد بھی نتیجہ صفر۔

ایک روایت کے مطابق ۴۴۵ ق م میں نحمیاہ بن حکلیاہ نبی نے اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کی سلطنت یہودیہ کے منتشر اور جلاوطن افراد کو باہم متحد کیا اور انھیں واپس یروشلم لائے،شاہ ایران نے نحمیاہ نبی کو یروشلم کا حاکم مقرر کیا تو آپ نے اپنی بکھری ہوئی قوم بنی اسرائیل کو یکجا کیا اور پھر یروشلم میں ایک شہر پناہ تعمیر کی اس طرح تقریباً ڈیڑھ سو سالوں کے بعد بیت المقدس ایک بار پھر آباد ہو گیا جو یہودی مذہب اور تہذیب کا مرکز بنا لیکن سکندر اعظم کے ہاتھوں ایرانیوں کے زوال اور یونانیوں کے عروج سے بنی اسرائیل کو دھچکا پہنچا اور سکندر اعظم کی وفات کے بعد جب سلطنت تین حصوں میں منقسم ہوئی تو شام کا علاقہ جس کا پایہ تخت انطاکیہ تھا اس کے فرمانروا انٹیوکس ثالث نے ۱۹۸ ق م میں فلسطین پر قبضہ کر لیا یہ لوگ سخت ظالم، جابر،مشرک اور یہودیوں سے شدید نفرت کرتے انھوں نے ان کے رسم ورواج ،تہذیب وتمدن،مذہب،رہن سہن اور لباس ومعاشرت الغرض تمام شعبہ حیات سے نا صرف اختلاف کیا بلکہ ان کی جگہ اپنی تہذیب وتمدن کو فروغ دیا لہٰذا اس خارجی مداخلت نے یہودیوں میں مزید تفرقہ ڈالا جس کے نتیجے میں یہودیوں کے ایک گروہ نے یونانی رسم ورواج اور تہذیب ومعاشرت کو اپنایا جبکہ دوسرے گروہ نے یونانیوں کی طرز معاشرت کی مخالفت کی ۱۷۵ ق م میں اینٹوکس چہارم جب تخت نشین ہوا تو اس نے پورے جبر اور غضب کے

ساتھ اپنی مکمل طاقت کے استعمال سے یہودیوں اوران کے مذہب وتہذیب کی بیخ کنی کی اور بنی اسرائیل کے مقدس ہیکل میں زبردستی بتوں کونصب کرکے یہودیوں کو ان کے آگے سجدہ ریز ہونے کاحکم دیا یہی نہیں بلکہ یہودی جس جگہ قربانی کرتے اس جگہ سے زبردستی ان کی قربانی ختم کروا کرانھیں مشرکانہ مقامات پرقربانی کاپابند کیااس ظالم بادشاہ نے تمام تورات کے نسخے بھی جلادئے اورجن لوگوں کے پاس اس کے نسخے موجود تھے انھیں بھی قتل کروادیااور یوم سبت کی تکریم کے احکامات بھی منسوخ کرتے ہوئے ایسے تمام افرادکوسرےعام پھانسی لگانے کے احکامات بھی جاری کردئے۔اگرچہ یہودیوں کاایک طبقہ حضرت عزیر کے دین الہی اورشریعت موسوی پر عمل پیرا تھااس نے بادشاہ وقت کے خلاف ایک تحریک 'مکابی بغاوت' کے نام سے چلائی تاہم بادشاہ وقت اوراس کے ہرکاروں نے اپنی پوری سرکاری قوت کواستعمال کرتے ہوئے اس تحریک کودبانے کی کوششیں کیں اوران کے ساتھ وہ یہودی بھی پیش پیش تھے جنھوں نے یونانی اثرات اورطرزمعاشرت کوبخوشی قبول کیالیکن مکابی بغاوت کی تحریک ہرگزرتے دن کے ساتھ بجائے دبنے کے بڑھتی گئی اوربلاآخراس حدتک بڑھی کے انھوں نے یونانیوں کواپنے ملک سے نکال باہرکیااوراپنی ایک الگ آزادریاست قائم کی جوکے بتدریج بڑھتے بڑھتے ان تمام پرانے رقبے پرحاوی ہوگئی جوکبھی یہودیہ اوراسرائیل کی ریاست کی حدود میں واقع تھے یہی نہیں بلکہ فلستیہ کا بھی علاقہ بنی اسرائیل کے قبضے میں آگیاجوکے حضرت داؤدعلیہ السلام کے زمانے میں بھی فتح نہیں ہواتھا تاہم بنی اسرائیل کی یہ ریاست تقریباً ۶۷ ق م تک قائم رہی ۔۲۲۱۔

۲۶۔حضرت زکریاعلیہ السلام

حضرت زکریاعلیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی اورپیغمبرہیں،آپ کاسلسلہ نسب حضرت ہارون سے ملتا

ہے،اور آپ انھی کی اولادوں میں سے ہیں آپ کے والد کا نام برخیاہ بیان کیا جاتا ہے۔ ۲۲۲۔
حضرت زکریا قوم بنی اسرائیل میں قبیلہ بنولادی اور پھر اس کے بھی خاندان ابیاہ سے تعلق اور اس کے سردار ہونے کی بناء پر نہایت قابل احترام مانے جاتے آپ اللہ کے ایک جلیل القدر پیغمبر ہونے کے ساتھ ہی نہایت متقی، عبادت گزار، شب بیدار اور راست گو شخصیت کے مالک تھے آپ کی پارسائی کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ ۲۲۳۔

ترجمہ۔ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس یہ سب نیک لوگوں میں سے ہیں۔

آپ پیشے کے اعتبار سے بڑھئی تھے آپ کی زوجہ الیشع (Elizabeth) اور حضرت مریم کی والدہ حنہ Anne دونوں آپس میں سگی بہنیں تھیں چنانچہ اس رشتے کی رو سے آپ حضرت مریم کے خالو تھے اس کے علاوہ آپ مقدس ہیکل کے مجاور اور خدمت گار بھی تھے اور حضرت مریم کی والدہ کی مانی ہوئی نذر کے مطابق جب حضرت مریم جوان ہوئیں تو انھیں مقدس ہیکل کی خدمت کے لئے حضرت زکریا کی نگرانی میں ان کی والدہ نے وقف کر دیا جہاں وہ شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں اکثر حضرت زکریا ان کی خیریت دریافت کرنے جب ان کے حجرے میں جاتے تو بے موسم پھلوں کو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے جب وہ حضرت مریم سے استفسار کرتے کے یہ بے موسم کے پھل یہاں کون لایا؟ تو آپ فرماتیں اللہ مجھے کھلاتا ہے حضرت مریم کے مقام و مرتبہ اور بے موسم پھلوں کو دیکھ کر آپ کے دل میں بھی یہ خواہش بیدار ہوئی کے آپ کو بھی اللہ تعالی اپنی رحمت خاص سے نیک و صالح اولاد عطا فرمائے کیونکہ ابھی تک آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھے آپ خود کافی بوڑھے تھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کے اس وقت تک آپ کی عمر ۱۲۰ برس تھی اور آپ کی زوجہ الیشع بانجھ تھیں آپ نے اللہ کے حضور نہایت عاجزی سے دعا کی!

وَ زَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۔ ۲۲۴۔

ترجمہ۔ زکریا کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔ ۲۲۵۔

ترجمہ۔ اے میرے رب اپنی طرف سے مجھے پاک اولاد بخش بے شک تو دعاؤں کو سنتا ہے۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَ اِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔ ۲۲۶۔

ترجمہ۔ یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے، جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر فرمائی، جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پوشیدہ طریقہ پر پکارا، عرض کیا کہ اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور میرے سر میں بڑھاپے کی وجہ سے سفید پھیل گئی اور میں آپ سے دعا مانگنے میں کبھی ناکام نہیں رہا، اور بلاشبہ مجھے اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے اندیشہ ہے اور میری بیوی بانجھ ہے سو آپ مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما دیجئے، جو میرا وارث بنے اور یعقوب کی اولاد کا بھی، اور اے رب آپ اسے پسندیدہ بنا دیجئے۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْـًٔا قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّافَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۔۲۲۷۔

ترجمہ۔اے زکریا بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہے۔ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا، زکریا نے کہا، اے میرے رب! بھلا میرے یہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں، جواب ملا کے ایسا ہی ہوگا تیرا رب فرماتا ہے کے یہ تو میرے لئے ایک ذرا سی بات ہے آخر اس سے پہلے میں تجھے بھی تو پیدا کر چکا ہوں جب کے تو کوئی چیز نہ تھا زکریا نے کہا اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے، فرمایا نشانی یہ ہے کے تو پیہم تین روز تک لوگوں سے بات نہ کرنا چنانچہ وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا اور اشارے سے ان کو ہدایت کی کہ صبح و شام تسبیح کرو۔

حضرت زکریا کا صاحب اولاد ہونا:

حضرت زکریا نے جب اللہ کے حضور خشوع و خضوع سے دعا کی تو اللہ تعالی نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائی اور انھیں اس بات کی ہدایت بھی کی کے تین دن تک کسی سے بات نہ کی جائے بلکہ صرف اور صرف عبادت الٰہی میں مصروف رہا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت زکریا نے اپنے حواریوں کے ساتھ اللہ کے حضور دعا کی اور متواتر تین دنوں تک اللہ کے حضور یکسوئی کے ساتھ یہ دعا کرتے رہے اگر چہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے لیکن میں اللہ تعالی کی قدرت کاملہ سے مایوس نہیں کیونکہ تمام تر بشری کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالی اس بات پر قادر ہے کے وہ مجھے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔

حسابی پہلو:

اہل علم اور اہل روحانیت کی نظر میں یقین اور اس کے پیٹرن کا کسی بھی انسانی وجود کے اندر قائم ہو جانا بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ یقین ایک مثبت توانائی ہے جس کا حصول مکمل یکسوئی اور مراقبہ

کے ذریعے کیا جاسکتا ہے تاہم اس کے ثمرات سے ہر صاحب روح استفادہ کرسکتا ہے روح امر رب ہے تاہم یقین کی تکمیل کے ساتھ جب بھی کوئی فرد اپنے ذہن کو کسی ایک نکتے پر مرکوز کرتا ہے تو اس فرد کے اندر امر رب حرکت کرتا ہے اور جو کچھ اس کے ارادے میں ہوتا ہے اللہ کے قانون کے مطابق اس کے ارادے کی تکمیل اللہ کی رحمت سے مکمل ہوجاتی ہے۔

امیرالمومنین حضرت علیؓ نے فرمایا! یقین کے ذریعے بلند ترین مقاصد اور دیرینہ خواہشات کا حصول ممکن ہے پختہ یقین کی قوت سے تم اپنے غم واندوہ کو دور کرو، یقین کامل ایمان کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے جس شخص کا ذہن صاحب بصیرت ہوجاتا ہے اس پر حکمت الہیہ واضح ہوجاتی ہے اور جب بھی تم میں سے کوئی یقین کے مرحلے میں پہنچے تو اس کے بعد وہ کوئی اقدام کرے۔

حضرت زکریا علیہ السلام **تین دن جس میں دن اور رات دونوں شامل تھے اور جس کا دورانیہ اندازاً چار ہزار تین سو بیس منٹ** تھا آپ مسلسل یقین کامل سے اللہ کے حضور دعا کرتے رہے جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا فرمائی اور جس کے نتیجے میں خود ان کے بڑھاپے کی کمزوری اور ان کی بیوی کے بانجھ پن کو دور فرماتے ہوئے انھیں صاحب اولاد کیا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے

فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ وَوَهَبۡنَا لَهٗ يَحۡيٰى وَاَصۡلَحۡنَا لَهٗ زَوۡجَهٗ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ وَيَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوۡا لَـنَا خٰشِعِيۡنَ ۔۲۲۸۔

ترجمہ۔ ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں یحییٰ عطا کردیا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنادیا بلاشبہ یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے اور ہمیں رغبت کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے پکارا کرتے اور ہمارے سامنے خشوع سے رہتے تھے۔

بانجھ پن ایک مرض ہے، جو مرد وخواتین دونوں میں پایا جاتا ہے، بانجھ پن کی دو اقسام ہیں۔

ا۔ پرائمری بانجھ پن۔۔ ۲۔ سیکنڈری بانجھ پن۔

ا۔ پرائمری بانجھ پن، پیدائشی ہوتا ہے یعنی تمام تولیدی اعضاء موجود ہوں لیکن ان میں

بلوغت نا ہو، تولیدی اعضاء کامکمل نا ہونے کا مطلب بچہ دانی میں کروموسومز داخل ہونے کا راستہ نا ہو یا ٹیوب بند ہو۔

۲۔سیکنڈری بانجھ پن یعنی Tubes کے رحم میں کسی قسم کے انفیکشن (ورم، تیزابیت، درد کے ساتھ بے قاعدگی، ایام نا ہونا، زنانہ ہارمونز ایسٹروجن، پروجسٹرون معمول کے مطابق نا بننا، ذہنی ہیجان OVA انڈوں کا نا بننا، عمر رسیدگی، ہارمونز کا نا بننا کی وجہ سے تمام تولیدی اعضاء سکڑ جاتے ہیں اور تولید کے قابل نہیں رہتے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۔۲۲۹۔

ترجمہ۔تمہارے رب کا فرمان ہے، یہ میرے لئے آسان ہے، میں نے تمہیں بھی تو اس سے پہلے پیدا کیا تھا، حالانکہ تم کچھ بھی نا تھے۔

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، بیماریاں، جسمانی کمزوریاں یا کسی بھی قسم کی معذوری کو ٹھیک کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کو صحت مند کرنا چاہتے ہیں تو یہ کام اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

۲۷۔حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ کے نہایت برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول ہیں، معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی ملاقات آپ سے دوسرے آسمان پر ہوئی، دوسرے آسمان کا نام مفیدوم یا ماعون ہے، جو لوہے سے بنا ہوا ہے، آپ حضرت زکریا کے بیٹے تھے جو اپنے والدین کے طویل انتظار کے بعد اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِۨسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۔ ۲۳۰۔

ترجمہ ۔ اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحیٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے کوئی شخص اس نام کا پیدا نہیں کیا۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ ۲۳۱۔

ترجمہ ۔ زکریا مسجد کی محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور کہا اللہ تجھے یحیٰ کی خوشخبری دیتا ہے۔

آپ کا نام اللہ تعالی نے 'یحیٰ' تجویز کیا جو عبرانی لفظ ہے اور جس کو عبرانی تلفظ میں 'یوحنا' بھی کہا جاتا ہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام سے جا ملتا ہے آپ کو بھی آپ کے والد کی طرح قوم بنی اسرائیل میں مبعوث کیا گیا تاکہ آپ بگڑی ہوئی قوم کی ہدایت اور اصلاح کی ذمہ داریاں ادا کرسکیں آپ جس دور میں مبعوث ہوئے اس دور میں آپ کے ساتھ دو اور پیغمبران اسلام رشد و ہدایات کی ذمہ داریاں ادا کر رہے تھے جن میں سے ایک آپ کے والد حضرت زکریا جبکہ دوسرے حضرت عیسیٰ ابن مریم تھے یعنی اس دور میں بیک وقت تین پیغمبران اسلام بنی اسرائیل کی اصلاح فرما رہے تھے حضرت یحیٰ، حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے اور حضرت عیسیٰ کے بارہ حواریوں میں آپ کا شمار بھی کیا جاتا ہے چنانچہ جب آپ کی عمر ۳۰ برس ہوئی تو اللہ تعالی نے آپ کو نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا اور قوم بنی اسرائیل کی جانب بھیجا روایت میں آتا ہے، جب آپ کو منصب رسالت پر فائز کیا گیا تو آپ بیت المقدس کے مقدس ہیکل میں تشریف لائے اور مجمعے سے فرمایا اللہ تعالی نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے۔ ۱۔توحید۔ ۲۔نماز۔ ۳۔روزہ۔ ۴۔زکوۃ۔ ۵۔اور اللہ

کی نعمتوں کا شکر بجالانا جس کی پابندی ہمیں دن رات کرنی ہے۔

روایات میں آتا ہے کے آپ اپنی ابتدائی عمر سے ہی نہایت عقل مند، زیرک، درست فیصلہ کرنے والے، عمدہ قوت ارادی کے مالک، پاک باز، عبادت گزار، متقی و پرہیزگار اور راست باز تھے جبکہ آپ کو کتاب (صحائف) بھی عطا کئے گئے۔ اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۔ ۲۳۲۔

ترجمہ۔ اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہ، اور ہم نے اسے بچپن سے ہی قوت فیصلہ عطا فرمائی

وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِيًّا ۔ ۲۳۳۔

ترجمہ۔ (یحییٰ) کو اپنے پاس سے رقت قلبی کی صفت اور پاکیزگی عطا فرمائی۔

وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۔ ۲۳۴۔

ترجمہ۔ (یحییٰ) پرہیزگار اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے، وہ سرکشی اور نافرمانی کرنے والے نا تھے۔

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۔ ۲۳۵۔

ترجمہ۔ (یحییٰ) پر اللہ کا سلام ہو، جس دن پیدا، جس دن وفات اور جس دن وہ دوبارہ زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی دینی تعلیمات:

حضرت یحییٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کو دین اسلام کا حکم دیتے، آپ کی تعلیمات پانچ احکامات پر مبنی تھی۔

۱۔ توحید (صرف ایک اللہ کی عبادت)۔ ۲۔ صلوۃ کا قیام۔ ۳۔ صوم کی ادائے گی۔ ۴۔ صدقات ۵۔ بکثرت ذکر الٰہی۔

رینان اپنی کتاب Life of Jesus میں یہ لکھتا ہے کے یحییٰ (یوحنا) کی تعلیمات کا مرکز (Judea) تھا لیکن ان کی مقبولیت زبان زدعام تھی وہ مزید لکھتا ہے حضرت عیسیٰ اور یحییٰ نے فلسطین کے صحرا میں اپنی عمدہ تعلیمات سے ایک عظیم نقلاب بپا کر دیا تاہم دوسری روایت میں یہ بھی آتا ہے

کے آپ نے شرق اردن کے علاقے میں دعوت تبلیغ اسلام کی ابتداء کی یہودیہ اور یروشلم کے بے شمار لوگ آپ کے معتقدین تھے اور آپ کے پاس جا کر وہ اپنے گناہوں کی معافی اور اس کے بعد بپتسمہ لیا کرتے، آپ نہایت عبادت گزار اور عالم باعمل تھے، آپ نے ساری زندگی شادی نہیں کی جبکہ آپ کی زندگی کا بڑا حصہ صحرا نوردی اور جنگل و بیابان کے سفر میں گزری آپ دور دراز کا سفر کرتے اور اللہ کے حکم سے لوگوں کی ہدایت فرماتے آپ دوران سفر جنگلی پھل اور شہد کا استعمال کرتے جو آپ کو با آسانی ان گزرگاہوں سے مل جاتا جبکہ آپ کی پوشاک کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کے وہ اونٹ کی کھال سے بنی ہوئی ایک موٹی کھردری پوشاک تھی چونکہ آپ بے حد عبادت گزار تھے چنانچہ دوران عبادت آپ پر گریہ وزاری کی کیفیات طاری ہو جاتی جبکہ آپ کی اشاعت دین کی ذمہ داریوں کے حوالے سے انجیل لوقا میں یہ لکھا ہے زکریا کے بیٹے، یوحنا (یحییٰ) پر جب اللہ کا کلام نازل ہوا تو وہ دریائے یرون کے گردونواح میں اس کی تبلیغ کرتا اور لوگوں کو بپتسمہ (گناہوں سے پاک) دیتا پھر یوحنا نے گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی بپتسمہ کی منادی کردی۔ ۲۳۶۔

مرقس کا بیان ہے آپ لوگوں سے ان کے گناہوں کی توبہ کرواتے تھے اور توبہ کرنے والوں کو بپتسمہ دیتے تھے یہاں بپتسمہ سے مراد توبہ کے بعد کیا جانے والا غسل طہارت تا کہ انسان کے جسم کے ساتھ اس کی روح بھی پاکیزہ ہو جائے یہی وجہ ہے کے آپ اپنی قوم بنی اسرائیل میں یوحنا بپتسمہ دینے والے یعنی (John The Baptist) کے نام سے مشہور ہو گئے تھے جبکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم، حضرت یحییٰ کے حوالے سے ایک جگہ فرماتے ہیں! یوحنا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ ۲۳۷۔

میں بیابان میں پکارنے والے کی آواز ہوں کے تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ ۲۳۸۔

آپ جنگلات اور صحرا میں جاتے اور دوران عبادت بے حد گریہ فرماتے، تو ایک دن حضرت زکریا آپ کو تلاش کرتے کرتے جب آپ تک پہنچے تو انھوں نے کہا کے بیٹا ہم تو تمھاری تلاش میں مضطرب ہو رہے ہیں اور تم یہاں اس حال میں ہو؟ تو آپ نے فرمایا جنت اور دوزخ کے

درمیان ایک لق دق میدان واقع ہے اور اس میدان کو اللہ کے لئے گریہ وزاری کے بغیر عبور نہیں کیا جاسکتا ہے یہ سن کر حضرت زکریا بھی آب دیدہ ہوگئے قرآن کریم آپ کے مناقب اس طرح سے بیان کرتا ہے!

بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ ۲۳۹۔

ترجمہ۔(یحییٰ) کلمۃ اللہ ہیں، وہ سردار ہیں، عورتوں سے دور رہنے والا، نبی اور صالحین ہیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل:

آپ کے قتل کے حوالے سے تین روایات مشہور ہیں۔

ا۔اول۔۔۔۔اس وقت کا فرمانروا ہیرو دانیٹی پاس جو کے رومیوں اور یونانیوں کی تہذیب وتمدن کا معتقد اور دلدادہ تھا اس نے اپنے بھائی کی بیوی جبکہ ایک دوسری روایت میں بھائی کی بیٹی یعنی اپنی سگی بھتیجی ہیرودیاس سے شادی کرلی جب اس غیر شرعی فعل کی خبر حضرت یحییٰ کو ہوئی تو آپ نے اس کے خلاف شدید مزاحمت کی جس کے جرم میں ہیرودانیٹی پاس نے آپ کو قید کردیا لیکن ملکہ ہیرودیاس آپ کی جان کی دشمن ہوگئی اور آپ کو قتل کروانے کی منصوبہ بندی کرنے لگی چنانچہ ہیرودانیٹی پاس کی سالگرہ کے موقع پر ملکہ ہیرودیاس نے اپنی بیٹی سلومی کو یہ کہا تم اس خوشی کے موقع پر جب شاہی محل میں رقص کرو تو رقص کے اختتام پر ہیرودانیٹی پاس سے تحفے میں یحییٰ کا قلم شدہ سر مانگ لینا چنانچہ طے شدہ منصوبے کے مطابق ہیرودیاس کی بیٹی سلومی نے اپنے سوتیلے باپ ہیرودانیٹی پاس سے تحفے میں حضرت یحییٰ کا سر مانگا لہٰذا بادشاہ اپنی محبوبہ کی بیٹی کی اس خواہش کو رد نہ کرسکا اور حکم دیا کے قیدی یحییٰ کا قلم شدہ سر ایک تھال میں رکھ کر حاضر کیا جائے چنانچہ فرمان شاہی پر عمل کرتے ہوئے حضرت یحییٰ کا سر ایک تھال میں پیش کیا گیا روایت میں آتا ہے آپ کا قلم شدہ سر ملکہ ہیرودیاس سے مسلسل یہی کہہ رہا تھا کے تو بادشاہ کے لئے حلال نہیں ہے ۔۲۴۰۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت یحییٰ کو قتل کروانے کے بعد اچانک زمین پھٹی اور ملکہ ہیرودیاس اس میں سما گئی، دوسری روایت میں آتا ہے کے حضرت یحییٰ کے سر سے خون فوارے کی شکل

میں نہایت تیزی سے جاری تھا جو کسی طور رکنے میں نہیں آتا تھا یہاں تک کے بخت نصر نے دمشق فتح کرلیا اور ۷۰،۰۰۰ بنی اسرائیلیوں کو تہہ تیغ کر دیا جب بھی خون رکنے کا نام نہ لیتا پھر حضرت یرمیاہ نبی نے آپ کے خون سے مخاطب ہو کر کہا اے خون کیا تو اب بھی ساکن نہ ہوگا؟ جبکہ کتنی مخلوق خدا قتل کی جا چکی چنانچہ اس کے بعد خون ساکن ہوا۔ ۲۴۱۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ ۲۴۲۔

ترجمہ۔(بنی اسرائیل) پر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی ہے اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گئے یہ اس لئے تھا کے وہ اللہ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے نیز اس لئے بھی کے وہ اللہ کی نافرمانی کیا کرتے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ ۲۴۳۔

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور ناحق نبیوں کو قتل کرتے رہے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں سو ان کو آپ دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجئے۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۔ ۲۴۴۔

ترجمہ۔جب کبھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لاتا ہے جو تمہارے نفوس کو گراں گزرتے، تو تم تکبر کرتے، جبکہ ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو تم نے قتل کیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے رسول اللہ ﷺ عرض کی، یارسول اللہ ﷺ قیامت کے دن کس کو سخت عذاب دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! وہ شخص جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا، یا برائی کا حکم دینے والا اور نیکی سے روکنے والا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ سے وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ تک پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوعبیدہ! بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کو دن کے اول حصہ میں ایک ہی وقت میں قتل کیا، پھر بنی اسرائیل کے لوگوں میں ایک سوستر آدمی کھڑے ہوئے اور نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا تو اسی دن، دن کے آخر میں ان سب کو قتل کر دیا گیا تو اس (آیت میں)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ذکر فرمایا۔ ۲۴۵۔

۲۔ دوم یہ کے آپ کو آپ کی قوم بنی اسرائیل نے ہی قتل کروایا۔

۳۔ سوم یہ کے ہیرودانیٹی پاس اپنی کسی محرم خاتون بہن یا بھتیجی سے شادی کرنا چاہتا تھا جس کے خلاف حضرت یحییٰ نے فتویٰ دیا کے یہ فعل غیر شرعی ہے جس پر اس نے پہلے تو آپ کو قید کیا پھر بعد از اں آپ کا قتل بھی کیا حضرت یحییٰ کی زندگی اور آپ کی شہادت کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۔۲۴۶۔

ترجمہ۔ (یحییٰ) پر سلام جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرا اور جس دن وہ اٹھایا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ معراج کے موقع پر حضرت جبرائیل کے ساتھ جب مختلف آسمانوں پر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ ﷺ کی ملاقات دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں سے ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو سلام کیا جس کے جواب میں انھوں نے بھی آپ ﷺ کو سلام کا جواب عرض کیا اور کہا کے آپ ﷺ کا آنا مبارک ہو۔ اے ہمارے نیک بھائی اور

نیک پیغمبر۔ ۲۴۷۔

حسابی پہلو:

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں ! تمام انبیاء کرام اور پیغمبران کے اندر تجلی کا انتہائی لطیف ترین ادراک کام کرتا ہے، وہ اللہ کے تفکر کو اپنی روح کے ادارک کے ذریعے جان لیتے ہیں، ان کے اوپر روح کے لطیف حواس غالب رہتے ہیں، وہ مادی دنیا میں بھی اپنی روح کے حواس کے ساتھ اپنی زندگی گزارتے ہیں، تجلی درحقیقت اللہ کی ذات کا عکس ہے، تجلی اللہ کا حجاب ہے، اس حجاب کے بغیر کوئی بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔ ۲۴۸ ۔

روحانی ادراک میں بھی سائنسی پہلو، حساب کتاب اور مقداریں کام کرتی ہیں چنانچہ تمام پیغمبر اللہ کی رحمت سے ان علوم کو جانتے اور سمجھتے تھے۔

۲۸۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم

حضرت عیسیٰ ابن مریم اللہ کے نہایت برگزیدہ پیغمبر، نبی اور رسول ہیں، اللہ نے آپ کو انجیل عطا فرمائی، معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی آپ سے ملاقات دوسرے آسمان پر ہوئی، دوسری آسمان کا نام مفیدوم ہے جو لوہے سے بنا ہوا ہے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو اس وقت فلسطین پر ہیرود اعظم کی سلطنت قائم تھی اس کا تعلق قوم بنی اسرائیل سے تھا لیکن اس کی ہمدردیاں رومیوں کے ساتھ تھیں یہی وجہ تھی کے اسے قوم بنی اسرائیل سخت ناپسند کرتے تھے کیونکہ اس نے رومیوں کی تہذیب وتمدن، اخلاق ومعاشرت کو بھرپور انداز سے بڑھایا اور پھیلایا حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش سے قبل کئی نشانیوں کا ظہور ہوا انھی میں سے آپ کے وقت ولادت ایک روشن ستارہ بھی رونما ہوا اہل علم حضرات اس روشن ستارے کو دیکھ کر مسرور تھے اور وہ اسے اپنے اور اپنی قوم کے لئے خوش بختی شمار کر رہے تھے ایسے میں بادشاہ ہیرود اعظم کو اس کے درباری نجومیوں نے ایک عظیم روحانی شخصیت کی آمد کی خوشخبری سنائی جو ملک شام میں پیدا ہوئی اور مستقبل میں اس کی بادشاہت کے لئے خطرہ بھی ثابت ہوسکتا ہے لہذا بادشاہ نے اپنے کچھ لوگوں کو بھیجا تاکہ وہ صحیح خبر لے کر آسکیں اس معاملے کی تفتیش کے لئے جب سرکاری ہرکارے قوم بنی اسرائیل میں پہنچے تو انھیں حضرت عیسیٰ

کی پیدائش کی خبر ملی جوکسی معجزے سے کم نہ تھی جبکہ قوم بنی اسرائیل کے نیک دل لوگ حضرت مریم اور عیسیٰ کی بے حد تکریم بھی کرتے تھے، شاہی ہرکاروں نے بادشاہ ہیرود اعظم کو ان معاملات کی اطلاع دی تو ایک روایت کے مطابق اس نے اپنے دل میں حضرت عیسیٰ کے خلاف بغض، جلن اور حسد محسوس کی اور مستقبل میں آپ کی ذات سے ہونے والے اقدامات کو اس نے اپنے لئے خطرہ جانا اور اس نے آپ کے قتل کے احکامات جاری کر دئے، دوسری روایت کے مطابق! ہیرود اعظم نے قوم بنی اسرائیل کے کئی نومولود بچوں کو قتل کروایا، وہ آپ کو بھی قتل کروانا چاہتا تھا لہٰذا مسیحی روایات کے مطابق حضرت مریم اپنے نومولود بیٹے کی جان کی حفاظت کے غرض سے دو مرتبہ اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئیں پہلی مرتبہ ہیرود اعظم کے عہد میں آپ اپنے عزیزوں کے یہاں مصر تشریف لے گئیں پھر جب حضرت عیسیٰ ۱۳ برس کے ہو گئے تو وہ آپ کو واپس بیت المقدس لائی دوسری مرتبہ آپ نے ہیرود اعظم کے بیٹے ارکیلاس کے دور میں گلیل کے شہر میں پناہ لی۔ ۲۴۹۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم نہایت خوبصورت، وجیہ اور نیک و پارسا نوجوان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے! معراج کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ سے ملاقات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عیسیٰ ابن مریم میانہ قد، سرخ سفید رنگت کے تھے اور آپ کا جسم مبارک اتنا صاف وشفاف تھا کے ایسا معلوم ہوتا تھا کے آپ ابھی حمام سے نہا کر تشریف لائے ہیں۔ ۲۵۰۔

اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو قوم بنی اسرائیل کی طرف نبی، رسول اور پیغمبر بنا کر بھیجا آپ کو کتاب (انجیل) اور کئی معجزات عطا فرمائے، حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ۱۳ برس کی عمر میں اعلان نبوت کیا اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں آپ نے دن رات ایک کر دئے آپ کے حواری جنھیں ہم آپ کے انصار یا صحابہ بھی کہہ سکتے ہیں وہ بھی آپ پر ایمان لائے عام طور پر حواری کا مطلب 'دھوبی' کے ہوتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ شہر شہر، گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ گھوم پھر کر اور طویل سفر اختیار کر کے لوگوں تک دین اسلام پہنچاتے تھے لہٰذا آپ کسی دھوبیوں کی بستی میں بھی گئے اور ان دھوبیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اس اعتبار سے وہ آپ کے انصار یا صحابہ ہی تھے لیکن

حواریوں کے نام سے مشہور ہوئے یہ حواری آپ پر اپنی جان چھڑ کتے اور دین اسلام کے احکامات پر نہایت خشوع وخضوع سے عمل بھی کیا کرتے انھی حواریوں کے حوالے سے ارشادات خداوندی!

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۔ ۲۵۱۔

ترجمہ۔جب میں نے حواریوں کی طرف وحی بھیجی کے مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انھوں نے کہا کے ہم ایمان لائے۔اور تو گواہ رہ کے ہم مسلمان ہوئے۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔ ۲۵۲۔

ترجمہ۔جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے انکار دیکھا تو کہنے لگے کہ کون ہیں جو میرے مددگار ہو جائیں اللہ کی طرف، حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

پچھلی کتب مقدسہ کی طرح سے آپ کے بعد آپ کی کتاب اور تعلیمات میں بھی ترمیم واضافہ کیا گیا بے شمار جعلی اناجیل بھی آئیں کئی لوگوں نے تو جھوٹی نبوت کا دعویٰ تک کر دیا جس کا اعتراف پولس نے بھی کیا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے معجزات:

اللہ تعالی نے آپ کو کئی معجزات عطا فرمائے تاہم آپ کی پیدائش بذات خود ایک معجزہ اور اللہ کی ایک عظیم نشانی ہے آپ پیدائشی نابینا افراد کی آنکھوں پر جب اپنا دست مسیحائی پھیرتے تو ان کی بینائی واپس لوٹ آتی، کوڑھ کے مریضوں کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو ان کا مرض ختم ہو جاتا، مردہ شخص کو اللہ کے اذن سے زندہ فرما دیتے، مٹی کے پرندے میں اگر پھونک مارتے تو وہ جیتا جاگتا ہو کر اڑنے لگتا، جس شخص نے جو کھانا کھایا ہوتا آپ اس کے بارے میں بھی بتا دیا کرتے اسی طرح سے کس کے گھر میں کیا کیا سامان ہے وہ بھی آپ بتا دیتے۔اس حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۔ ۲۵۳۔

ترجمہ۔ اللہ نے (عیسیٰ) کو سکھا دے کتاب، حکمت، توراۃ اور انجیل۔

وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ١ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ١ۙ اَنِّيْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ١ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ١ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ ۲۵۴۔

ترجمہ۔ (اللہ) بنی اسرئیل کی طرف اپنا رسول مقرر کرے گا (جب وہ بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے، میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مُردے کو زندہ کرتا ہوں، میں تمہیں بتاتا ہوں کے تم کیا کھاتے ہو، اور اپنے گھروں میں کیا ذخیرہ کرتے ہو، اس میں تمہارے لیے کافی نشانی ہے، اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۔ ۲۵۵۔

ترجمہ۔ جو کتاب مجھ سے پہلے آچکی ہے، یعنی تورات، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور (اس لیے بھیجا گیا ہوں) تا کہ کچھ چیزیں جو تم پر حرام کی گئی تھیں، اب تمہارے لیے حلال کر دوں اور میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ١ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۔ ۲۵۶۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ میرا اور تمہارا پروردگار ہے، یہی سیدھا راستہ ہے (صرف اللہ کی عبادت کرو)

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔ ۲۵۷۔

ترجمہ۔ جب عیسیٰ نے محسوس کیا کہ وہ کفر پر آمادہ ہیں، تو انہوں نے (اپنے پیروؤں سے) کہا! کون کون لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں میرے مددگار ہوں؟ حواریوں نے کہا، ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لا چکے ہیں، اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس دور میں مبعوث ہوئے، اس دور میں یونانیوں اور رومیوں کے علم طب کا ہر جانب بڑا غلغلہ تھا بڑے بڑے نامی گرامی اطباء اور حکماء اپنے ان علوم پر غرور و فخر بھی کیا کرتے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو وہ معجزات عطا فرمائے جن کو دیکھ کر مخالفین کی عقل دنگ رہ گئی کیونکہ مردے کو زندہ کرنا، مٹی کے پرندے کو جیتا جاگتا کرنا، جذامی اور پیدائشی نابینا کو بینا کرنا وغیرہ اچھے اچھے اہل علم کے لئے کسی چیلنج سے کم نہ تھے۔ علمی قابلیت اور طبی کمالات پر بے جا فخر و غرور جو اس قوم میں سرائیت کر چکا تھا اس کا عقلی توڑ بھی ضروری تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مردے کو زندہ کرنے کے حوالے سے بیان کرتے ہیں آپ نے اللہ کے حکم سے چار افراد کو ان کے مرنے کے بعد زندہ فرمایا۔

۱۔ آپ کا وفادار غلام عارز کی تشویشناک حالت کی جب آپ کو اطلاع دی گئی تو آپ تین دن کی مسافت کو طے کر کے جب وہاں پہنچے تو اس غلام کی وفات کے بعد تدفین ہو چکی تھی پھر آپ اس کی قبر پر گئے اور قبر پر جا کر آپ نے اس کی زندگی کی دعا اللہ کے حضور فرمائی اور وہ قبر سے زندہ ہو کر نکل آیا پھر ایک طویل عرصہ تک دنیا میں حیات رہا اس کی شادی ہوئی اور وہ صاحب اولاد بھی ہوا۔

۲۔ ایک بوڑھی عورت کے اکلوتے بیٹے کی جب وفات ہوئی تو اس بوڑھی عورت نے آپ سے اپنے بیٹے کی زندگی کا سوال کیا تو آپ نے اس کے لئے بھی دعا فرمائی اور وہ بھی اللہ کے حکم سے جیتا جاگتا ہو گیا۔

۳۔ایک نوجوان لڑکی کی وفات پر بھی جب اس کے اہل خانہ نے آپ سے استدعا کی تو آپ نے اس کے لئے بھی دعا فرمائی اور وہ بھی اذن الٰہی سے زندہ ہوئی۔

۴۔سام بن نوح جن کے انتقال کو ہزاروں برس بیت چکے تھے لوگوں نے آپ سے کہا انھیں بھی زندہ کردیں چنانچہ آپ نے لوگوں کی بتائی ہوئی قبر کے پاس جا کر انھیں بھی زندہ ہونے کا حکم دیا تاہم وہ بھی آپ کے حکم سے زندہ ہوگئے لیکن وہ سمجھے کے شاید قیامت قائم ہوگئی ہے لہٰذا قیامت کے خوف سے ان کے سر کے سارے بال سفید ہوگئے پھر وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم پر ایمان لائے انھوں نے حضرت عیسیٰ سے درخواست کی کے اب انھیں دوبارہ موت کی تکلیف سے نہ گزارا جائے چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کا دوبارہ انتقال ہوگیا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کا شمار اللہ تعالی کی ان قدسی نفس فرد میں ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی بادشاہت میں نظام تکوین یعنی Adminstration کے امور میں شامل ہیں آپ فرماتے ہیں کے میرا دیا ہوا پانی جو پیئے گا پھر وہ ابد تک کبھی پیاسا نہ ہوگا بلکہ وہ اس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ جاری رہے گا۔ ۲۵۸۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنی قوم بنی اسرائیل کو پیغام الٰہی سناتے اور انھیں بتاتے کے اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۔ ۲۵۹۔

ترجمہ۔(عیسیٰ نے کہا) بے شک اللہ میرا اور تمھارا رب ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ساری عمر شادی نہیں کی اور نہ ہی آپ نے اپنا گھر بنایا آپ شہر شہر، گاؤں گاؤں جا کر احکامات الٰہی کی تبلیغ و اشاعت فرماتے جب رات ہوتی تو زمین پر ہی سو جاتے اور جب دن ہوتا تو دین حق کی تبلیغ فرماتے اور لوگوں کی رہنمائی فرماتے آپ نہایت پاکیزہ طبیعت کے مالک تھے لہٰذا آپ جس جگہ سے گزرتے لوگوں کا ایک ہجوم آپ کے آس پاس جمع ہو جاتا جو اپنی اپنی حاجات بیان کرتے چنانچہ آپ مخلوق خدا کی حاجت روائی فرماتے اور ان کے اذہان

وقلوب کی اصلاح بھی کرتے لیکن حاسدین آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خوفزدہ تھے لہٰذا قوم کے ملعون لوگوں نے آپ کے خلاف سازشوں کا جال بننا شروع کر دیا چنانچہ آپ کے خلاف سازشیں اس قدر بڑھیں کے قوم بنی اسرائیل نے بادشاہ وقت سے یہ مطالبہ کیا کے آپ کو سولی پر چڑھا دیا جائے اگرچہ سازشی ٹولہ کسی ایسے ہی وقت کا منتظر تھا جب آپ تنہا ہوں تا کہ آپ کو با آسانی گرفتار کیا جا سکے کیونکہ مجمع میں آپ کی گرفتاری کا یہ مطلب تھا کے حکومت کے خلاف عوام اور آپ کے حواریوں کا شدید ردعمل ظاہر ہوسکتا تھا جو کے حکمرانوں کی مشکلات میں اضافے کا سبب بن سکتا حضرت عیسیٰ ابن مریم اپنے خلاف اپنی قوم کی ہر سازش کو بخوبی سمجھ رہے تھے، ایسے ہی موقع کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

وَ مَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۔۲۶۰۔

ترجمہ۔ایک چال انھوں نے چلی اور ایک چال اللہ نے چلی اور اللہ سے بہتر چال بھلا کون چل سکتا ہے۔

بلا آخر آپ کی قوم نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا ایسے میں اللہ تعالی نے آپ کو بذریعہ وحی مطلع کیا!

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ۔۲۶۱۔

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے عیسیٰ، میں تمہیں وفات دینے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا، اور جن لوگوں نے تمہارا اتباع کیا ان کو غالب رکھوں گا قیامت کے دن تک ان لوگوں پر جنہوں نے کفر اختیار کیا، پھر میری طرف تم سب کو لوٹنا ہوگا، پھر فیصلے کروں گا تمہارے درمیان اس چیز کے بارے میں جس میں تم اختلاف رکھتے تھے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کا آسمان پر اٹھائے جانا:

قوم بنی اسرائیل کے سازشی ٹولے نے آپ کے خلاف ہر ممکن زور لگالیا مورخین یہ کہتے ہیں، چند لوگوں کے سوا پوری قوم بنی اسرائیل حضرت مسیح کی سزائے موت کا مطالبہ کر رہی تھی لیکن بدبخت قوم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر حق کا ساتھ نہ دیا لیکن اللہ تعالی کی طرف سے اس قوم پر اس طرح سے حجت قائم کی اور مجمع عام میں پونٹس پیلاطس (گورنر) نے جب قوم بنی اسرائیل یہ پوچھا کے آج تو تمھاری عید کا دن ہے اور قاعدے کے مطابق میں سزائے موت کے مجرموں میں سے کسی ایک مجرم کی سزا موت کو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہوں تو اب تم مجھے یہ بتاؤ کے میں یسوع مسیح کو معاف کروں یا ڈاکو برابا کو معاف کروں؟ اس پر اس بدبخت اور ملعون قوم نے ڈاکو کی معافی اور حضرت عیسیٰ کی سزائے موت پر اتفاق کیا اور آپ کو ۳۴ برس کی عمر میں سولی چڑھا دی گئی آپ کا نبوت کا دورانیہ ۲۰ برسوں پر محیط ہے۔

قرآن کریم اس واقعہ کو اس طرح سے بیان کرتا ہے!

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۔ ۲۶۲۔

ترجمہ۔انہوں نے کہا کہ بلاشبہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا، جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، حالانکہ انہوں نے نا ان کو قتل کیا اور نا ہی سولی پر چڑھایا لیکن ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا، بے شک جن لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا، وہ ضرور ان کے بارے میں شک میں ہیں، اٹکل پر چلنے کے سواء ان کو ان کے بارے میں کوئی علم نہیں اور یقیناً انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا ۔ ۲۶۳۔

ترجمہ۔اے نبی جس طرح سے یہ لوگ تمہارے دشمن ہیں اسی طرح سے ہم نے گناہ گاروں میں سے ہر نبی کے دشمن پیدا کر دئے اور ہدایت اور مدد کے لئے تیرا پروردگار کافی ہے۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے تمام باطل قوتوں کی سرکوبی اور ان کی بیخ کنی فرمائیں گے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ان اقدامات کے نتیجے میں دنیا میں ہر طرف امن وسکون قائم ہو جائے گا پھر آپ اپنی ذمہ داریوں کو مکمل کر کے اس دارفانی سے کوچ کر جائیں گے۔

قیامت سے قبل ظہور عیسیٰ ابن مریم:

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کے حضرت عیسیٰ ابن مریم قیامت سے قبل دنیا میں تشریف لائیں گے اور باطل قوتوں کی بالخصوص دجال کا قتل فرمائیں گے اور پوری دنیا میں اسلام اور امن وسلامتی کا دور دورہ ہو گا ہر جانب امن وسکون، پیار و محبت اور بھائی چارہ کی ایک فضاء قائم ہو جائے گی جبکہ دنیا مسلمانوں سے بھر جائے گی اور دیگر مذاہب کے پیروکار بھی جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہوں گے اور اس طرح دنیا میں ہر سو مسلمانوں کا ہی ڈنکا بجے گا احادیث ﷺ کی رو سے حضرت عیسیٰ ابن مریم چالیس برس تک دنیا میں رہیں گے اور اس کے بعد آپ اپنی طبعی موت مر جائیں گے اور خالق حقیقی کے ساتھ آپ کا وصال ہو جائے گا جبکہ احادیث مبارکہ ﷺ میں آپ کی تدفین کے مقام کی طرف بھی اشارہ موجود ہے دراصل حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش بھی اللہ کا ایک معجزہ (نشانی) تھا اور آپ کا دنیا سے آسمان کی طرف اٹھائے جانا اور قبل قیامت آپ کا ظہور یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی بھی معجزے (نشانی) سے کم نہیں اللہ تعالیٰ کے لئے انسان کی پیدائش کسی بھی صورت میں ممکن ہے اگرچہ وہ موت پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

اسی حوالے سے ذیل میں ارشادات خداوندی اور احادیث مبارکہ ﷺ پیش کیئے جارہے ہیں تاکہ بات وضاحت سے سمجھ میں آجائے۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۔ ۲۶۴۔

ترجمہ۔(عیسیٰ) تو قیامت کی نشانی ہیں، سو تم اس پر شک نہ کرو، اور میرے تابع ہو جاؤ، یہی سیدھی راہ ہے۔

نزول عیسیٰ ابن مریم اور ان کے فتنہ دجال کو ختم کرنے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی کچھ احادیث درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عیسیٰ ابن مریم حاکم اور عادل بن کر تمھارے درمیان ضرور اتریں گے پھر وہ صلیب کو توڑ دیں گیا ور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے جبکہ ایک دوسری روایت میں جنگ (حرب) کے بجائے جزیہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور مال کی وہ کثرت ہوگی کے اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور حالت یہ ہو جائے گی کے لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کر لینا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا۔ ۲۶۵۔

حضرت نواسؓ بن سمعان کلابی قصہ دجال بیان کرتے ہیں، دجال کی فتنہ انگیزیوں کے سبب اللہ، حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا اور (عیسیٰ) دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے دو فرشتوں کے بازؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے پھر جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کے (پانی) کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب وہ سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے ہوئے نظر آئیں گے ان کی سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ زندہ نہ بچ پائے گا پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور اسے لُدْ کے دروازے پر جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔ ۲۶۶۔

'لد' جیسے Lydda بھی کہتے ہیں یہ فلسطین کی ریاست میں اسرائیل کے دارالسلطنت 'تل ابیب' سے چند میل کے فاصلے کی دوری پر واقع ایک شہر ہے جہاں یہودیوں نے ایک ہوائی اڈہ بھی بنا رکھا ہے۔

حسابی پہلو:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ان مقرب بارگاہ شخصیات اور پیغمبروں میں ہوتا ہے جو اللہ کے نظام بادشاہی میں نظام تکوین یعنی Adminstration میں شامل ہیں۔

آپ فرماتے ہیں! جس شخص کو میں پانی دوں گا اور وہ اس میں سے پیئے گا وہ ابد تک پیاسا نا ہوگا، پھر یہ پانی ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ جاری رہے گا۔ ۲۶۷۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول پر تفکر سے یہ عقدہ کھلا کے اس کائنات اور کل اشیاء کائنات کی تخلیق میں پانی ہی اصل جز کی حیثیت رکھتا ہے، تاہم کائنات کے تمام اجزاء ترکیبی، تمام عناصر اور تخلیق کے تمام مراحل پانی پر ہی قائم ہیں، پانی ہی کائنات کے ہر ذرے کو حیات نو عطا کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں! میں اللہ تعالیٰ کی قربت اور محبت سے اس قدر مالا مال ہوں کے میری ذات نور کا چشمہ بن گئی ہے۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد بنی نوع انسانیت کی رشد و ہدایت اور خیر و فلاح ہے، تمام پیغمبروں نے برملا اس بات کا اقرار کیا کے وہ جو کچھ بھی کہتے یا کرتے ہیں وہ منجانب اللہ ہے، انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے سپرد کردہ فرائض کو دلیل و برھان کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تاہم ہر نبی اور رسول ان فرائض کو پورا کرتے ہیں ، جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا انتخاب کیا ہوتا ہے۔ معجزات کا ظہور صرف اس لئے صادر ہوتا ہے تاکہ اللہ کی حکمت سند بن جائے، تاہم ہر معجزے کے پس پردہ نوع انسانیت کے لئے اللہ کی ربوبیت، حاکمیت اور قدرت کاملہ موجود ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کی تائید اور تقویت کے لئے انھیں معجزات عطا فرماتے ہیں، تمام

پیغمبروں نے اپنی قوم کو یہ بتایا کے ہم اللہ کی جانب سے نذیر و بشیر بنا کر بھیجے گئے ہیں، کسی پیغمبر نے کبھی بھی کائنات اور نظام کائنات پر اختیارات کا دعویٰ نہیں کیا۔

فزکس:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں علم طب اور علم طبیعات یعنی فزکس کا بہت شور تھا، دنیا کے بڑے بڑے ماہرین بالخصوص یونان کے فلاسفر اور اطباء ان مضامین میں کمالات کے دعویٰ دار تھے، تاہم اللہ تعالیٰ نے اس دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انھیں ایسے معجزات سے نوازا جو اس دور کے ارباب دانش کے لئے بطور دلیل ہوں اور وہ حق کی جانب با آسانی راغب ہوسکیں۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درج ذیل چار معجزات کا ذکر موجود ہے۔

۱۔ وہ اللہ کے حکم اور اذن سے مردہ کو زندہ فرمادیا کرتے۔

۲۔ پیدائشی نابینا اور جذام کے مریض کو بہ حکم اللہ تندرست کر دیا کرتے۔

۳۔ مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں اللہ کے حکم سے روح پھونکتے اور وہ زندہ ہو جاتا۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو یہ بتا دیا کرتے کے انھوں نے کیا کھایا اور گھر میں کیا ذخیرہ کیا ہے۔

زندہ کرنے کا علم:

علماء باطن کے نزدیک ہر وجود کے اوپر روشنیوں سے بنا ہوا مرکب یا مفرد ایک جال ہوتا ہے، موت واقع ہونے کا مطلب یہ ہے کے روشنیوں کے غلاف یعنی (جسم مثالی) مادی وجود سے اپنا رشتہ منقطع کر لیتا ہے، ہر وجود پر ایک وجود غالب رہتا ہے اور اس غالب جسم کو روشنی یا نور (Cosmic Rays) فیڈ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ علم سکھایا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عناصر سے بنی چڑیا، چمگادڑ یا مردہ جسم کو روشنی کے غلاف سے ڈھانپ دیتے چنانچہ وہ شے اللہ کے حکم سے زندہ

ہو جاتی۔ ۲۶۸۔

مندرجہ بالا تمام معجزات میں مقداروں کا علم پنہاں ہے، یہ وہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب پیغمبروں کو عطا فرمائی، ان میں حسابی پہلو پوشیدہ اور مستور ہیں۔

۲۹۔ محمد ﷺ

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نہایت برگزیدہ آخری پیغمبر، نبی اور رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا اور اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا خانوادہ آپ کے جد امجد ہاشم بن مناف کی نسبت سے خانوادہ ہاشمی کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

رسول اللہ ﷺ ۱۲ یا ۹ ربیع الاول بروز پیر (بتاریخ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء) عیسوی کو یعنی ہجرت سے ۵۳ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور آپ کے جد امجد جناب قصی بن کلاب نے مکہ کے شہری ریاست کی بنیاد رکھی۔

پیدائش سے سات دن کے بعد آپ ﷺ کا عقیقہ کیا گیا اس موقع پر قریش مکہ کو کھانا کھلایا گیا دستور کے مطابق! آپ نے سات دنوں تک اپنی والدہ کا دودھ پیا پھر ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا اور اس کے بعد دائی حلیمہ کے جن کا تعلق قبیلہ ہوازن سے تھا نے یہ ذمہ داری اٹھائی۔ اس زمانہ میں شرفائے عرب اپنے بچوں کو قرب جوار کے دیہات اور قصبات میں پرورش کے لئے بھیجا کرتے تاکہ ان میں فصاحت کا جوہر پیدا ہو سکے اور عربی اوصاف کی حفاظت کی جاسکے تاہم یہ رواج عہد بنی امیہ تک جاری رہا رسول اللہ ﷺ حلیمہ سعدیہ کے یہاں تقریباً چھ سال

تک مقیم رہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو مدینہ منورہ لے گئیں جہاں بنونجار کے محلے میں آپ نے قیام کیا واپس آتے ہوئے مقام ابواء پر آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا اب آپ کی کفالت اور پرورش کی ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے اٹھائی ابھی آپ آٹھ برس کے ہی تھے کہ آپ کے دادا کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس وقت آپ کے چھ چچا حیات تھے جن میں زبیر، حارث، ابوطالب، ابولہب، عباس اور حمزہ شامل تھے زبیر سب سے بڑے چچا تھے دادا کے انتقال کے بعد آپ کی کفالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب نے کی ابھی آپ کی عمر ۱۰۔ ۱۲ برس ہی تھی کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکریاں چرایا کرتے۔

عرب اور خصوصاً بنی اسماعیل ہزاروں برس سے تجارت کے پیشے سے منسلک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جداعلی ہاشم نے قبائل عرب سے تجارتی معاہدے کئے اور اس کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن شعور کو پہنچے تو آپ نے بھی اپنے آبائی پیشے تجارت کو اپنایا مکہ کے لوگ عام طور پر اپنا سرمایہ کسی تجربہ کار اور امین شخص کے ہاتھ میں دے کر اس کو منافع میں شریک کیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بہ خوشی اس قسم کی شرکت کو قبول کرلیا کرتے بہت جلد ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن معاملہ اور صداقت وامانت کے چرچے عام ہونا شروع ہوئے سائب، زمانہ جاہلیت میں آپ کے شریک تجارت تھے وہ گواہی دیتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین شریک کار تھے آپ نہ بات کو بڑھاتے اور نہ ہی جھگڑا کرتے۔

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵ برس کی تھی کے آپ کا نکاح حضرت خدیجہؓ بنت خویلد سے ہوا جن کی عمر اس وقت ۴۰ برس تھی حضرت خدیجہؓ ایک نفیس، بارسوخ، عمدہ اخلاق کی حامل، فہم وفراست میں یکتا اور نیک نام اور دولت میں نامور خاتون تھیں۔

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اہل عرب میں اپنی عفت وعصمت اور پاکدامنی کی وجہ سے

الطاہرہ کے لقب سے جانی جاتیں

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا بالکل فطری اور قرین عقل تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ صادق اور امین کے لقب سے جانے جاتے جن کا عقد حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ جو الطاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں ان کے ساتھ طے ہوا یہ عین مشیت ایزدی تھا۔

حضرت خدیجہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۲۴ برس تک رہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی تمام اولادیں سوائے حضرت ابراہیم ؓ کے جو کے حضرت ماریہ قبطیہ ؓ کے بطن سے تھے حضرت خدیجہ ؓ سے پیدا ہوئیں جن میں چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے شامل تھے صاحبزادے تو بچپن میں ہی انتقال کر گئے جبکہ صاحبزادیوں میں حضرت زینب ؓ، حضرت رقیہ ؓ، حضرت ام کلثوم ؓ اور حضرت فاطمہ الزہرا ؓ شامل ہیں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں نے بعثت کا عہد بھی پایا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت بھی کی۔

چالیس برس میں نبوت اور رسالت:

بعثت سے قبل رسول اللہ ﷺ میں خلوت نشینی بڑھ گئی تھی، تاہم جب رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو آپ پر ابتدائی وحی غار حرا میں حضرت جبرائیل امین لے کر آئے جو کے سورہ العلق کی ابتدائی پانچ آیات تھیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۔۔ ۲۶۹۔

آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے تین دفعہ یہ فرمایا! میں پڑھا ہوا نہیں ہوں یہ سن کر حضرت جبرائیل امین نے آپ ﷺ کو زور سے اپنے سینے سے لگا کر بھینچا اس کے بعد وہ آیات رسول اللہ ﷺ کی زبان پر رواں ہوگئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے بے شمار گوشے ہیں جن تک عقل انسانی کی رسائی ناممکنات میں سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیک وقت ایک عظیم رسول و نبی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سپہ سالار ،عظیم مدبر، عظیم سیاست دان، عظیم جرنیل، عظیم جسٹس، عظیم مصلح، عظیم مبلغ، عظیم معلم، عظیم داعی ،عظیم مربی، عظیم مزکی، عظیم مبشر، عظیم واعظ، عظیم ناصح اور ایک بے مثال اور عظیم انسان تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت دین کی مشکلات اور کٹھنائیوں کو نہایت صبر واستقلال اور خندہ پیشانی سے سہتے ہوئے دنیا کی تاریخ میں ایک عظیم الشان انقلاب کو لانے میں کامیاب ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں آنے والا انقلاب ایک انقلاب عظیم تھا جس نے کل انسانیت کے عقائد ونظریات، علوم وفنون، قاعدے قوانین، تہذیب وتمدن، معاشرت، معیشت، سیاست، حکومت، ریاست الغرض بنی نوع انسانیت کے کل گوشہ حیات کے تمام دیدہ و نادیدہ معاملات کو نا صرف شدت سے متاثر کیا بلکہ انھیں یکسر بدل کر رکھ دیا۔ تاریخ انسانی میں اس جیسے انقلاب کی دور دور تک کوئی نظیر موجود نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تن تنہا دعوت دین کا آغاز فرماتے ہوئے تنظیمی مراحل کو منظم کرتے ہوئے تمام تر انقلابی جدوجہد کی کشمکش، تصادم، ہجرت و جہاد وقتال کے مراحل کو کامیابی سے سر کرتے ہوئے محیر العقول معجزات اور عظیم الشان کارناموں کی انجام دہی صرف اور صرف ۲۳ برس کے مختصر عرصہ میں انجام دئے جبکہ یہ ۲۳ برس قمری اعتبار سے ہیں اگر عیسوی سال کا حساب لگایا جائے تو یہ عرصہ بہ مشکل ۲۲ برس کا ہے۔ اللہ تعالی نے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی بھاری ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھوں پر ڈالی اگرچہ یہ نہایت مشکل اور کٹھن جہد مسلسل تھی جس کو بروئے کار لانا نہایت مشکل اور تکلیف دہ عمل تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت استقامت سے مسلسل اس کار عظیم کے ساتھ جڑے رہے اور اللہ کی طرف سے کامیابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدر بنی۔

سن گیارہ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی ماہ صفر کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیل ہوئے

اور ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو آپ ﷺ کا وصال ہوا آپ ﷺ کی علالت کے دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نماز کی امامت فرمائی جب آپ ﷺ کے مرض نے شدت اختیار کی تو آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج سے اجازت لی اور حضرت عائشہؓ کے یہاں منتقل ہو گئے آخر دنوں میں آپ ﷺ نے کچھ وصیتیں بھی کیں جیسے کے مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا، سفیروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسی طرح جیسے میں کرتا ہوں، نمازوں کی حفاظت کرنا، کنیزوں اور غلاموں کا خیال رکھنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہود اور نصاری پر اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے سختی سے اپنی امت کو اس کام سے منع فرمایا اور ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے وہ تھے! **اللھم الرفیق الاعلیٰ**۔

رسول اللہ ﷺ کا وصال ۶۳ برس کی عمر میں پیر کے دن ہوا آپ ﷺ ۱۳ دن علیل رہے انتقال کے اگلے روز بروز منگل کو آپ ﷺ کی تدفین کر دی گئی آپ ﷺ کو آپ کے لباس کے اوپر ہی غسل دیا گیا غسل دینے میں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ شامل تھے جس جگہ آپ ﷺ کا انتقال ہوا اسی جگہ آپ ﷺ کی تدفین ہوئی کیونکہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کے انبیاء جس جگہ انتقال کرتے ہیں انھیں اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد مسلمانوں کی کثرت رائے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت کی ذمہ داریاں اٹھائیں۔

احادیث نبوی ﷺ میں علم اعداد اور علم حساب کا تذکرہ:

ا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ نے آسمان اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار (50,000) سال قبل مخلوقات کی تقدیر لکھی اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ ۲۷۰

۲۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر میرے پاس احد کے پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو میں پسند کرتا کے اس کے لینے والے مل جائیں تو میں تین دن گزرنے سے پہلے اس سونے میں سے ایک دینار بھی نا بچے، سوائے اس کے جسے میں اپنے اوپر قرض کی ادائےگی کے لئے روک لوں۔ ۲۷۱۔

۳۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جمعہ کے دن 12 ساعتیں (گھڑیاں) ہیں، جس میں سے ایک ساعت قبولیت دعا کی ہے، اگر کوئی مسلمان اس ساعت میں اللہ سے دعا مانگے تو اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے، لہٰذا تم اسے عصر کے بعد آخری ساعتوں میں تلاش کرو۔ ۲۷۲۔

۴۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کے اچانک کسی بہت وزنی چیز کے گرنے کی آواز ہم سب نے سنی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ایک پتھر تھا جس کو 70 سال قبل جہنم میں پھینکا گیا تھا، اور یہ اب اس میں گرا ہے، یہاں تک کے یہ جہنم کی گہرائی تک پہنچ گیا۔ ۲۷۳۔

۵۔حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اسلام میں 40 سال کی عمر کو پہنچ جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنون، جذام اور برص سے محفوظ رکھتا ہے، جب وہ 50 سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس سے حساب آسان کر دیتا ہے، جب وہ 60 سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے، جب وہ 70 سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں، جب اس کی عمر 80 سال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو برقرار رکھتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور جب اس کی عمر 90 سال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کو اس کے گھر والوں کے حق میں شفاعت کرنے والا بنا دیتا ہے اور آسمان میں لکھ دیا جاتا ہے کے

وہ زمین میں اللہ کا قیدی ہے۔(مسند احمد)۔ ۲۷۴۔

۶۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! فقراء اور محتاج مسلمان جنت میں مالداروں سے آدھا دن پہلے داخل ہو جائیں گے اور یہ آدھا دن 500 برس کے برابر ہوگا۔ ۲۷۵۔

۷۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت کے 70,000 افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دئے جائیں گے کیونکہ وہ لوگ جھاڑ پھونک اور شگن نہیں لیتے تھے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے۔ ۲۷۶۔

۸۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سورہ اخلاص اور معوذتین صبح اور شام تین، تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ (سورتیں) تمہیں ہر شر سے بچائیں گی اور محفوظ رکھیں گی۔ ۲۷۷۔

۹۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انسان کے جسم کے 360 جوڑ ہیں، جن میں سے ہر جوڑ پر ہر دن کا صدقہ واجب ہے۔

تاہم لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔ ۲۷۸۔

۱۰۔حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ شیطان سے پناہ مانگے، پھر سورہ حشر کی آخری آیات هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔(الحشر۔ ۲۲۔ ۲۴) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار (70,000) فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں، اور اسے انسان، جنات اور شیاطین کے شر سے محفوظ فرماتے ہیں نیز اگر پڑھنے والے کا اسی دن انتقال ہو جائے تو اس کو شہادت کا درجہ عطا کیا جاتا ہے۔ ۲۷۹۔

۱۱۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب تم نماز مغرب کا سلام پھیر لو اور سات بار اللھم اجرنی من النار پڑھ لیا کرو یعنی اے اللہ مجھ کو جہنم کی آگ سے بچا ئے، اور اگر اس شخص کا اسی رات یا دن میں انتقال ہو جائے تو اس شخص کے لئے جہنم سے بچاؤ لکھ دیا جاتا ہے۔ ۲۸۰۔

۱۲۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہر فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد اللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لینے والا انسان کبھی ناکام اور نامراد نہیں ہوگا۔ ۲۸۱۔

۱۳۔حضرت ام سلیم بیان کرتی ہیں، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ کلمات کو سیکھانے کی استدعا کی تا کہ وہ ان کلمات کے ذریعے دعائیں کرلیا کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد اللہ، دس مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر اپنی ضرورت کا اللہ سے سوال کرلیا کرو، اللہ تعالی فرمائے گا میں نے تمھارا کام کر دیا، میں نے تمھارا کام کر دیا۔ ۲۸۲۔

۱۴۔رسول اللہ ﷺ نے آیت الکرسی کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا! آیت الکرسی ثواب کے اعتبار سے قرآن کریم کی بہت عظمت والی آیت ہے۔ ۲۸۳۔

۱۵۔جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کو پڑھے گا اللہ تعالی پڑھنے والے کو جنت عطا فرمائے گا۔ ۲۸۴۔

۱۶۔جب تم رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے لیٹو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، اس کی برکت سے اللہ تعالی صبح تک ایک فرشتے کو تمھاری حفاظت کے لئے مقرر فرما دے گا اور کوئی شیطان تمھارے قریب بھی نا آسکے گا۔ ۲۸۵۔

۱۷۔جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اس کو چاہیئے کے وہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر باوضو ہو کر اول آخر درود شریف پڑھنے کے بعد 70 مرتبہ آیت الکرسی کا ورد کرے۔ اللہ اس شخص کی حاجت روائی فرمائے گا۔

چار مرتبہ آیت الکرسی کو پڑھنے سے ایک قرآن کو پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔
جو شخص گھر سے نکلنے سے قبل آیت الکرسی پڑھتا ہے تو 70,000 فرشتے اس کے لئے دعا اور استغفار پڑھتے ہیں۔
جو شخص گھر میں داخل ہونے کے بعد آیت الکرسی کو پڑھے گا تو اللہ تعالی اس پر سے فقر وفاقہ کو دور فرما دیں گے۔

۱۸۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جسم میں درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد سات بار اعوذ باللہ من قدرتہ من شر ما اجدو احاذر پڑھنے سے درد ختم ہو جاتا ہے۔۲۸۶۔

۱۹۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص شراب پیتا ہے، تو اللہ تعالی 40 دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے، اور اگر دوبارہ شراب پی لے تو پھر 40 روز کی نماز قبول نا ہو گی لیکن توبہ قبول ہو جائے گی۔۲۸۷۔

۲۰۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں آخری زمانے میں اپنی امت کے بارے میں تین چیزوں سے ڈرتا ہوں۔
۱۔ستاروں پر ایمان لانے سے۔ ۲۔تقدیر کو جھٹلانے سے۔ ۳۔بادشاہوں کے ظلم وستم سے۔۲۸۸۔

۲۱۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو فتنوں کے دور میں دین پر چلے گا یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا تو اسے میرے 50 صحابہ کے برابر ثواب ملے گا۔۲۸۹۔

۲۲۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نیک چلن، عمدہ کردار اور میانہ روی نبوت کا 25 حصہ ہے۔۲۹۰۔

۲۳۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سچے خواب، نبوت کو 46 حصہ ہے۔ ۲۹۱۔

۲۴۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے اجازت ملی ہے کے میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کا حال بیان کروں، جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہے، اس کے کان کی لو سے اس کے مونڈھے تک کا فاصلہ 700 برس کی مسافت کا ہے۔ ۲۹۲۔

۲۵۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ نے رحمت کے 100 حصے کیئے اور اپنے پاس 99 حصے رکھے، صرف ایک حصہ زمین پر موجود تمام مخلوقات میں تقسیم کردیا، تم دیکھتے ہو کے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کے گھوڑی بھی اپنے بچے کو اپنے سم نہیں لگنے دیتی بلکہ اپنے سموں کو اٹھا لیتی ہے کے کہیں اس سے اس کے بچے کو تکلیف نا پہنچے۔ ۲۹۳۔

۲۶۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ کے راستے میں کوئی چیز خرچ کرے گا تو اس کے لئے وہ چیز 700 گنا تک بڑھا کر لکھی جاتی ہے۔ ۲۹۴۔

۲۷۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص خوب اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر وہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ پڑھتا ہے، تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں، اب وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ ۲۹۵۔

۲۸۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ ۱۔سلام کا جواب دینا۔ ۲۔مریض کی عیادت۔ ۳۔جنازے میں شرکت۔ ۴۔دعوت قبول کرنا۔ ۵۔چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔ ۲۹۶۔

۲۹۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ

مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں، اور جب وہ میرے پاس پیدل چل کر آتا ہے تو میں اس سے دوڑ کر ملتا ہوں۔ ۲۹۷۔

۳۰۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تین دعائیں قبول ہوتی ہیں، جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔

۱۔ مظلوم کی دعا۔ ۲۔ مسافر کی دعا۔ ۳۔ باپ کی اپنی اولاد کے حق میں دعا۔ ۲۹۸۔

۳۱۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے نیکی کا ارادہ کیا، تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، لیکن جب اس نیکی پر عمل کر لیا جاتا ہے تو اس شخص کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ ۲۹۹۔

۳۲۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس دن لوگ رب اللعالمین کے سامنے حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے، تو ان کی کان کی لو تک پسینے میں ڈوبی ہو گی۔ ۳۰۰۔

۳۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے سفر معراج کے حوالے سے فرمایا! سفر معراج میں
رسول اللہ ﷺ کو 3 تحائف عنایت ہوئے۔ ۱۔ پانچ فرض نمازیں۔ ۲۔ سورہ بقرہ کی آخری دو آیات۔ ۳۔ اور
آپ ﷺ کی امت کی بخشش اگر وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نا ٹھہرائے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے تو وہ روز قیامت بخش دیا جائے گا۔ ۳۰۱۔

۳۴۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! رجب میں ایک دن اور ایک رات ہے، جو اس دن روزہ رکھے اور رات میں قیام یعنی عبادت کرے تو گویا اس نے 100 سال کے روزے رکھے، اور 100 سال تک شب بیداری کی، اور یہ رجب کی 27 تاریخ ہے۔ ۳۰۲۔

۳۵۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پانچ چیزیں دل کو روشن کرتی ہیں۔

۱۔سورہ اخلاص کی بکثرت تلاوت ۔ ۲۔کم کھانا۔ ۳۔علماء کی ہم نشینی ۔ ۴۔نماز شب کی ادائے گی ۔ ۵۔مسجد کی طرف چل کر جانا۔ ۳۰۳۔

۳۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احد کے بعد حضرت حمزہؓ کی لاش کے پاس فرمایا! آپ پر جیسا رنج وصدمہ مجھے کبھی نہیں پہنچے گا اور میں اس سے زیادہ کسی رنجیدہ اور دردناک مقام پر کبھی کھڑا نہیں ہوا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کے سات آسمانوں میں حضرت حمزہؓ کا نام اس طرح سے لکھا ہوا ہے، حمزہؓ بن عبد المطلب، اسداللہ ورسولہ یعنی (اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیر)۔ ۳۰۴۔

۳۷۔حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں، دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اسی کے ساتھ رہ جاتی ہے، اس کے اہل اور مال واپس آجاتے ہیں جبکہ اس کا عمل اس کے ساتھ رہتا ہے۔ ۳۰۵۔

۳۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! گناہوں کو مٹانے والے تین اعمال یہ ہیں۔

۱۔نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

۲۔ پیدل چل کر نماز باجماعت کے لئے مسجد جانا۔

۳۔ناگواری کے باوجود باقاعدگی سے وضو کرنا۔ ۳۰۶۔

۳۹۔حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کے صدقہ کا ثواب 10 گنا ہے اور قرض کا ثواب 18 گنا ہے، میں نے جبرائیل سے پوچھا قرض، صدقہ سے افضل کیوں ہے؟ تو جبرائیل نے فرمایا! صدقہ سائل کے سوال کرنے پر دیا جاتا ہے حالانکہ اس کے پاس کھانے کو ہوتا ہے جبکہ قرض لینے والا قرض اس وقت تک نہیں مانگتا جب تھ اس کو واقعی اس کی ضرورت نا ہو۔ ۳۰۷۔

۴۰۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا،

ہم اپنے خادموں کو کتنا معاف کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! ایک دن میں 70 سے زائد مرتبہ۔ ۳۰۸۔

۴۱۔حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ 3 انگلیوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے، اور کھانے کے اختتام پر ان انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے۔ ۳۰۹۔

۴۲۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے اپنے بھائی کو پیٹ بھر کر کھلایا اور پلایا تو اللہ تعالی اس کو دوزخ سے 7 خندق دور کردے گا، جبکہ دو خندقوں کے مابین 500 برس کا فاصلہ ہے۔ ۳۱۰۔

۴۳۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت کے اکثر لوگوں کی عمر 60 اور 70 برس کے درمیان ہوگی۔ ۳۱۱۔

۴۴۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں دو کمزوروں کی حق تلفی سے منع کرتا ہوں۔ ا۔یتیم۔ ۲۔عورت۔ ۳۱۲۔

۴۵۔حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے تمام نبیوں پر چھ اوصاف کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔

ا۔مجھے جامع الکلام بنایا گیا۔ ۲۔رعب سے میری مدد کی گئی۔ ۳۔میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا۔ ۴۔تمام روئے زمین کو میرے لئے مادہ تیمم اور مسجد بنایا گیا۔ ۵۔مجھے تمام مخلوقات کا رسول بنایا گیا۔ ۶۔اور مجھ پر رسالت اور نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ ۳۱۳۔

۴۶۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تین چیزیں جب کوئی پیش کرے تو اسے منع نا کرو۔ ا۔خوشبو۔ ۲۔تکیہ۔ ۳۔دودھ۔ ۳۱۴۔

۴۷۔حضرت زید بن ارقم ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔

ا۔کتاب اللہ (قرآن کریم)۔ ۲۔میری عترت (اہل بیت)۔ ۳۱۵۔

۴۸۔حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کو لے کر احد پر چڑھے، تو احد کانپنے لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔۳۱۶؎

۴۹۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص مہینے میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے تو اس شخص کو کوئی بڑی بیماری نہیں ہوگی۔۳۱۷؎

۵۰۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے! جس نے مجھ پر (۱۰۰۰) مرتبہ درود شریف پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس کا گوشت اور ہڈیوں کو آگ پر حرام فرما دیں گے۔۳۱۸؎

۵۱۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص جمعہ کے دن (۱۰۰۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ اللھم صل علی محمدٍ والہ الف الف مرۃ۔۳۱۹؎

۵۲۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔سخاوت۔ ۲۔شجاعت۔ ۳۔قوت مردمی۔ ۴۔مقابل پر غلبہ۔۳۲۰؎

۵۳۔مہر کے علاوہ عورت کے نان نفقہ کی بھی مکمل ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ ہر سال اپنی ازواج مطہرات کو ۱۰۰ وسق (۲۴۰ کلوگرام) غلہ دیتے تھے، جس میں ۸۰ وسق کھجوریں اور ۲۰ وسق جو ہوتی تھی۔۳۲۱؎

۵۴۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ۱۔اچھا خواب اللہ کی طرف سے خوشخبری ہوتی ہے۔ ۲۔غمگین خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ ۳۔ایک خواب انسان کے اپنے تخیل کی کاروائی ہوتی ہے۔۳۲۲؎

۵۵۔حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت میں زمانہ جاہلیت کی چار خصلتیں ایسی ہیں جن کو وہ ترک نہیں کرے گی۔ ۱۔اپنے نسب پر فخر کرنا۔ ۲۔

دوسروں کے نسب پر طعن کرنا۔ ۳۔ستاروں سے بارش طلب کرنا۔
۴۔اور میت پر نوحہ کرنا۔ ۳۲۳؎
۵۶۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سلام میں پہل کرنے والے کو ۳۰ نیکیاں جبکہ جواب دینے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ ۳۲۴؎
۵۷۔حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ وتر ہے اور وتر سے محبت کرتا ہے۔ ۳۲۵؎
۵۸۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بے شک میرے دل پر حجاب چھا جاتا ہے اور میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ ۳۲۶؎
۵۹۔قتادہ بن ملحان قیسیؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایام بیض یعنی (تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں) تاریخوں کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا! یہ پورے سال روزہ رکھنے کے مثل ہیں۔ ۳۲۷؎
۶۰۔حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ روزے شوال کے بھی رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ ۳۲۸؎
۶۱۔حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ چار کام نہیں چھوڑتے تھے۔
۱۔عاشورہ (۱۰ محرم) کا روزہ۔ ۲۔عشرہ ذی الحجہ کے روزے۔ ۳۔ ہر مہینے کے تین روزے (یعنی ایام بیض کے روزے۔
۴۔فجر کی دو سنتیں۔ ۳۲۹؎
۶۲۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو صبح کے اول وقت میں چار رکعات کی حفاظت کرے گا، وہ حفیظ ہے۔ ۳۳۰؎
۶۳۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی موت سے

پہلے انھیں نا چھوڑنا۔ ا۔ ہر مہینے میں تین روزے۔ ۲۔ چاشت کی نماز۔ ۳۔ وتر پڑھ کر سونا۔ ۳۳۱

۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن مجید چار افراد سے سیکھو۔ ا۔ عبداللہ بن مسعودؓ

۲۔ ابو حذیفہ کے مولا سالم۔ ۳۔ ابی بن کعبؓ اور۔ ۴۔ معاذ بن جبلؓ۔ ۳۳۲

۶۵۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص رات کو سوتے وقت سورہ دخان پڑھے گا تو صبح تک اس کے لئے (70,000) فرشتے استغفار کریں گے۔ ۳۳۳

۶۶۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اذا زلزالت قرآن کریم کا چوتھا حصہ ہے۔ ۳۳۴

۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ سورہ الزلزال قرآن کریم کا نصف حصہ ہے۔ ۳۳۵

۶۸۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ النصر چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ ۳۳۶

۶۹۔ حضرت سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سورہ اخلاص تہائی قرآن ہے۔ ۳۳۷

۷۰۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص قبرستان سے گزرا اور اس نے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی پھر اس کا اجر ان قبرستان کے مردوں کو ایصال ثواب کر دے، تو پڑھنے والے کو اس کا اجر اتنا ملے گا جتنے کے اس قبرستان میں مردے دفن ہیں۔ ۳۳۸

۷۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مردوں پر لا الہ الا اللہ بہت پڑھا کرو۔ ۳۳۹

۷۲۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے قبرستان میں جا کر

سورہ یٰسین پڑھی اوراس کا ثواب وہاں کے مردوں کو پہنچایا تو اللہ تعالیٰ اس دن ان مردوں کے عذاب میں تخفیف فرماتے ہیں، اسی طرح سے جمعہ کے دن بھی یٰسین پڑھنے سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور قبرستان کے مردوں کے برابر پڑھنے والے کو ثواب دیا جاتا ہے۔ ۳۴۰؎

۷۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب کوئی شخص انتقال کر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین اعمال کے:

۱۔ اس کا نیک عمل۔ ۲۔ اس کا نفع بخش علم۔ ۳۔ اور صالح اولاد۔ ۳۴۱؎

۷۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص کسی کے جنازہ پر گیا حتیٰ کے اس کی نماز پڑھی، اس کو ایک قیراط اجر ملے گا اور جو تدفین تک جنازہ کے ساتھ رہا اس کو دو قیراط اجر ملے گا، پوچھا گیا کے قیراط کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو پہاڑوں کی مثل ہیں۔ ۳۴۲؎

۷۵۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص یہ دعا کرے جزی اللہ عنا محمداً ما هو اهله تو اس کا ثواب 70,000 فرشتوں کو 1,000 دن تک مشقت میں ڈالے گا۔ ۳۴۳؎

۷۶۔ اہل جنت جب جنت میں داخل کئے جائیں گے تو مردوں کی عمریں ۳۳ برس اور خواتین ۱۸ برس کی ہوں گی اور وہ اپنی جوانی کے بہترین ایام میں جنت میں دال ئے جائیں گے۔ ۳۴۴؎

۷۷۔ اہل جنت کا قد (ساٹھ ہاتھ) جتنا لمبا ہوگا۔ ۳۴۵؎

۷۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جب جنت کے درجات کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جتنے قرآن کریم میں حروف ہیں اتنے ہی جنت کے درجات ہیں اور جنت کے ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ آسمان اور زمین جتنا ہے۔ ۳۴۶؎

۷۹۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ۱۰۰ درجات ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے۔ ۳۴۷؎

۸۰۔حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جنت میں ۱۰۰ درجے ہیں اور اس کے کسی ایک درجے میں تمام جہان سما سکتے ہیں۔۳۴۸۔

۸۱۔ حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اہل جنت کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں سے 80 صفیں اس

امت کی ہوں گی جبکہ بقیہ 40 صفیں باقی امتوں کی ہوں۔۳۴۹۔

۸۲۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اہل جنت میں سب سے کم درجہ اس شخص کا ہوگا جو ایک ہزار سال کی مسافت سے اپنی جنتوں،اپنی بیویوں اپنی نعمتوں ،اپنے خادموں اور اپنی باندیوں کو دیکھے گا اور اللہ کے نزدیک اہل جنت میں سب سے زیادہ مکرم شخص وہ ہوگا جو اللہ کے چہرے کا دیدار صبح وشام کرے گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی

اس دن بعض چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے

۔۳۵۰۔

۸۳۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دوزخ کی آگ کو ۱۰۰۰ سال تک دھکایا گیا،حتیٰ کے وہ سرخ ہوگئی، پھر اس کو ۱۰۰۰ سال تک مزید دھکایا گیا حتیٰ کے وہ سفید ہوگئی پھر اس کو مزید ۱۰۰۰ سال تک دھکایا گیا تو وہ سیاہ ہوگئی پس وہ سیاہ اندھیری ہے

۔۳۵۱۔

۸۴۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دوزخ کی آگ میں صرف شقی داخل ہوگا،آپ ﷺ سے سوال کیا گیا، یارسول اللہ ﷺ شقی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! جس نے اللہ کے لئے کوئی اطاعت نہیں کی۔۳۵۲۔

۸۵۔حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تمھاری دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ۷۰واں حصہ ہے۔۳۵۳۔

۸۶۔حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے! بے شک

دوزخ والوں میں سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جس کو آگ کی دو جوتیاں اور دو تسمے پہنائے جائیں گے اور اس سے اس کا دماغ اس طرح سے کھول رہا ہوگا جس طرح سے چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا کھولتی ہے۔ ۳۵۴۔

۸۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! (جہنم) کی آگ میں بختی اونٹ جیسے سانپ ہیں، اگر وہ ایک بار ڈس لیں گے تو جہنمی 40 سال تک اس کے زہر اور کاٹ کی تکلیف کو محسوس کرے گا، اور خچر جیسے بچھو ہیں جو اگر ایک بار ڈس لیں تو ان کے زہر کی شدت اور کاٹ کی تکلیف 40 برس تک محسوس کی جائے گی۔ ۳۵۵۔

۸۸۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پانچ جانور فاسق ہیں، جن کو حرم میں بھی قتل کر دیا جائے گا۔

۱۔چوہا۔ ۲۔بچھو۔ ۳۔چیل۔ ۴۔کوا۔ ۵۔باولا کتا۔ ۳۵۶۔

۸۹۔حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر کتے اللہ کی مخلوق نہیں ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دینے کا حکم دے دیتا، پس تم ان میں سے سیاہ کتے کو قتل کر دو اور جن لوگوں نے کھیت، شکار اور مویشیوں کے بغیر کتا رکھا ہوا ہے ان کے اجر میں ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔ ۳۵۷۔

۹۰۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ نے تمھیں تین آفات سے بچا لیا۔

۱۔تمھارا نبی تم پر ایسی بددعا نہیں کرے گا کہ جس سے تم ہلاک ہو جاؤ۔

۲۔کبھی بھی اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں آئیں گے۔

۳۔تم سب گمراہی پر متفق نہیں ہوگے۔ ۳۵۸۔

۹۱۔میری امت کے 70,000 افراد کا ایک گروہ جنت میں داخل کیا جائے گا جن کا حسن اور خوبصورتی چاند کی مانند ہوگی۔ ۳۵۹۔

۹۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ ناحق لیا تو روز قیامت اسے

سات زمینوں میں دھنسایا جائے گا۔۔۳۶۰۔

۹۳۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے کسی کی ایک بالشت زمین پر ظلم سے قبضہ کیا تو روز قیامت اس شخص کی گردن میں سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔۳۶۱۔

۹۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو انسان قرآن کریم کو پڑھنے میں ہکلاتا یا اٹکتا ہے تو اس کو قرآن کریم کے پڑھنے کی اس مشقت کے سبب اللہ تعالی دو اجر عطا فرماتے ہیں۔۳۶۲۔

۹۵۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کے لئے کھانے کے چند لقمے بہت ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکیں، اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہے تو پھر ضروری ہے کے پیٹ کا ایک تہائی حصہ اپنے کھانے کے لئے، ایک ے ہائی حصہ اپنی کے لئے اور ایک تہائی حصہ اپنی سانس کے لئے باقی رکھا جائے۔۳۶۳۔

۹۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تین مساجد کے سوا کسی جگہ کے لئے سفر اختیار نا کیا جائے۔

۱ مسجد الحرام (بیت اللہ)۔

۲۔مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۳۔مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)۔۳۶۴۔

۹۷۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قرآن کریم میں 30 آیات کی ایک ایسی سورہ ہے جو اپنے تلاوت کرنے والے کی سفارش کرتی رہے گی جب تک کے اس کی بخشش نا ہو جائے اور وہ سورہ ہے، تبارک الذی بیدہ الملک، یعنی سورہ الملک۔۳۶۵۔

۹۸۔حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قیامت کا دن 50,000 برس طویل ہوگا لیکن میری امت کے لئے وہ دن اتنا مختصر ہوگا جتنی دیر میں دنیا میں کوئی شخص فرض نماز ادا کرتا ہے بلکہ وہ اسے اس سے بھی کم محسوس کرے گا۔۳۶۶۔

۹۹۔حضرت ابوذر غفاری ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوذر، اگر تم صبح قرآن کریم کی ایک آیت بھی سیکھ لو تو یہ تمھارے لئے 100 رکعات نماز پڑھنے سے افضل ہے اور

اگر تم صبح علم کا ایک باب سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا نا ہو لیکن یہ 1,000 رکعات پڑھنے سے افضل ہے۔ ۳۶۷۔

۱۰۰۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو پانچ نصیحتیں فرمائیں۔ ۱۔ کامل وضو کرو تمھارے عمر دراز ہوگی۔ ۲۔ سلام کرو، اس سے تمھاری نیکیوں میں اضافہ ہوگا۔ ۳۔ گھر میں سلام کر کے داخل، گھر میں خیر و عافیت رہے گی۔ ۴۔ چاشت کی نماز پڑھتے رہو، گزشتہ اللہ والوں کا یہی طریقہ تھا۔ ۵۔ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت و توقیر کرو تم قیامت میں میرے ساتھی بن جاؤ گے۔ ۳۶۸۔

۱۰۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم لوگ ایسے زمانے میں ہو کے جو اس کا دسواں حصہ چھوڑ دے جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے تو وہ ہلاک ہو جائے گا، پھر ایسا زمانہ بھی آئے گا جب تم میں سے جو اس کے دسویں حصہ پر عمل کرے گا جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے تو وہ کامیاب ہو جائے گا۔ ۳۶۹۔

۱۰۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ذی الحجہ کے دس دنوں کے مقابلے میں دوسرے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں نیک اعمال اللہ کو ان دنوں سے زیادہ محبوب ہوں، لوگوں نے عرض کی، کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی

نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں، سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال دونوں لے کر اللہ کی راہ میں نکلا پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا۔ ۳۷۰۔

۱۰۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کے انھوں نے فتح مکہ کے دن دیکھا کے رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات پڑھیں۔ ۳۷۱۔

۱۰۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دوزخ نے اللہ کے حضور شکایت کی کے، ائے میرے رب! (آگ کی شدت کی وجہ سے) میرے بعض حصے نے بعض

حصوں کو کھالیا ہے، اس پر اللہ تعالی نے دوزخ کو دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں، چنانچہ نہایت سردی اور نہایت گرمی جو تم لوگ محسوس کرتے ہو وہ جہنم کے اسی سانس کی وجہ سے ہے۔ ۳۷۲؎

۱۰۵۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسکین وہ نہیں جو ایک کھجور یا ایک دو لقمے کے لئے در بدر پھرتا رہے، بلکہ اصل مسکین وہ ہے جو لوگوں سے سوال نہیں کرتا۔ ۳۷۳؎

۱۰۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے بدلے اس کو ایک نیکی ملے گی اور پھر اس ایک نیکی کو دس گنا بڑھا دیا جائے گا۔ ۳۷۴؎

۱۰۷۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ ۳۷۵؎

۱۰۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کے نماز عید سے قبل صدقہ فطر ادا کر دیا کرو چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ عید الفطر سے دو دن قبل صدقہ فطر ادا کر دیا کرتے تھے۔ ۳۷۶؎

۱۰۹۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! رمضان کے مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کی خیر سے محروم رہا۔ ۳۷۷؎

۱۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ۳۷۸؎

۱۱۱۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص

رمضاان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نا رکھے، البتہ اگر کسی کو ان روزوں کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔ ۳۷۹

۱۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عائذ شج عبدالقیسؓ سے فرمایا! تمھارے اندر دو خصائل ایسے ہیں جو اللہ کو پسند ہیں۔

۱۔ تحمل۔ ۲۔ غور و فکر کی عادت۔ ۳۸۰

حوالہ کتب:

۱۔ مجموعہ رسائل امام غزالی۔ حجۃ الاسلام امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)۔ ج۔ ۳)۔ ص۔ ۳۵۔ ۴۳۔
دار اشاعت اردو بازار کراچی۔ ۱۹۸۷ء۔

۲۔ الطبقات الکبریٰ المعروف طبقات ابن سعد۔ ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البغدادی (متوفی ۲۳۰ھ)۔
مکتبہ ادارہ انوریہ دیوبند، یوپی۔

۳۔ نشر الطیب۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (متوفی۔)۔ ص۔ ۱۹۱۔ مکتبہ زمرہ پبلیشرز۔

۴۔ الطبقات الکبریٰ المعروف طبقات ابن سعد۔ ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البغدادی (متوفی ۲۳۰ھ)۔
مکتبہ ادارہ انوریہ دیوبند، یوپی۔

۵۔ حیاۃ الحیوان۔ علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری (متوفی ۸۰۸ھ)۔ مکتبہ الحسن، اردو بازار۔

۶۔ تفسیر ابن کثیر۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر شافعی، دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ مکتبہ اسلامیہ۔

۷۔ الطبقات الکبریٰ المعروف طبقات ابن سعد۔ ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البغدادی (متوفی ۲۳۰ھ)۔
مکتبہ ادارہ انوریہ دیوبند، یوپی۔

۸۔ تفسیر صاوی۔ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی)۔ ج۔ ۳۔ ص۔ ۱۴۱۔ دار الجیل بیروت۔

۹۔ لباب التاویل فی معانی التنزیل تفسیر الخازن۔ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی۔
(متوفی ۷۴۵ھ)۔ مکتبہ دار الکتب العلمیہ۔ بیروت۔

۱۰۔ سورہ مریم۔ آیت۔ ۵۶۔ ۵۷۔

۱۱۔ تفسیر القران العزیز۔ امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار

۱۲۔ سنن ترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۴۱۴ھ۔

۱۳۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۴۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ(متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت۔
۱۵۔عہد نامہ قدیم وجدید(کتاب مقدس)۔کتاب۔پیدائش۔باب۔۵۔آیت۔۲۳۔۲۴۔مرتب۔
بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۱۶۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۱۷۔محمد الرسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۲۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۸۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۱۹۔ تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر(متوفی ۵۷۱ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث۔
۲۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار۔
۲۱۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۲۴۔
۲۴۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۵۔
۲۵۔سورہ اعراف۔آیت۔۶۹۔
۲۶۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر(متوفی ۵۷۱ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث۔
۲۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی(متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔
۳۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار
۳۱۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی(متوفی ۳۲۷ھ)مطبوعہ مکتبہ نزار
۳۲۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۔سورہ القمر۔آیت۔۱۹۔
۳۴۔سورہ القمر۔آیت۔۲۰۔
۳۵۔سورہ حم السجدہ۔فصلت۔آیت۔۱۵۔
۳۶۔سورہ المرسلات۔آیت۔۲

۳۷۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔
۳۸۔سورہ القمر۔آیت۔۲۸۔
۳۹۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔
۴۰۔سورہ ھود۔آیت۔۶۷۔
۴۱۔تفسیر القرآن العزیز۔امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ دار المعرفہ۔بیروت۔
۴۲۔اتقان فی العلوم القرآن۔علامہ جلال الدین سیوطی۔ص۔۳۴۲۔ادارہ اسلامیات۔لاہور۔
۴۳۔تفہیم لقرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ج۔ا۔ص۔۱۹۸۔حاشیہ۔۲۹ سورہ البقرہ۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۲۰۰۷ء۔
۴۴۔سورہ نمل۔آیت۔۱۲۰۔
۴۵۔سورہ انعام۔آیت۔۱۶۱۔
۴۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔
۴۷۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۶۹۔
۴۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۶۹۔
۴۹۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۰۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۵۲۔ارشاد الساوی۔ج۔۳۔ص۔۱۴۴۔۱۴۳۔مطبوعہ مطبع میمنہ مصر۔۱۳۰۲ھ.
۵۳۔سورہ الطور۔آیت۔۴۔
۵۴۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ۔
۵۵۔ المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر انی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۵۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۷۔سورہ انفال۔آیت۔۳۴۔
۵۸۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۰۰۔
۸۹۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب۔پیدائش۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۶۰۔حدیث۔

٦١۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۲۸۔

٦٢۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری(متوفی ۹۷۵ھ)مطبوعہ موسسۃ الرسالہ۔

٦٣۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری(متوفی ۹۷۵ھ)مطبوعہ موسسۃ الرسالہ۔

٦٤۔سورہ القمر۔آیت۔۳۸۔

٦٥۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۴۔

٦٦۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی(متوفی ٦٦٨ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

67. Werner Keller,Und die Bibel hat doch recht(The Bible as History: a Confirmation of the Book of Book .New York: William Morrow,1964.p. 75-76.

"Le Monde de la Bible",Archeologie et Histoir,Jul-Aug1993.

٦٨۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۳۔

٦٩۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۴۔

۷۰۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(متوفی ۳٦۰ھ)۔مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ریاض۔

۷۱۔سورہ الذاریات۔آیت۔۳۰۔

۷۲۔سورہ الذاریات۔آیت۔۲۸۔

۷۳۔سورہ ھود۔آیت۔۷۱۔

۷۴۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔جلد۔سوم۔ص۔۱۷۴۔الکتاب پبلی کیشنز۔کراچی۔

۷۵۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۲۔

۷٦۔اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔جلد۔دوم۔ص۔۱۵۸۲۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔

۷۷۔سورہ یوسف۔آیت۔۸۔

۷۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۳۳۔

۷۹۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔سوم۔ص۔۱۷۷۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔

۸۰۔سورہ یوسف۔آیت۔ ۵۵۔

۸۱۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم(جلد سوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸٦۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔

۸۲۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم(جلد سوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۸۷۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔

۸۳۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جلد سوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۰۸۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۸۴۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جلد سوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۰۱۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۸۵۔من کی دنیا۔ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ص۔۲۱۶۔شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ لاہور۔۱۹۶۰ء۔
۸۶۔ضرب کلیم (کلیات اقبال)۔علامہ اقبال۔ص۔۶۰۷۔خزینہ علم وادب لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۸۷۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جلد سوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۰۵۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی۔
۸۸۔سورہ لقمان۔آیت۔۲۰۔
۸۹۔اہرام مصر اور فرعونوں کے عجائب۔راجپوت اقبال احمد۔ص۔۸۹۔۹۰۔سائنس ڈائجسٹ پبلی کیشنز کراچی۔
۹۰۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جلد سوم)۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۰۴۔۲۰۵۔الکتاب
پبلیکیشنز کراچی۔اشاعت سوم ۲۰۰۳ء۔
۹۱۔سورہ یوسف۔آیت۔۴۔
۹۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۹۳۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۹۴۔سورہ ق۔آیت۔۱۴۔
۹۵۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔
۹۶۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان۔امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ)۔مطبوعہ موسستہ الرسالہ
۹۷۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث.
۹۸۔المنتظم فی تاریخ الامم والملوک۔عبدالرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)۔مطبوعہ دار الفکر۔
۹۹۔سورہ الحجر۔آیت۔۷۹۔
۱۰۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۵۔
۱۰۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۰۔۹۱۔
۱۰۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۲۔
۱۰۳۔سورہ اعراف۔آیت۔۹۳۔
۱۰۴۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۱۔۱۸۳۔
۱۰۵۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۹۔
۱۰۶۔سورہ الشعراء۔آیت۔۱۸۰۔

۱۰۷۔المنتظم فی تاریخ الامم والملوک۔عبدالرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)۔مطبوعہ دارالفکر۔
۱۰۸۔سورہ العادیات۔آیت۔۸۔
۱۰۹۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۳۹۔
۱۱۰۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۴۹۔
۱۱۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۷۔
۱۱۲۔سورہ قلم۔آیت۔۴۸۔
۱۱۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۴۳۔۱۴۴۔
۱۱۴۔سورہ یونس۔آیت۔۹۸۔
۱۱۵۔سورہ یونس۔آیت۔۹۸۔
۱۱۶۔الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۷۔الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۸۔الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۱۹۔الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۰۔الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۱۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۔۵۔
۱۲۲۔سورہ ص۔آیت۔۴۱۔
۱۲۳۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۳۔
۱۲۴۔سورہ ص۔آیت۔۴۲۔
۱۲۵۔الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۲۶۔سورہ ص۔آیت۔۴۳۔
۱۲۷۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۴۔
۱۲۸۔سورہ احقاف۔آیت۔۳۵۔
۱۲۹۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۵۔
۱۳۰۔ تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ)۔مطبوعہ داراحیاء التراث۔
۱۳۱۔سورہ قصص۔آیت۔۴۔

۱۳۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۱۳۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب خروج۔باب۔۱۲۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔

۱۳۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۵۷۔

۱۳۵۔سورہ المائدہ۔آیت۔۱۲۔

۱۳۶۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۶۰۔

۱۳۷۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۳۸۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۲۔

۱۳۹۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار

۱۴۰۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۵۵۔

۱۴۱۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۴۲۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۵۔

۱۴۳۔سورہ قصص۔آیت۔۳۵۔

۱۴۴۔سورہ مریم۔آیت۔۵۳۔

۱۴۵۔سورہ فرقان۔آیت۔۳۵۔

۱۴۶۔سورہ القصص۔آیت۔۳۴۔

۱۴۷۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب گنتی۔باب۔۲۷۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔

۱۴۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب استثناء۔باب۔۳۴۔آیت۔۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔

۱۴۹۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔جلد۔دوم۔ص۔۱۵۸۶۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔

۱۵۰۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب یشوع آیت۔۲۴۔۱۴۔۱۵۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔

۱۵۱۔تفہیم القران۔سید ابو الاعلی مودودی۔جلد۔دوم۔سورہ اعراف۔آیت۔۱۴۰۔ص۔۷۵۔ترجمان القرآن۔لاہور۔۲۰۰۷ء۔

۱۵۲۔سورہ المومنون۔آیت۔۴۴۔

۱۵۳۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب سموئیل۔باب۔۱۔آیت۔۷۔مرتب۔بائبل سوسائٹی

لاہور۔
۱۵۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔ ۲۴۶۔
۱۵۵۔عہد نامہ قدیم وجدید(کتاب مقدس)۔کتاب سموئیل۔باب۔۷۔آیت۔۶۔مرتب۔بائبل سوسائٹی
لاہور۔
۱۵۶۔محمد الرسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔جلد سوم۔ص۔۲۷۶۔۲۸الکتاب پبلی کیشنز۔کراچی۔
۱۵۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۶۔۲۵۱۔
۱۵۸۔ عہد نامہ قدیم وجدید(کتاب مقدس)۔کتاب سموئیل۔باب۔۹۔۱۰۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔
۱۵۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۱۶۰۔تفہیم القرآن۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔تفسیر سورہ البقرہ۔آیت۔۲۴۶۔۲۵۱)ادارہ ترجمان القرآن۔
۱۶۱۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۱۶۲۔سورہ ص۔آیت۔۲۰۔
۱۶۳۔سورہ ص۔آیت۔۱۸۔
۱۶۴۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔۱۱۔
۱۶۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۱۶۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۱۔
۱۶۷۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۵۵۔
۱۶۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔
۱۶۹۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔۱۱۔
۱۷۰۔سورہ سبا۔آیت۔۱۰۔۱۱۔
۱۷۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۰۔
۱۷۲۔محمد الرسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔جلد۔سوم۔ص۔۳۰۷۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی۔
۱۷۳۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۵۔
۱۷۴۔سورہ ص۔آیت۔۱۸۔
۱۷۵۔سورہ ص۔آیت۔۱۹۔
۱۷۶۔سورہ ص۔آیت۔۲۰۔

۱۷۷۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔جلد۔سوم ۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی ۔ ۲۰۰۳ء۔
۱۷۸۔سورہ بنی اسرائیل ۔آیت ۔ ۴۴۔
۱۷۹۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔جلد۔سوم ۔ص۔ ۳۰۰۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی ۔
۱۸۰۔تذکرہ تاج الدین اولیاء۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی ۔
۱۸۱۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔جلد۔سوم ۔ص۔ ۳۰۰۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی ۔
۱۸۲۔سورہ انعام ۔آیت ۔ ۸۴۔
۱۸۳۔سورہ ص ۔آیت ۔ ۳۰۔
۱۸۴۔سورہ نمل ۔آیت ۔۱۶۔
۱۸۵۔سورہ نمل ۔آیت ۔ ۱۵۔
۱۸۶۔سورہ نمل ۔آیت ۔۱۶۔
۱۸۷۔سورہ نمل ۔آیت ۔ ۱۷۔
۱۸۸۔سورہ الانبیاء۔آیت ۔۷۸۔
۱۸۹۔سورہ الانبیاء۔آیت ۔۷۹۔
۱۹۰۔سورہ الانبیاء۔آیت ۔۷۸۔
۱۹۱۔تفسیر فی ظلال القرآن ۔مفسر سید قطب ابراہیم حسین الشاذلی المعروف سید قطب شہید۔مکتبہ ادارہ منشورات اسلامی ۔لاہور۔
۱۹۲۔سورہ الانبیاء۔آیت ۔ ۸۱۔
۱۹۳۔سورہ ص ۔آیت ۔ ۳۶۔
۱۹۴۔سورہ سبا ۔آیت ۔ ۱۲۔
۱۹۵۔سورہ الانبیاء۔آیت ۔ ۸۲۔
۱۹۶۔سورہ سبا ۔آیت ۔ ۱۳۔
۱۹۷۔سورہ نمل ۔آیت ۔۱۷۔
۱۹۸۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔جلد۔سوم ۔ص۔ ۳۰۷۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی ۔
۱۹۹۔محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔جلد۔سوم ۔ص۔ ۳۰۷۔الکتاب پبلیکیشنز کراچی ۔
۲۰۰۔سورہ سبا ۔آیت ۔ ۱۴۔

۲۰۱۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۲۳۔
۲۰۲۔سورہ انعام۔آیت۔۸۵۔
۲۰۳۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۲۹۔
۲۰۴۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۳۰۔
۲۰۵۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب۔سلاطین۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۰۶۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔کتاب۔تواریخ۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۰۷۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۲۹۔
۲۰۸۔سورہ سبا۔آیت۔۴۵۔
۲۰۹۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۲۰۰۳ء۔
۲۱۰۔سورہ انعام۔آیت۔۸۶۔
۲۱۱۔سورہ ص۔آیت۔۴۸۔
۲۱۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۳۔۳۴۔
۲۱۳۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۱۸۔
۲۱۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۵۔
۲۱۵۔سورہ ص۔آیت۔۴۸۔
۲۱۶۔سورہ انعام۔آیت۔۳۴۔
۲۱۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۵۹۔
۲۱۹۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۲۳۲۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۲۰۰۳ء۔
۲۲۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۰۔
۲۲۱۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلیٰ مودودی۔تفسیر سورہ بنی اسرائیل۔ص۔۶۰۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
۲۲۲۔تاریخ الامم والملوک۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) مطبوعہ دارالقلم بیروت۔
۲۲۳۔سورہ انعام۔آیت۔۸۵۔
۲۲۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۹۔
۲۲۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۸۔

۲۲۶۔سورہ مریم۔آیت۔۲۔۶۔
۲۲۷۔سورہ مریم۔آیت۔۷۔۱۱۔
۲۲۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۹۰۔
۲۲۹۔سورہ مریم۔آیت۔۸۔
۲۳۰۔سورہ مریم۔آیت۔۷۔
۲۳۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۹۔
۲۳۲۔سورہ مریم۔آیت۔۱۲۔
۲۳۳۔سورہ مریم۔آیت۔۱۳۔
۲۳۴۔سورہ مریم۔آیت۔۱۴۔
۲۳۵۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۲۳۶۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل لوقا۔باب۔۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۳۷۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل متی۔باب۔۱۱۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۳۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل یوحنا۔باب۔۲۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔
۲۳۹۔سورہ آل عمران۔آیت۔۳۹۔
۲۴۰۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔متی۔باب۔۱۴۔آیت۔۱۳۔۱۴۔۔مرقس۔باب۔۶۔آیت
۔۱۷۔۲۹۔انجیل۔لوقا۔باب۔۳۔آیت۔۱۹۔۲ مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔سن ندارد۔
۲۴۱۔اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔سید قاسم محمود۔جلد۔دوم۔ص۔۱۵۷۹۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔
۲۴۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۶۱۔
۲۴۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۲۱۔
۲۴۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۸۷۔
۲۴۵۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۲۴۶۔سورہ مریم۔آیت۔۱۵۔
۲۴۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۴۸۔تذکرہ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۲۴۹۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل متی۔باب۔۲۔آیت۔۱۳۔۲۳۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔

۲۵۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۵۱۔سورہ مائدہ۔آیت۔۱۱۱۔

۲۵۲۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۲۔

۲۵۳۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۸۔

۲۵۴۔سورہ آل عمران۔آیت۔۴۹۔

۲۵۵۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۰۔

۲۵۶۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۲۔

۲۵۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۳۔

۲۵۸۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل یوحنا۔باب۔۴۔آیت۔۱۵۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔

۲۵۹۔سورہ زخرف۔آیت۔۶۴۔

۲۶۰۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۴۔

۲۶۱۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۵۔

۲۶۲۔سورہ النساء۔آیت۔۱۵۷۔

۲۶۳۔سورہ فرقان۔آیت۔۳۱۔

۲۶۴۔سورہ زخرف۔آیت۔۶۱۔

۲۶۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔

۲۶۶۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۲۶۷۔عہد نامہ قدیم وجدید (کتاب مقدس)۔انجیل یوحنا۔باب۔۴۔آیت۔۱۵۔مرتب۔بائبل سوسائٹی لاہور۔

۲۶۸۔محمد رسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ج۔۳۔ص۔۴۲۸۔الکتاب پبلی کیشنز کراچی ۲۰۰۳ء۔

۲۶۹۔سورہ علق۔آیت۔۱۔۵۔

۲۷۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۷۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۷۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۷۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۷۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۷۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۷۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۸۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۸۱۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۲۸۲۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۸۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۸۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۸۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۸۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۸۷۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۲۸۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۸۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۰۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۱۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۲۹۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۲۹۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۹۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۷۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۹۸۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۹۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۰۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۰۱۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۳۰۲۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ داعالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔
۳۰۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۰۴۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دارالفکر۔
۳۰۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۰۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۰۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۰۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۳۰۹۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۳۱۰۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)۔مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔
۳۱۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۱۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۱۳۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۱۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۱۵۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ۔
۳۱۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۱۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۱۸۔درود تجلیات مصطفائی۔
۳۱۹۔درود وسلام کا حسین مجموعہ۔ص۔۳۷۔

۳۲۰۔نشر الطیب۔حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (متوفی ۔)۔ص۔۱۹۱۔مکتبہ زمرہ پبلیشرز۔
۳۲۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۲۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۲۳۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ۔
۳۲۴۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ۔
۳۲۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۲۶۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۲۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔
۳۲۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔
۳۲۹۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ۔
۳۳۰۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ دار الکتب۔
۳۳۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۳۲۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔
۳۳۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۵۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۶۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۳۸۔جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۳۳۹۔کنز العمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ۔
۳۴۰۔اتحاف السادۃ المتقین۔ج۔۱۰۔ص۔۳۷۳۔
۳۴۱۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۴۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۴۳۔اہل بیت اطہار کے آزمودہ وظائف۔ص۔۷۶۔
۳۴۴۔تفسیر فتح العزیز۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی)۔ایچ ایم سعید کمپنی۔پاکستان چوک، کراچی۔

۳۴۵۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۴۶۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النبضۃ۔
۳۴۷۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النبضۃ۔
۳۴۸۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۴۹۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النبضۃ۔
۳۵۰۔سورہ القیامۃ آیت۔۲۲۔۲۳۔
۳۵۱۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۵۲۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۵۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۵۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۵۵۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۵۶۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۵۷۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۳۵۸۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔
۳۵۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۶۰۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۶۱۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۶۲۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۶۳۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۳۶۴۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۳۶۵۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۶۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۶۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۳۶۸۔۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۶۹۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۳۷۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔

۳۷۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۳۷۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۷۳۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔

۳۷۴۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔

۳۷۵۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔

۳۷۶۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۳۷۷۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۳۷۸۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۷۹۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۳۸۰۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۴۱ھ۔

باب(۲):

مشہور مسلمان ریاضی دان

مسلمان کے اسلاف میں بے شمار ایسے بے تاج علماء اور فضلاء گزرے ہیں جنھوں نے علم ریاضی میں بڑے کارنامے انجام دئے۔

مسلمانوں کی سائنسی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے Draper لکھتا ہے!

مسلمانوں کے دور عروج میں نا صرف بے شمار نئے علوم دریافت کئے گئے بلکہ ان کی بنیاد بھی رکھی گئی، مسلمانوں نے حساب کے ہندوستانی طریقے کو متعارف کروایا جو ایک زبردست ایجاد تھی، اس میں تمام اعداد کو دس علامات سے ظاہر کیا گیا جن کے ذریعے اعداد کی مطلق اور مقامی قیمت کا تعین ہو سکا تاہم اس دریافت کے بعد حساب کتاب کے آسان اصول کے تعین میں آسانی ہوئی، یہی وہ دور تھا جب دیافنطس (Diophantus) جیسے ماہر ریاضیات کی بنائی گئی بنیادوں پر الجبرا کی عظیم الشان عمارت قائم کی گئی۔

الجبرا کو کائناتی حساب یعنی Universal Arithmetics کہنا بے جا نا ہوگا، ریاضی کی اس شاخ سے درمیانی مقداروں کو حل کرنے کے طریقوں کی وضاحت ہوتی ہے، باالفاظ دیگر علم الجبرا میں تمام اقسام کی مقداروں چاہے وہ حسابی ہوں یا ہندسی کے مابین تعلقات پر تحقیق کی جاتی ہے، تاہم عرب کے خانہ بدوشوں نے تکوینات کے علم کو بھی اس کی جدید شکل عطا کرتے ہوئے تکوینات اوتار یعنی (واحد وتر Chord) کے بجائے جیب زاویہ کا استعمال متعارف کروایا، اس طرح سے انھوں نے تکوینات کو ایک علیحدہ علم کی حیثیت دلوائی۔[۱]

George Sarton کے مطابق! گیارہویں صدی عیسوی میں علم وحکمت کا حقیقی ارتقاء مسلمانوں کا مرہون منت تھا، اس زمانے کی انوکھی اور نادر خدمات کا تعلق صرف ریاضی سے تھا جو

شروع سے آخر تک مسلمان سائنس دانوں کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے۔
عمر خیام، مسلمانوں کا سب سے ذہین ترین اور نابغہ روزگار مفکر تھا، اس کی تحقیقات اور تخلیقات کے لئے دنیا اس کی احسامند رہے گی۔
عمر خیام کا زمانہ اسلامی علم وحکمت کا دور زرین تھا، جس میں مسلمان علماء نے علم ریاضی میں کمالات کئے، جو اگلے ادوار میں بتدریج تنزلی کا شکار ہوتے گئے، اگر چہ عیسائی ریاضی دانوں نے بھی اس میدان میں کوشش کی لیکن مسلمان سائنسدانوں کے مقابلے کی ان میں تاب نا تھی۔ ۲؎
ذیل میں چند جید ریاضی دان علماء کا ذکر اختصار سے کیا جا رہا ہے۔

۱۔ابوجعفر محمد بن موسی الخوارزمی (متوفی ۸۴۷ء):

محمد ابن موسیٰ الخوارزمی کا تعلق خوارزم سے تھا، یہ شہر آج کل روس میں ہے۔خوارزمی ایک فارسی ریاضی دان، ماہر فلکیات، نجومی، جغرافیہ دان اور بغداد کے بیت الحکمت سے منسلک ایک قابل اسکالر تھے، انھوں نے عباسی خلیفہ مامون الرشید کی قائم لائبریری بیت الحکمت سے استفادہ کیا۔
الخوارزمی، یونانی مفکر فیثاغورث کے زمانے سے ہی ریاضی کے سب سے بڑے عالم مانے جاتے ہیں، الخوارزمی نے علم الجبرا کی بنیا درکھی، ان کی وضع کردہ گنتی آج بھی مشرق اور مغرب میں رائج ہے، تاہم الخوارزمی کی مہارت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کے انھوں نے ریاضی میں ایک ایسا علم ایجاد کیا جس کا پہلے کوئی وجود ہی نا تھا، الخوارزمی کو علم الجبرا کا بانی اور کمپیوٹر کا باپ کہا جاتا ہے، آج کمپیوٹر پروگرامنگ میں انھی کی ایجاد کردہ الگورتھم استعمال ہوتے ہیں۔
الخوارزمی کی کتاب **الجبرا** کو اس مضمون پر پہلی مستند عربی تصنیف کا درجہ حاصل ہے۔

۲۔جابر بن حیان (متوفی ۸۱۵ء):

جابر بن حیان کو مسلم کثیر الجامع شخصیت ہونے کا اعزاز حاصل ہے، آپ ماہر ریاضی دان، جغرافیہ دان، ماہر طبیعات، ماہر فلکیات، منجم، ماہر کیمیا دان اور ماہر سائنسدان تھے۔آپ نے سائنسی نظریات کو دینی عقائد کی طرح اپنایا، کیونکہ آپ کے یہاں میزان کی اصطلاح پائی جاتی ہے، اس

سے مراد میزان الحروف یعنی حروف کا توازن ہے، اس کا تعلق عربی حروف تہجی کے 28 حروف کے روابط سے ہے، یہ تعداد 4 کے 7 کے ساتھ حاصل ضرب کے برابر ہے، تاہم جابر بن حیان کے اس نقطہ نظر کے دینی پہلو کی بنیاد قرآن کریم میں لفظ میزان کا استعمال ہے، قرآن کریم میں اس لفظ سے مراد ترازو کے ہیں، جس میں روز قیامت اعمال تولے جائیں گے، اس کے ساتھ ہی یہ نظام آسمانی اور ستاروں کا بھی ایک ابدی اور لازمی حصہ ہے، جیسے کے ارشاد خداوندی ہے!

وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِيْزَانَ ۔ ۳؎

ترجمہ۔(اللہ) نے آسمان کو بلند کیا اور اس میں میزان قائم کی۔

اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۔ ۴؎۔ترجمہ۔تا کہ تم میزان میں زیادتی مت کرو۔

یہاں میزان سے مراد کائناتی نظام کے اندر پایا جانے والا مربوط اور خوبصورت توازن cosmic balance ہے جس کی وجہ سے یہ کائنات قائم ہے۔یہ توازن تمام اجرامِ سماویہ کے اندر موجود کشش ثقل gravitational force کی وجہ سے قائم ہے۔تمام اجرامِ فلکی اس کشش کی وجہ سے آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔قدرت کی طرف سے ہر کرے کا دوسرے کرے سے فاصلہ اس کی کشش کی طاقت کی نسبت سے رکھا گیا ہے، اگر کہیں یہ فاصلہ ایک طرف سے معمولی سا کم ہو جائے اور دوسری طرف سے معمولی سا بڑھ جائے تو یہ سارا نظام تلپٹ ہو جائے اور تمام کرے آپس میں ٹکرا جائیں۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تمام چیزوں میں ایک توازن قائم کر رکھا ہے۔اس کائناتی توازن کا تقاضا یہ ہے کے تم بھی عدل و انصاف پر قائم رہو۔

وَ اَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۔ ۵؎

ترجمہ۔قائم رکھو وزن کو انصاف کے ساتھ اور میزان میں کوئی کمی نہ کرو۔

کسی بھی نظام میں توازن برقرار رکھنے کے لیے اس نظام کے اندر عدل قائم رکھنا یعنی اس کی ہر چیز کو اس کی اصل جگہ پر رکھنا ضروری ہے' کیونکہ کسی بھی قسم کی کمی بیشی نظام میں خرابی اور عدم توازن کا باعث بنتی ہے۔اسی لیے زیادتی سے بھی منع کر دیا گیا لا تَطْغَوْا اور کمی کرنے سے بھی روک دیا گیا

لَا تُخْسِرُ وا۔ خالق کائنات نے اس کائنات کا پورا نظام توازن اور عدل وقسط پر قائم کیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان بھی اپنے دائرۂ اختیار میں اسی طرح توازن اور عدل وقسط کو ملحوظ رکھے۔ اس میزان میں کوئی خرابی نہ پیدا کرے، ورنہ سارے نظام معاش ومعیشت میں فساد پھیل جائے گا۔ یہاں کوئی بڑا ظلم تو درکنار، ترازو میں ڈنڈی مار کر اگر کوئی شخص خریدار کے حصے کی تھوڑی سی چیز بھی مار لیتا ہے تو میزانِ عالم میں خلل برپا کر دیتا ہے۔٦ ؎

قرآنی میزان کے استعارے کی وضاحت اسلامی تصوف میں بھی بیان کی گئی ہے جبکہ یہ جابر بن حیان کے سائنسی نظام کو اس کے دینی نظریات کے ساتھ مربوط کرتی ہے۔

علم حساب کے موضوع پر جابر بن حیان نے جو لکھا اس کو فیثا غورث اور افلاطون کے مظاہر فطرت میں اعداد کی اہمیت سے تقویت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جابر کے یہاں یہ ایک عملی حقیقت اور اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔

28 کا عدد نا صرف 4 اور 7 کا حاصل ضرب ہے بلکہ حسابی سلسلہ

1-3-6-10-15-21-28 کا ساتواں عدد بھی ہے، یہ ایک کامل عدد ہے کیونکہ یہ اپنے اجزاء ضربی 1,2,4,7,14 کا مجموعہ بھی ہیں، اس حسابی سلسلے کے علاوہ جابر بن حیان 1,3,5,8 کو بھی بکثرت استعمال کرتے ہیں، یہ سلسلہ بنیادی صفات کے درجہ اور قوت کے ربط کی بھی وضاحت کرتا ہے، اہم نکتہ یہ ہے کے ان اعداد کا حاصل جمع

17 ہے، جو اسماعلیوں کے یہاں مذہبی اہمیت کا حامل تصور کیا جاتا ہے۔

جابر حیان کا یہ ماننا ہے کے یہ عدد اس کے نظریہ میزان کی بنیاد ہے جو اس توازن کو ظاہر کرتا ہے جس پر دنیا کی ہر شے کی ساخت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

جابر بن حیان کو بابائے کیمیا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، کیونکہ آپ نے کیمیا یعنی کیمسٹری کے مضمون کو ایجاد کیا۔ آپ نے

حضرت امام جعفر صادقؒ سے بھی علمی فیض حاصل کیا۔

۳۔الماھانی:

الماھانی کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن عیسیٰ الماھانی ہے، آپ کا تعلق ایران سے تھا، آپ نے علم ریاضی اور فلکیات پر کام کیا۔

عمر خیام کے مطابق !الماھانی وہ پہلے سائنسدان ہیں جنھوں نے ارشیمدس کے ایک اہم مسئلے کا حل الجبرا کے اصولوں کے مطابق نکالنے کی کوشش کی۔

۴۔الجوھری:

الجوھری کا پورا نام العباس ابن سعید الجوھری تھا، آپ کا تعلق بغداد سے تھا، یہ نویں صدی عیسوی کے ایک ماہر ریاضی دان اور ماہر ہیت دان تھے۔آپ مامون الرشید کی رصدگاہ کے ناظم بھی تھے ابن القفطی کے مطابق !الجوھری علم نجوم کی ایک پیچیدہ فلکیاتی نظریہ Prorogation کا ماہر تھا، جس کا تعلق لوگوں کی زندگی کی طوالت معلوم کرنے سے تھا۔الجوھری نے اقلیدس کی کتاب العناصر کی شرح لکھی نیز اس نے کئی پیچیدہ جیومیٹری کے مسائل بھی حل کئے۔

۵۔بنوموسیٰ (تین بھائی):

بنوموسی کسی ایک شخص کا نام نہیں بلکہ یہ تینوں مسلمان بھائی تھے، جن میں ایک کا نام محمد۔احمد اور الحسن تھا، ان کا تعلق بغداد سے تھا، یہ تینوں بھائی ریاضی اور علم فلکیات میں ماہر تھے۔

بنوموسیٰ کا تعلق ان اولین مسلمان سائنسدانوں میں کیا جاتا ہے جنھوں نے یونان کی ریاضیاتی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہوئے عربی مکتب کی بنیاد رکھی، اگرچہ انھیں یونانی ریاضی دانوں کا مقلد شمار کیا جاتا ہے تاہم انھوں نے یونان کی قدیم ریاضی سے انحراف کرتے ہوئے جو طریقے استعمال کئے وہ بعض ریاضیاتی تصورات کی ترقی کے لئے اہمیت کا باعث تھے۔

ان تینوں بھائیوں نے مشترکہ طور پر کام کیا ان میں محمد اور الحسن جیومیٹری کے ماہر تھے۔

٦۔ثابت ابن قرہ (متوفی ۹۰۱ء):

ثابت ابن قرہ کا تعلق عراق سے تھا، وہ ریاضی، فلکیات، میکانیات، طب اور فلسفے کا عالم تھا، ثابت

کی تصانیف میں سب سے زیادہ کام اس کی ریاضی کی کتب پر ہوا، تاہم اس دور میں ثابت کی ان تصانیف کو خاص اہمیت دی جاتی اور مزید تحقیقات میں ان کتب کو ضرور سامنے رکھا جاتا تھا، ان اکتشافات میں عدد کے تصور کا مثبت حقیقی اعداد پر اطلاق، احصائے تکملی یعنی Integral Calculus اور کروی تکونیات یعنی Spherical Trigonometry تجزیاتی ہندسہ یعنی Analytical Geometry اور غیر اقلیدسی ہندسہ یعنی Non-Euclidean Geometry شامل ہیں۔

ثابت نے ریاضی کی تقریباً تمام شاخوں پر کام کیا ہے، اس نے قدیم یونانی کتب کا عربی زبان میں ترجمہ کیا، تاہم ان تراجم میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ارشمیدس کی کی تصانیف کے تراجم ہیں جواب ناپید ہیں۔

۷۔احمد بن یوسف:

احمد بن یوسف کا پورا نام احمد بن یوسف بن ابراہیم بن الدایہ المصر ی تھا، ان کا تعلق بغداد سے تھا آپ کی علم ریاضی کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ احمد بن یوسف نے تناسبی مقداروں کی مختلف صورتوں کے حل کو کمال احتیاط سے مرتب اور منقسم کیا۔

۸۔ابوکامل شجاع (متوفی ۹۳۰ء):

ابوکامل شجاع کا پورا نام ابوکامل شجاع بن اسلم بن محمد بن شجاع تھا، آپ کا تعلق مصر سے تھا چنانچہ آپ کو الحاسب المصر ی یعنی مصر کا حساب دان بھی کہا جاتا تھا۔ آپ کا شمار ماہرین الجبرا میں کیا جاتا ہے، آپ کی ۱۴ تصانیف اس وقت قلمی شکل میں موجود ہیں، آپ نے الجبرا اور جیومیٹری پر بہت کام کیا۔ ابوکامل وہ پہلا ریاضی دان تھا جس نے X2 سے بڑی قوتوں کو آسانی سے استعمال کیا۔ ابوکامل نے مساواتوں کے تکمیلی حل سے متعلق یونانی نظریے اور قدیم عراقی روایات کو عمل میں لا کر الجبرا کو کئی نئی جہات عطا کیں۔

۹۔سنان ابن ثابت (متوفی ۹۴۳ء):

سنان بن ثابت، ثابت بن قرہ کے لائق فرزند تھے جن کا تعلق بغداد سے تھا، آپ نے علم طب اور علم ریاضی میں کمالات کئے، آپ کے تحقیقی کام کو دنیا میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

۱۰۔ابراہیم ابن سنان:

ابراہیم ابن سنان، سنان ابن ثابت کے فرزند ہیں، ان کے والد اور دادا دونوں ہی باکمال ماہر ریاضی دان تھے، لٰہذا خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ابراہیم بن سنان نے بھی علم ریاضی میں کمال حاصل کیا، ان کا انتقال ۳۸ برس کی عمر میں ہوا لیکن جواں سالی کی موت کے باوجود ابراہیم بن سنان نے سائنسی تحقیق میں کافی قابل قدر علمی ذخیرہ ورثے میں چھوڑا۔ جس کی اہمیت کو مشرق و مغرب کے تمام سائنسی ماہرین نے سراہا، آپ کی سائنسی تحقیق کا دائرہ بے حد وسیع تھا، جس میں شامل دائروں کے تماس، سورج کی ظاہری حرکات، شمسی ساعتیں، اصطرلاب اور دیگر فلکیاتی آلات وغیرہ ہیں۔

ابراہم بن سنان نے سایوں کا بصریاتی تجزیہ اور جیومیٹری میں بہ حیثیت خاص تحقیق کی۔

۱۱۔القبصی:

القبصی کا پورا نام ابوالصقر عبدالعزیز بن عثمان بن علی القبصی تھا، ان کا تعلق شام سے تھا، انھوں نے جیومیٹری اور فلکیات میں تحقیقات کیں۔

۱۲۔الخازن (متوفی ۹۷۱ء):

الخازن کا پورا نام ابوجعفر محمد بن محمد بن حسین الخراسانی تھا۔ آپ کا تعلق ایران سے تھا آپ کو علم ریاضی اور علم فلکیات پر خاص عبور حاصل تھا۔ الخازن ریاضی، علم ہندسہ اور تسییر (سیاروں کے خطوط و حرکت پر مبنی نجومیاتی حسابات) کے ماہر تھے۔

عمر خیام کے مطابق! الخازن نے مخروطی اشکال کی مدد سے مکعب مساوات کا پہلا حل تلاش کیا تھا جبکہ اقلیدس کی پانچویں شق کا خام ثبوت بھی پیش کیا تھا، بعد ازاں اسی مکعب (مساوات) کی مدد

سے الماھانی نے ارشمیدس کے اس مسئلے کو بیان کیا جس کے مطابق کرہ کو ایک مستوی کے ذریعے دو ایسے حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے جن کا حجم ایک مقررہ تناسب میں ہو۔

۱۳۔ الخوارزمی:

الخوارزمی کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن یوسف الکاتب الخوارزمی تھا، آپ کا تعلق خوارزم سے تھا، تاہم انھیں ابوموسیٰ الخوارزمی کے ساتھ بھی غلطی سے ملا دیا جاتا ہے۔ الخوارزمی نے ایک کتاب مفاتح العلوم کے نام سے تحریر کی جو کئی علوم اور مضامین کا احاطہ کرتی ہے، یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب کی پہلی جلد میں شریعت، کلام عروض اور تاریخ لکھی گئی ہے جبکہ اس کتاب کی جلد دوم میں فلسفہ، منطق، طب، حساب، جیومیٹری، فلکیات، میکانیات، موسیقی، علم کیمیا، اور کیمیا گری پر الگ الگ ابواب قائم کئے گئے ہیں۔

۱۴۔ ابوالوفاء البوزجانی:

ابوالوفاء کا پورا نام محمد بن محمد بن یحییٰ بن اسماعیل بن العباس تھا، آپ کا تعلق ایران سے تھا۔

ابوالوفاء ایک مشہور ماہر ریاضی دان اور ماہر

فلکیات تھے۔ ابوالوفاء نے عرب تاجروں کے زیر استعمال حساب کے دیگر طریقوں نیز مالیات کے محکمے میں کام کرنے والے اور زمین کی پیمائش کرنے والے ملازمین کے لئے حساب کتاب، پیمائش اور دیگر ریاضیاتی جدول اور آسان طریقے متعارف کروائے جس کی وجہ سے ان کے کام میں بے حد آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

۱۵۔ الجیلی:

الجیلی کا پورا نام ابوالحسن کشیار بن لبان بن باشہری الجیلی تھا، آپ کا تعلق ایران سے تھا، آپ کو حساب، تکونیات اور علم فلکیات پر خاص دسترس حاصل تھی۔

الجیلی کا نمایاں کارنامہ تکونیاتی نسبتوں پر الوفاء اور البتانی کے شروع کئے ہوئے کام کو آگے بڑھانا تھا۔ ابوالوفاء کے یہاں زاویہ جیب کی جدولیں یعنی Sin Table اور البتانی کے یہاں

زاویہ جیب اور Cotangent کی جدولیں ملتی ہیں۔

الجیلی کی زیجوں میں زاویہ جیب، زاویہ ظل یعنی Tangent، زاویہ جماس التمام اور عکس جیب یعنی Versed Sin کا بیان بھی موجود ہے، ان کی اکثر جدولوں میں نسبتوں اور زاویوں کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

۱۶۔النجدی:

النجدی کا پورا نام ابومحمد حامد بن الخضر النجدی ہے۔النجدی کو علم ریاضی اور علم فلکیات پر خاص دسترس حاصل تھی۔اس نے علم جیومیٹری میں یہ ثابت کیا کے دومکعب مقداروں کا مجموعہ ایک مکعب مقدار نہیں ہوسکتا ہے۔النجدی نے سورج اور سیاروں کے مشاہدے کے بعد طریق الشمس کے جھکاؤ کی پیمائش بھی کی نیز اس نے درست ارض بلد کو بھی دریافت کیا جس کی تصدیق بعد کے ماہرین نے بھی کی۔

۱۷۔الکرجی:

الکرجی کا پورا نام ابوبکر بن محمد بن حسین الکرجی یا الکرخی تھا۔الکرجی کے کام کو ریاضی کی تاریخ میں خاص مقام حاصل ہے۔

ماہرین کے مطابق !الکرجی نے Algebraic Calculus کی پہلی مکمل اور واحد تھیوری کو پیش کیا ہے، جو آج تک کسی عرب عالم نے پیش نہیں کی۔

الکرجی کی علمی خدمات کی وجہ سے اس کو پہلا Polynomiais کے الجبرا کا اولین مصنف مانا جاتا ہے۔الکرجی نے الجبرا کی خصوصیات اور خودمختاری کو قائم رکھتے ہوئے جیومیٹری کی زبان میں بالخصوص الجبرائی عمل کے اظہار کو یکسر مسترد کیا۔

۱۸۔ابن یونس:

ابن یونس کا پورا نام ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن احمد بن یونس الصوفی تھا۔آپ کا تعلق مصر سے تھا۔ آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی اور علم ہیت میں دسترس تھی۔

۱۹۔السنجر ی:

السنجر ی کا پورا نام ابوسعید احمد بن محمد بن عبدالجلیل تھا۔آپ کا تعلق ایران سے تھا۔آپ کے خاص موضوعات میں علم ریاضی، علم نجوم، اور علم فلکیات تھے۔السنجر ی نے اپنی تصنیفات میں البیرونی کی تین ایسی اشکال (متعلقہ جیومیٹری) کو بیان کیا، جو کسی زاویے کی تثلیث یعنی (تین حصوں میں منقسم) کرنے سے متعلق ہوں، تاہم انھوں نے اپنی تصنیف میں البیرونی کو درپیش پانچ مسائل کے حل بھی پیش کئے ہیں، اگر چہ اس نے ریاضی میں کم تصانیف کی ہیں لیکن ان تصانیف کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔

۲۰۔ابن عراق:

ابن عراق کا تعلق ایران سے تھا، علم تکونیات میں ابن عراق کے کام کی دنیا معترف ہے۔طوسی نے قانون جیب الزاویہ یعنی Sin Law کی دریافت میں تین لوگوں کے نام لئے۔

۱۔ابن عراق۔ ۲۔ابوالوفاء۔ ۳۔النجدی۔

اس قانون کی رو سے ایک کروی مثلث میں اضلاع کے جیب مقابل راویوں کے جیب حسب ذیل جیب رکھتے ہیں۔

Sin a = Sin b = Sin c۔

Sin A   Sin B   Sin C

یا ایک مستوی مثلث میں اضلاع اور مقابل زاویوں میں نسبت یوں ہوتی ہے۔

a = b = c

Sin A   Sin B   Sin

اگر چہ یہ فیصلہ نا ہوسکا کے ان تینوں میں سے اس فارمولے کا اصل موجد کون ہے؟ لیکن قرآئین ابن عراق کی جانب اشارہ کرتے ہیں کے اسی نے ان قوانین کو ایجاد کیا ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کے اس نے اپنی کتب میں بھی ان قوانین کا بار بار تذکرہ کیا ہے جبکہ اس نے اس فارمولے کو

جدت بھی دی۔

۲۱۔ابن سینا:

بوعلی سینا کا پورا نام ابوعلی الحسین بن عبداللہ تھا۔ان کا تعلق بخارا سے تھا جبکہ آپ کی وجہ شہرت علم فلسفہ،علم سائنس،علم طب اور علم ریاضی تھی،آپ نے علمی میدان میں بے شمار خدمات انجام دیں اور اپنی کئی تصانیف کے ذریعے وہ آج بھی لوگوں کے درمیان موجود اور زندہ ہیں۔آپ نے ۲۷۰ موضوعات پر کتب تصنیف کیں۔

ابن سینا کے خیال میں علم ریاضی کی چار اعلیٰ اور چار ادنیٰ اقسام ہیں۔

آپ نے اپنی تصنیف الشفاء میں چار اعلیٰ اقسام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

ا۔علم اعداد یا حساب۔ ۲۔علم الہندسہ یا جیومیٹری۔ ۳۔علم جغرافیہ اور فلکیات۔ ۴۔علم موسیقی۔

جبکہ چار ادنیٰ اقسام کو اس طرح سے بیان کیا:

ا۔اہل ہند کا حساب اور الجبرا۔ ۲۔میکانیات۔ ۳۔فلکیاتی جدول،کلینڈر۔ ۴۔آلات موسیقی۔

۲۲۔البغدادی:

البغدادی کا پورا نام ابوالمنصور عبدالطاہر بن محمد بن عبداللہ التمیمی الشافعی البغدادی ہے،آپ کا تعلق بغداد سے تھا۔البغدادی کا شمار اپنے عہد کے ماہرین الہیات میں کیا جاتا ہے۔آپ کو علم ریاضی سے خاص شغف تھا۔اسی حوالے سے آپ کی دو تصانیف بھی قابل ذکر ہیں

ا۔کتاب فی المساح۔ ۲۔التکمیل فی الحساب۔

ان کتب میں پیمائش کے اصول،لمبائی،رقبہ،حجم،اور اکائی سے متعلق سیر حاصل بحث کی گئی ہے،نیز آپ نے اپنی کتب میں علم حساب سے متعلق اس کی تمام اقسام پر بحث کرتے ہوئے علم ریاضی کو زیادہ جامعیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔

البغدادی کے دور میں اسلامی دنیا مین تین طرح کے حسابی نظام متعارف ہو چکے تھے۔

ا۔انگشت شماری۔ ۲۔مشینی پیمانا یعنی Sexagesimal۔ ۳۔ہندی حساب۔

بعدازاں یونانی حساب اور ریاضیاتی تحریر بھی مزسلم حساب دانوں کی پہنچ میں آگئیں، تاہم ان تحریروں کے ذریعے مسلمان ریاضی دان اقلیدس اور نکوماچس (Nichomachus) سے متعارف ہوگئے، تاہم یہ تمام ریاضیاتی نظام بتدریج اسلامی روایات کے تحت یکجا ہوتا رہا۔
البغدادی نے اپنی تصانیف میں سات ریاضیاتی نظام پر بحث کی ہے۔

۲۳۔ابن الھیثم:

ابن الھیثم کا پورا نام ابوعلی الحسن ابن الحسن البصری المصری ہے۔آپ کا تعلق بصرہ سے تھا۔دنیا آپ کو ماہر بصریات، ہیت دان اور ماہر ریاضی دان کی حیثیت سے جانتی پہچانتی ہے۔
ابن الھیثم کی تصنیف المانظر میں علم ریاضی کے ایک مسئلے جس کو Alhazens Probles کہا جاتا ہے کی وجہ سے شہرت ہے کیونکہ الھیثم نے اس مسئلے کا تفصیلی حل پیش کرتے ہوئے اس پر تقریباً چھ مقدمات پیش کئے۔

۲۴۔النسوی:

النسوی کا پورا نام ابوالحسن علی بن احمد انسوی ہے، آپ کا تعلق ایران سے تھا، آپ کی وجہ شہرت ریاضی دان، جس میں حساب اور جیومیٹری بالخصوص مضامین ہیں۔آپ کا یہ کارنامہ ہے کے آپ نے پہلی مرتبہ اعشاری نظام کے نظریہ کو حساب میں استعمال کیا اور ان کے حسابی کلیات میں اس بات کے واضح ثبوت موجود ہیں۔آپ نے جیومیٹری پر تین کتب تصنیف کیں۔

۲۵۔البیرونی (متوفی ۱۰۵۰ء):

البیرونی کا پورا نام ابوریحان محمد بن احمد البیرونی ہے، آپ کا تعلق خوارزم سے تھا، یہ شہر اب روس میں موجود ہے، البرونی کی وجہ شہرت کئی حوالوں اور مضامین پر دسترس سے ہے۔آپ ماہر ہیت دان، ماہر طب، ماہر ریاضیات، ماہر فلکیات، ماہر جغرافیہ اور ماہر تاریخ تھے اور ان موضوعات پر آپ نے کتب بھی تصنیف کیں۔آپ نے فلکیات کے موضوع پر ۳۵ کتب لکھیں، اصطرلاب پر ۴، علم نجوم پر ۲۳، تقویم پر ۵، پیمائش وقت پر ۲، علم جغرافیہ پر ۹، علم ارضی پیمائی اور مساحت پر

۱۰، حساب پر ۸، جیومیٹری پر ۵، علم تکونیات پر ۲، میکانیات پر ۲، علم طب اور علم ادویہ پر ۲، موسمیات پر ۱، معدنیات وجواہرات پر ۲، علم تاریخ پر ۴، مذہب اور فلسفے پر ۳، ادب پر ۱۶ سحر پر ۲، جبکہ متفرق موضوعات پر ۹ کتب تحریر کیں ہیں۔ آپ کی کل کتب کی تعداد ۱۴۶ بتائی جاتی ہے۔

البرونی حقیقت پسند انسان تھے چنانچہ ان کی تصانیف بھی مبنی بر حقیقت تھیں، وہ خیال آرائی سے گریز کرتے، وہ اپنے عہد کے سائنسی نظریات پر گہری نظر رکھتے جس کا اظہار ان کی تحریر میں پایا جاتا ہے۔

۲۶۔الجیانی:

الجیانی کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن معاذ ہے، آپ کا تعلق اسپین سے تھا، آپ ماہر ریاضی دان اور ماہر فلکیات تھے، الجیانی نے مروجہ اسلامی قمری تقویم کے مطابق اوسط تاریخ (۳ جولائی ۱۰۷۹ء) کو لینے کے بجائے حقیقی فلکیاتی تاریخ کو اختیار کیا۔ Tabulea Jahen میں الجیانی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ان تاریخوں میں دو دن کا فرق ہے۔ الجیانی کی بیشتر ریاضیاتی کتب کے عربی نسخے اب بھی محفوظ حالت میں موجود ہیں، آپ نے جیومیٹری میں استعمال ہونے والی پانچ مقداروں پر بھی کام کیا۔

۲۷۔ابواسحٰق الزرقالی:

زرقالی کا پورا نام ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ النقاش الزرقالی ہے، آپ کا تعلق اسپین سے تھا، آپ کی وجہ شہرت ماہر ریاضی دان اور ماہر فلکیات کی تھی، زرقالی نے اپنی کتاب Tratado Relativo al Movimei Ento Delas Estrellas Fijas کو اپنی زندگی کے ۲۵ سالہ تجربات کا نچوڑ بتاتے ہیں، ان کا یہ ماننا ہے کہ ستاروں کے مقابلے میں اوج شمس حرکت پذیر ہے، تاہم انھوں نے اس حرکت سے پیدا ہونے والے تغیر کی پیمائش بھی کی، اس تغیر کی مقدار ہر دو سو ننانوے عام سالوں کے لئے ایک ڈگری بنا تا ہے جو 12.04 زاویائی سیکنڈ

سالانہ بنتی ہے، یہ پیمائش منطقۃ البروج ہی کی سمت میں کی گئی تھی، تاہم دورجدید کے حساس آلات کے ذریعے کی گئی پیمائش 11.8 زاویائی سیکنڈ سالانہ بتائی جاتی ہے۔

۲۸۔عمر خیام:

عمر خیام کا تعلق ایران سے تھا، آپ نے ریاضی میں بڑی شہرت حاصل کی، اگرچہ ریاضی کے میدان میں مسلمان الجبرادانوں نے بہت کام کیا ہے لیکن عمر خیام نے نا صرف یونان اور قدیم مشرقی الجبرا کی شیرازہ بندی کی بلکہ ہنداور چین کے تصورات کو بھی یکجا کیا۔

عمر خیام کی مکعب مساواتوں کے ہندسی نظریات کی تشکیل کو ان کا بہت بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے ،انھوں نے رسالہ کے نام سے ایک کتاب لکھی جو بے حد کامیاب ہوئی۔عمر خیام کی الجبرے کی تعریف کو آج بھی دنیامیں اولین تعریف کے طور پر پڑھایا جاتا ہے،عمر خیام کا ماننا ہے کے الجبرا ایک سائنسی علم ہے جس کا موضوع خالص عدد اور قابل پیمائش مقداریں ہے۔

اب تک کی تحقیق کے مطابق !عمر خیام وہ واحد ریاضی دان ہے جس نے یہ ثابت کیا ہے کے مکعب مساوات کی دو قیمتیں ہوسکتی ہیں۔

لیکن وہ اس حقیقت کا ادراک نا کرسکا کے بعض شرائط کے تحت مساوات کی تین قیمتیں بھی ہوسکتی ہیں۔الغرض عمر خیام کا ریاضی میں بہت تحقیقی کام ہے،عمر خیام کی پذیرائی دنیا بھر کے ماہرین کرتے ہیں اوران کی تحقیق کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

۲۹۔الاقلیدسی:

الاقلیدسی کا پورا نام ابوالحسن احمد بن ابراہیم الاقلیدسی ہے، آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی میں مہارت ہے،اس علم کے حصول کے لئے آپ نے طویل سفر طے کئے اور بے شمار قابل اساتذہ سے اکتساب فیض کیا،الاقلیدسی اپنے طلباء کو بڑی مہارت سے ہندوستانی حساب بھی پڑھایا کرتا،اس نے علم ریاضی میں بہت علم حاصل کیا، تاہم علم ریاضی کی جو کتب اس نے تصنیف کی ہیں،ان کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔کتاب کے پہلے حصے میں اس نے قدیم ہندی اعداد کا تعارف پیش کیا ہے،اور اعداد کی مقامی قیمت کے نظریے کی وضاحت بھی کی ہے۔اس حصے میں حسابی عملوں کا طریقہ،ان کا جذر، کسر اور اعشاری نظام کی وضاحت کی ہے۔

۲۔کتاب کے دوسرے حصے کا مواد بہت بلند پایہ ہے،اس حصے میں وہ Sines نکالنے کا طریقہ بتاتا ہے نیز دیگر ہندوستانی طریقوں کو اس نے اس کتاب کے اس حصے میں یکجا کیا ہے۔

۳۔کتاب کا تیسرا حصہ میں اس نے کتاب کے پہلے اور دوسرے حصے میں بتائے گئے ریاضی کے اصولوں کی وضاحت مثالوں کے ذریعے کی ہے۔

۴۔کتاب کے چوتھے حصے میں عربوں اور ہندوستانی ریاضی کے مابین فرق اور Dust Abacus کے استعمال کی ضرورت کی وضاحت کی گئی ہے۔

علمی حلقوں میں الاقلیدسی کی تصنیف شدہ کتاب کو وہ پہلی کتاب سمجھا جاتا ہے جس میں ہندوستان کے حساب کے نظام کا انحصار Dust Abacus پر قائم ہے یہ بتایا گیا ہے،اپنی اس کتاب کے تعارف میں وہ پرانے اور جدید ریاضی کے طریقوں کے مابین فرق اور فوائد ونقصانات کو بیان کرتا ہے۔

۳۰۔جابر بن افلح:

افلح کا پورا نام ابو محمد جابر بن افلح الاشبلی ہے،آپ کا تعلق اسپین سے تھا،جابر بن افلح کی وجہ شہرت علم ریاضی اور علم فلکیات میں مہارت بتائی جاتی ہے۔

۳۱۔شرف الدین طوسی:

الطوسی کا پورا نام شرف الدین المظفر بن محمد ابن المظفر الطوسی ہے،آپ کا تعلق ایران سے تھا، طوسی کو علم الاعداد،علم نجوم اور فلکیاتی جدول سے گہری واقفیت تھی،وہ ان علوم میں کمال کے درجے کو پہنچا،طوسی نے دومخروطات کے اضافی محل ووقوع کے مسئلے پر غور کرتے ہوئے جس احتیاط سے کام لیا ہے وہ قابل تعریف ہے،دوسری جانب ان مساواتوں کی قیمتوں کے وجود پر بحث کو جس طرح

سے ناممکن حل پیدا ہو سکتے ہیں کو قریب ترین تجزیہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

الطوسی نے اصطرلاب اور طولی کی بناوٹ اور اس کی تراکیب واستعمال پر اپنی کئی تحریروں میں ذکر کیا ہے، تاہم اس نے ایسے آسان اصول بھی وضع کئے جو نوآموز کو سیکھنے میں بہت آسانی مہیا کرتے ہیں، طوسی نے اصطرلاب کے ذریعے ستاروں کی بلندی، وقت طوالع اور قبلے کی سمت کے تعین کے لئے کئے جانے والے مشاہدات کو ممکن بنایا۔

۳۲۔نصیرالدین طوسی:

نصیرالدین طوسی اک و پرانام محمد بن محمد بن حسن ہے، آپ کا تعلق ایران سے تھا، اور آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی، علم ہیت، علم
معدنیات، علم منطق، علم فلسفہ، علم اخلاقیات اور علم دینیات ہے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں سے حاصل کی اور نوجوانی میں ہی علم فلسفہ اور مابعدالطبیعات کو سیکھ لیا بعدازاں الجبرا اور جیومیٹری پر بھی دسترس حاصل کی۔آپ نے اپنے دور کے قابل اساتذہ سے کسب فیض حاصل کیا۔

1256ء میں جب ہلاکو خان نے شمالی ایران سے اسماعلیوں کے اقتدار کو ختم کیا تو ہلاکو خان نے نصیرالدین طوسی کو اپنا مشیر مقرر کرتے ہوئے دینی اموراس کے حوالے کر دئے۔ہلاکو خان کو بذات خود بھی علم نجوم سے خاص دلچسپی تھی دوسری جانب نصیرالدین طوسی بھی تحقیق سے وابستہ تھا اور ہلاکو خان کا خاص اعتماد اس کو حاصل تھا چنانچہ وہ ایک بڑی رصدگاہ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔

طوسی نے متعدد کتب اور رسالے تصنیف کئے جن کی تعداد ۱۵۰ سے زائد بتائی جاتی ہے، اس نے عربی، فارسی اور ترکی زبان میں کتابیں لکھیں، اگرچہ طوسی یونانی زبان سے بھی واقف تھا۔ابن سینا اور طوسی کا اگر تقابل کیا جائے تو ابن سینا بہترین ماہر طب تھا جبکہ وہ علم ریاضی پر بھی عبور رکھتا تھا لیکن طوسی اس کے مقابلے میں علم ریاضی کا زیادہ ماہر تھا تاہم دونوں نے ہی اپنے علم سے دنیا کو فیض پہنچایا۔

طوسی نے حساب، جیومیٹری اور تکونیات پر کئی عمدہ کتب تحریر کیں نیز اس نے اقلیدس اور بطلیموس

کی کتب کی حواشی بھی تحریر کی جو طلباء میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

طوسی اثناءعشری میں بھی بہت مقبول ہے تاہم اس کو سائنسدان اور فلسفی کے ساتھ ساتھ عالم دین بھی سمجھا جاتا ہے۔طوسی نے شیعی علم الکلام کو عقلی بنیادوں پر ایک نظام کے تحت پیش کیا، اگر چہ کئی مسلمان ماہرین اور سائنسدانوں نے تاریخ میں اپنا نام روشن کیا لیکن طوسی بیک وقت سائنسدان، ماہر ریاضی دان، ماہر فلکیات اور مسلمانوں کے ایک بڑے فرقے کا معتبر عالم بھی تھا،طوسی نے سائنسی احیاء میں اپنے ہم مذہب علماء اور سائنسدانوں کے مقابلے میں زیادہ تحقیقی کام کیا۔طوسی کی تصانیف کو صدیوں تک کئی اسلامی مما لک میں سند کی حیثیت حاصل تھی۔

۳۳۔السمر قندی:

سمر قندی کا پورا نام شمس الدین محمد بن اشرف الحسینی السمر قندی ہے، آپ کا تعلق سمر قند سے تھا۔

سمر قندی کا شمار طوسی اور قطب الدین شیرازی کے معاصرین میں کیا جاتا ہے۔السمر قندی کا شمار معروف ریاضی دان میں کیا جاتا ہے۔سمر قندی نے اپنی عمر کا بڑا حصہ تحصیل علم میں صرف کیا اور قابل اساتذہ سے اکتساب فیض حاصل کیا۔سمر قندی کی تصانیف پر کئی علماء نے شرحیں بھی تحریر کیں السمر قندی کو علم فلکیات پر خاص دسترس تھی۔

۳۴۔المغربی:

المغربی کا پورا نام محی الدین المغربی ہے، آپ کا تعلق اسپین سے تھا۔آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی، علم فلکیات اور علم تکونیات ہے نیز المغربی نے مراغہ کے مقام پر ایک رصدگاہ میں نصیر الدین طوسی کے ساتھ تحقیقی کام بھی کیا۔المغربی نے کئی کتب تصنیف کیں نیز ان کا علم ریاضی پر قابل قدر کام موجود ہے۔

۳۵۔الشیرازی:

الشیرازی کا پورا نام قطب الدین محمود الشیرازی ہے، آپ کا تعلق ایران کے شہر شیراز سے تھا۔

آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی، علم جغرافیہ، علم طب، علم فلکیات، علم ہیت، علم فلسفہ، علم دینیات،

علم بصریات، علم طبیعات اور علم مابعد الطبیعات ہے۔

الشیر ازی نے علم ریاضی کو ارسطو کی نہیں بلکہ فیثاغورث کی نظر سے دیکھا ہے، الشیر ازی یہ سمجھتا ہے کے عرفان ذات کے لئے روح کی صلاحیتوں کا ادراک ضروری ہے، اگر چہ الشیر ازی نے زیادہ کام بصریات اور فلکیات کے شعبے میں کیا ہے لیکن علم ریاضی میں بھی اس کی دسترس سے انکار ممکن نہیں۔

۳۶۔کمال الدین:

کمال الدین کا پورا نام کمال الدین ابوالحسن محمد بن حسن الفارسی ہے، آپ کا تعلق تبریز سے تھا، آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی، علم ہیت اور علم بصریات ہے، آپ الشیر ازی کے شاگرد خاص تھے ،آپ کو علم ریاضی میں کمال حاصل تھا، آپ نے علم ریاضی کی مختلف شاخوں جیسے حساب اور جیومیٹری میں کام کیا اور ان مضامین کے حوالے سے کئی نادر تحریریں چھوڑیں۔

۳۷۔ابن البناء المراکشی:

المراکشی کا پورا نام ابوعباس احمد بن محمد بن عثمان الاذدی ہے، آپ کا تعلق مراکش سے تھا۔آپ کو علم ریاضی، علم ہیت، علم نجم اور علم فلکیات پر خاص دسترس تھی، اس کے علاہو دیگر علوم مخفیہ میں بھی آپ دلچسپی لیا کرتے۔آپ نے تقریباً ۸۲ کتب تصنیف کیں، آپ ایک قابل استاد ہونے کے ساتھ طویل عرصے تک شعبہ تدریس سے وابستہ رہے، اور علم ریاضی، الجبرا، جیومیٹری اور علم فلکیات کی تدریس کرتے رہے۔آپ نے ریاضی کے کئی اصول وضع کیے اور ان پر بحث کرتے ہوئے درست نتائج بھی اخذ کیے، تاہم ان تمام تحقیقات کو انھوں نے اپنی کتب میں تصنیف بھی کیا ہے۔

۳۸۔الخلیلی:

الخلیلی کا پورا نام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد ہے، آپ کا تعلق شام سے تھا، آپ نے علم ریاضی اور علم فلکیات پر خاص دسترس حاصل کی نیز آپ دمشق میں اعلی عہدوں پر بھی فائز رہے، تاہم آپ کا بڑا کام فلکیاتی اوقات کے جدول کی تشکیل ہے، یہ جدول کروی، اور فلکیات کے مسائل کو

ریاضیاتی انداز سے حل کئے جانے کی وجہ سے مشہور ہے۔آپ کی مرتب کی گئی جدول کو کئی صدیوں تک دمشق، قاہرہ اور استنبول میں استعمال کیا جاتا رہا نیز الخلیلی نے اسلامی تکونیات کے پیچیدہ ترین مسئلے یعنی نامعلوم مقام پر قبلے کی درست سمت کے تعین کے حوالے سے کام کیا اسی وجہ سے آپ کی تحقیق کو رویت ہلال سے متعلق احصاء کاری میں سہولت پیدا کرنے کی خاطر خسوفی محدودات کو استوائی محدودات میں تبدیل کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

۳۹۔الاموی:

الاموی کا پورا نام ابوعبداللہ یعیش بن ابراہیم بن یوسف بن سماک الاندلسی الاموی ہے،آپ کا تعلق اسپین سے تھا،آپ کا شمار ممتاز ماہر ریاضی دان کی حیثیت سے کیا جاتا ہے،آپ دمشق میں علم ریاضی کی تدریس سے وابستہ رہے۔آپ کی تصنیف علم ریاضی میں ایک قیمتی سرمایہ کی حیثیت سے جانی جاتی ہے بالخصوص نظریہ اعداد کی ابتدائی تاریخ کے حوالے سے یہ کتاب ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔آپ کی کچھ کتب اسکندریہ لائبریری میں بھی محفوظ ہیں جس میں پیمائش کے اصول وضع کئے گئے ہیں۔

۴۰۔الکاشی:

الکاشی کا پورا نام غیاث الدین جمشید المسعو دالکاشی ہے،آپ کا تعلق ایران سے تھا،آپ کی وجہ شہرت ریاضی کے میدان میں مساوات تثلیث کے عددی حل کو پیش کرنا ہے،تاہم الجبرا کے میدان میں الکاشی کے کام کو قدر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

H Hankel لکھتا ہے کے الکاشی کی تحقیق کی لطافت اور شکوہ میں تخمین کے ان طریقوں میں سے کسی سے کم نہیں جو مغرب نے Vieto کے بعد دریافت کئے،تاہم الکاشی کی تمام دریافتوں سے اہل یورپ طویل عرصے تک لاعلم رہے،بعدازاں انیسویں اور بیسویں صدی کے دوران ان کی تصانیف سے اہل یورپ نے استفادہ کیا۔

الکاشی کی سب سے مشہور اور معروف کتاب مفتاح الحساب ہے،جس کو ریاضی کا انسائیکلوپیڈیا بھی

کہا جاتا ہے، اس کتاب میں الجبرا، جیومیٹری اور حساب کے کئی اصول واضح کئے گئے ہیں یہ ایک ضخیم لٹریچر ہے جو صدیوں تک طلباء کے نصاب کا لازمی جز بنی رہی۔

الکاشی اپنی اس کتاب کے بارے میں کہتے ہیں کے یہ کتاب علم حساب سے متعلق معلوم مقداروں کی مدد سے نامعلوم اعداد تک رسائی حاصل کرنے کے قواعد سے متعلق اپنے پڑھنے والوں کو آگاہی فراہم کرتی ہے۔ اس کتاب کے درج ذیل پانچ ابواب ہیں۔

۱۔ اعداد کا حساب۔ ۲۔ کسور کا حساب۔ ۳۔ فلکیاتی حساب یعنی Sexagesmal۔

۴۔ مستوی اشکال اور اقسام کی پیمائش اور الجبرا کی مدد سے مسائل کا حل۔ ۵۔ چار درجی مساوات کے لئے مقداریں معلوم کرنے کا طریقہ۔

۴۱۔ قاضی زادہ الرومی:

الرومی کا پورا نام قاضی زادہ الرومی المعروف بہ صلاح الدین موسیٰ پاشا ہے، آپ کا تعلق ترکی سے تھا۔ آپ ماہر ریاضی دان اور ماہر فلکیات کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں آپ الغ بیگ کی سمرقند میں قائم کردہ یونیورسٹی کے ناظم تھے، نیز آپ اس یونیورسٹی میں علم ریاضی اور علم فلکیات کی تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے تھے، آپ ایک قابل استاد تھے اور آپ کے لیکچرز کو سننے کے لئے الغ بیگ بھی آیا کرتا۔ آپ نے قابل اساتذہ سے اکتساب فیض کیا نیز آپ کی علمی ذکاوت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کے آپ مشکل مساوات، پیمائش اور حسابی فارمولوں کے درست جوابات متعین کئے۔

۴۲۔ الغ بیگ:

الغ بیگ کا پورا نام محمد ترغائی ہے، آپ کا تعلق وسط ایشاء کے شہر سلطانیہ سے تھا جبکہ آپ چنگیزی خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور تیمور لنگ کے پوتے ہیں، الغ بیگ کے معنی شہزادہ اعظم کے ہیں، آپ کی پرورش میں درباری ٹھاٹ باٹ ملحوظ رکھے گئے، آپ خراسان اور ماژندزاں کے گورنر بھی مقرر ہوئے، اگرچہ اپنے دادا کی طرح آپ نے فتوحات میں تو نام نہیں کمایا لیکن اپنے عہد میں

آپ نے سمرقند کو اسلامی تہذیب وتمدن کا مرکز بنا کر اپنے دادا کے خواب کو پورا کر دیا۔
الغ بیگ ماہر ریاضی دان، ماہر فلکیات، جید عالم دین اور ماہر سائنسدان تھا، لیکن الغ بیگ کے دلچسپی کے خصوصی میدان علم ریاضی اور علم فلکیات تھے، اپنے اسی علمی شوق کی تسکین کی خاطر انھوں نے سمرقند میں ایک عظیم الشان رصدگاہ بھی تعمیر کی، الغ بیگ نے کئی مساوات کے درست جوابات حاصل کئے اور علم فلکیات میں بھی جدول کو مرتب کیا۔

۴۳۔القلصاوی:

القلصاوی کا پورا نام ابوالحسن علی بن محمد بن علی القلصاوی ہے، آپ کا تعلق اسپین سے تھا۔آپ کی وجہ شہرت علم ریاضی پر دسترس تھی۔آپ کو اسپین میں مسلمانوں کا آخری ریاضی دان سمجھا جاتا ہے آپ نے کئی ممالک کا سفر اختیار کیا اور قابل اساتذہ سے کسب فیض حاصل کیا۔القلصاوی کی تصانیف میں الجبرا کے موضوع پر لکھی گئی کتاب کو بڑی قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے آپ نے علم ریاضی میں کئی مساوات،نظریات، پیمائش اور جدول مرتب کیں۔اس کے علاوہ الجبرا میں علامتوں کے استعمال،متواتر تخمینے، جذر اور الجبری مساواتوں میں علامات کو دریافت کیا۔آپ نے کچھ ایسی اصلاحات بھی ایجاد کیں جن کے ذریعے حروف کا ستعمال آسان ہو گیا ہو گیا۔۷

حوالہ کتب:

۱۔معروف مسلم سائنس دان۔ص۔۱۴۔مرتب عملہ ادارت۔اردو سائنس بورڈ لاہور۔۲۰۰۶ء۔
۲۔تاریخ سائنس۔جارج سارٹن۔مترجم۔سید نذیر نیازی۔ص۔1595۔اردو بازار لاہور۔
۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۔
۴۔سورہ الرحمن۔آیت۔۸۔
۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۹۔
۶۔بیان القرآن۔ڈاکٹر اسرار احمد۔مکتبہ رحمانیہ۔لاہور۔
۷۔معروف مسلم سائنسدان۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔۲۰۰۶ء۔

باب(۳):

قرآن کا حسابی پہلو

قرآن کریم کی ہر لفظ، ہر آیت اور ہر سورہ میں مکمل مقداروں کا علم کام کر رہا ہے، اگرچہ یہ حیران کن ہے لیکن کچھ جید علماء کرام نے قرآن کریم کے ان پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے جب تحقیقات کیں تو حیران کن نتائج سامنے آئے، قرآن کریم کی آیات اور سورتوں میں حسابی فارمولے ہیں جبکہ کل اشیاء کائنات بھی انھی حسابی اصولوں پر مرتب اور منظم کی گئی ہے جس میں ریاضی کے اصول کارفرما ہیں۔

اللہ تعالی کی ایک اسمائے صفاتی ہے، خالق تاہم خلق کے معنی توازن، تناسب اور پیمائش کے بعد درست انداز سے اشیاء کو خلق یعنی پیدا کرنا پیدا کی ہوئی شے ہموار اور صاف ہو نیز کسی شے کو عدم سے وجود میں لانا۔ پہلی بار پیدا کرنا اور مختلف عناصر کو نت نئی ترتیب دیتے ہوئے انھیں خلق کرنے کے ہیں اس خلقی عمل میں کل کائنات اور اس میں موجود کل مخلوقات شامل ہیں جن کی تخلیق رب العالمین نے فرمائی۔

اسم البارى:

اسم صفاتی الباری کے معنی جدا کرنا، الگ کرنا یا پھاڑ کر علیحدہ کرنا۔ ا

قرآن کریم میں اسم الباری (۳) مرتبہ آیا ہے۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۔ ۲ ۔ یعنی اللہ وہ ہے جو تخلیق کرتا ہے۔

الباری۔ سے مراد نافذ کرنا اور اس کے مطابق صورت گری کرنا ہے۔

مجسمہ ساز گوندھی ہوئی مٹی سے الگ الگ چیزیں بناتا ہے لیکن انھیں بنانے سے قبل مطلوبہ مقدار کو الگ کرتا ہے یہی اہم نکتہ ہے جس کو سمجھانے کے لئے اتنی مثالیں پیش کی گئیں۔

یعنی تخلیق سے قبل مطلوبہ شے کے لئے جس سے وہ شے تخلیق ہو گی اس کی معین مقدار کو الگ کرنا پھر تخلیق کے مرحلے کے بعد صورت گری کرنا بالفاظ دیگر مٹی کو علیحدہ کرنا۔ اسی علیحدگی کو عربی زبان میں براء کہتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۔ ۳ ؎۔ یہاں البریہ کی اصل البری ہے جس کے معنی مٹی کے ہیں۔ اسم الباری سے مراد معین مقدار کو کل سے علیحدہ کرنا یا معین مقدار کے علم پر کامل دسترس کا ہونا اللہ نے مخلوق کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا پھر ہر شے کو اس کی مطلوبہ اور معین مقدار کے مطابق الگ کیا اس کے بعد اس کی صورت گری فرمائی۔

اسی نکتے کی وضاحت میں حضرت قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں!

کائنات کا ہر ایک نقش روشنی کی ایک الگ نوع ہے ہر نوع روشنی کی ایسی مقداری حرکت رکھتی ہے جو مخصوص رنگوں کی ترتیب ہے اور ہر ترتیب کے تحت یکساں اور مشابہہ شکلیں ظہور میں آتی ہیں چنانچہ ہر نوع کی مقداری حرکت اپنی ایک الگ مرکزیت رکھتی ہے یہ ساری مرکزیتیں مل کر نقطہ وحدانی کی طرف صعود کرتی ہیں صعود اور نزول کی مذکورہ بالا طرز ہی سی شے میں تغیر پیدا کرتی ہے اور اسی تغیر کا نام حکم کی تفصیل ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالی نے اس طرح سے فرمایا!

الا لہ الخلق والامر۔ یعنی۔ کائنات کا ہر نقش تین وجود رکھتا ہے۔

۱۔ پہلے وجود کا قیام لوح محفوظ پر ہے۔

۲۔ دوسرے وجود کا قیام عالم تمثال میں ہے۔

۳۔ تیسرے وجود کا قیام عالم رنگ میں ہے۔

یہاں عالم رنگ سے مراد کائنات کے وہ تمام مادی اجسام ہیں جو رنگوں کی اجتماعیت پر مشتمل ہیں یہ اجسام لاشمار رنگوں میں سے متعدد رنگوں کا مجموعہ ہیں یہ رنگ نسمہ کی مخصوص حرکات سے وجود میں آتے ہیں چنانچہ نسمہ کی معین طوالت حرکت سے ایک رنگ بنتا ہے دوسری طوالت حرکت سے دوسرا رنگ وجود میں آتا ہے اس طرح سے نسمہ کی بے شمار طوالتوں سے لاشمار رنگ وجود میں آتے

چلے جاتے ہیں تاہم ان رنگوں اعدادی مجموعہ ہر نوع کے لئے الگ معین ہے یعنی اگر گلاب کا الف عددی مجموعہ معین ہے تو اس الف عددی مجموعہ سے ہمیشہ گلاب ہی وجود میں آئیں گے اس عدد سے کوئی دوسری شے وجود میں نہیں آئی گی اگر انسان کی تخلیقی رنگوں کی تعداد 'جیم' ہے تو اس عددی تعداد سے کوئی دوسرا حیوان یا شے تخلیق نہیں پا سکتی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسی قانون کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا!

اس فطرت پر جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی اور یہ بالکل سچا اور درست دین ہے۔ ۴؎ یہاں فطرت سے مراد نسمہ کی حرکت طوال، رفتار اور اس کا ہجوم ہے عالم رنگ میں جتنی بھی اشیاء پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب رنگین روشنیوں کا مجموعہ ہیں جن کے ہجوم سے وہ شے وجود میں آتی ہے۔ اسی کو عرف عام میں مادہ کہتے ہیں تاہم تمام مخلوقات اور موجودات اسی کیمیائی عمل پر قائم و دائم ہیں اگرچہ نسمہ کے اندر دو قسم کی مظہریت پائی جاتی ہے۔ ۱۔ حرکت کا طول۔ ۲۔ حرکت کی رفتار.

حرکت کا طول مکانیت اور حرکت کی رفتار زمانیت کہلاتی ہے جبکہ حرکت کی یہ دونوں اقسام ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتی ہیں ۵؎ ہر تخلیق میں معین مقداریں کام کر رہی ہیں جو ہر نوع کو دوسری نوع اور ہر فرد کو دوسرے فرد سے ممتاز کرتی ہے اگرچہ حیران کن امر یہ ہے کہ مٹی کے ذرات تو ایک ہی ہیں لیکن ان ذرات کی مقداروں میں ردوبدل سے تخلیقات اور اشیاءِ کائنات میں انفرادیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ۶؎۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ۔ ۷؎

ترجمہ۔ انسانوں، جانوروں اور چوپایوں کی رنگتیں بھی الگ الگ ہیں۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۔ ۸؎

ترجمہ۔ ہم نے ہر شے کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے.

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۔ ۹؎

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی۔ ۱۰؎

ترجمہ۔ (اللہ) نے ہر شے کا اندازہ مقرر کیا اور اسے رستے لگا دیا۔

اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ۔ ۱۱؎

ترجمہ۔ بے شک یہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

ہماری زمین کا اہم تخلیقی عنصر مٹی اور پانی ہے اگرچہ انسان، جانور، پودے یا پرندوں کی ساخت کو دیکھ کر ایسا نہیں لگتا کے ان کی تخلیق مٹی یا پانی سے ہوئی لیکن قرآن کریم نے ہی اس راز کی عقدہ کشائی فرمائی ہے۔ اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ۔ ۱۲؎

ترجمہ۔ (اللہ) نے تم کو گیلی مٹی سے پیدا کیا، پھر تمھاری اجل مقرر فرمائی، پھر تم شک کرتے ہو۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۔ ۱۳؎

ترجمہ۔ انسان کو ٹھیکرے کی مانند کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا۔ ۱۴؎

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی۔ ۱۵؎

ترجمہ۔ ہم نے پانی کے ذریعے زمین میں مختلف قسم کے نباتات پیدا کئے۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! مخلوقات لاشمار ہیں لیکن تخلیقی فارمولا ایک ہی ہے، فارمولا مقداروں میں قسم قسم کے عجائبات میں ظاہر ہوتا ہے، قرآن کریم کے مطابق! ہر شے پانی سے پیدا کی گئی ہے، پانی میں حرکت ہے اور حرکت کا تعلق حرارت سے ہے۔

ٹھنڈک اور حدت۔۔۔۔۔ حرارت کے دو رخ ہیں، ایک پر منفی اور دوسرے پر مثبت چارج ہے

، چارج سے مراد دباؤ کے ہیں، چنانچہ حرارت میں درجہ بدرجہ کمی بیشی کی مناسبت سے تخلیقات وجود میں آتی ہیں۔۱۶؎

سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کے انسانی جسم (۱۲۶) عناصر سے مل کر بنا ہے تاہم انسان کی تخلیق چونکہ مٹی سے ہوئی ہے لہٰذا مٹی میں میں جتنے عناصر بھی پائے جاتے ہیں وہ کم یا زیادہ انسانی جسم میں بھی پائے جاتے ہیں۔

ایک ماہر سائنسدان جی جی تھامس نے کہا کے ہماری زمین پر کل جاندار اشیاء کی تعداد ایک ہزار ملین ہیں تاہم اگر ان تمام اشیاء کی معلومات ڈی این ائے کی شکل میں ایک جگہ جمع کی جائیں تو وہ چائے کے ایک چمچ میں آجائیں گی اور پھر بھی جگہ خالی رہے گی لیکن اس کے برعکس اگر کسی جاندار کے ایک خلیے میں واقع ڈی این ائے کی تفصیل معلوم کرنی ہو تو وہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا سے ۴۰ گنا زیادہ طویل اور تفصیل طلب ہوں گی جو اس انسائیکلو پیڈیا جیسی ۹۴۰ جلدوں میں سما سکیں گی اور جس میں متعدد معلومات کی ۵ بلین جزئیات تفصیلاً درج ہوں گی اگر چہ ہر جز کو پڑھنے پر صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے اور اسے متواتر ۲۴ گھنٹوں تک پڑھا جائے تو اس تفصیل کو پڑھنے میں اندازاً ۱۰۰ برس سرف ہوں گے لیکن اللہ تعالی نے اتنی عظیم معلومات کے ذخیرے کو ایک معمولی خلیے میں چھپا رکھا ہے۔ انسان کی تخلیق کسی حیران کن معجزے سے کم نہیں دوسری جانب ہر انسان اپنے اندر ایک مکمل کائنات لئے ہوئے ہیں وہ دوسرے سے الگ اور منفرد ہے اس کا DNA، وقت پیدائش، خاندان، عزیز واقارب، دوست احباب، زندگی کے تجربات، صحت، موت، زندگی، دکھ درد، ذہنی، دماغی، نفسیاتی اور جسمانی کیفیات الغرض کے ہر شے دوسرے سے الگ اور انفرادیت لئے ہوئے ہے بالفاظ دیگر خالق کائنات کی شان خالقیت سے ایک بار جو شے صادر ہوگئی اب تا قیامت ویسی شے دوبارہ وجود میں نہیں آئے گی یہاں صرف انسان زیر بحث نہیں بلکہ کائنات کی ہر شے اپنا ایک الگ وجود اور تشخص رکھتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشادت خداوندی ہیں!

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔ ۱۷؎

ترجمہ۔کوئی عورت نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے مگر اسکے علم سے اور نہ کسی بڑی عمر والے کو عمر زیادہ دی جاتی ہے اور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر (سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے بیشک یہ خدا کو آسان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِىْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِىْۤ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۔ ۱۸؎

ترجمہ۔اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا ہے جس نے تجھے پیدا کیا تجھے نک سک سے درست کیا تجھے متناسب بنایا اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ کر تیار کر دیا ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جزا اور سزا کو جھٹلاتے ہو۔

ہر انسان کے ڈی این اے میں حروف G, T, A اور C کی ترتیب مختلف ہوتی ہے لہٰذا ایک جیسی جسمانی ساخت اور خدوخال کے باوجود تمام انسانوں میں حیرت انگیز انفرادیت پائی جاتی ہے۔

ارشادات خداوندی:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۔ ۱۹؎

ترجمہ۔اے نبی! اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کیجئے، جس نے پیدا کیا، اور تناسب قائم کیا، جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۔ ۲۰؎

ترجمہ۔اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کو مقرر شدہ اندازے پر رکھا۔

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۔ ۲۱؎

ترجمہ۔اللہ کا حکم مقرر کیا ہوا ہے۔

اِنَّا كُلَّ شَىْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۔ ۲۲؎

ترجمہ۔ بے شک ہم نے ہر چیز کو انداز سے پیدا کیا۔

وَ کُلُّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ مُّسْتَطَر ۔ ۲۳؎

ترجمہ۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کے اقوال:

اللہ تعالی نے ہر شے کے لئے مقدار اور ہر مقدار کے لئے ایک معین وقت اور ہر وقت کے لئے حساب و کتاب قرار دیا ہے۔

اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی اس کا ایک اندازہ رکھا یہ اندازہ مضبوط اور مستحکم ہے اللہ کا انتظام عمدہ اور پاکیزہ ہے تاہم مخلوقات کو جب اللہ

کے حکم پر چلنے کا حکم دیا گیا تو انھوں نے اس کے حکم سے سرتابی نہیں کی ۔۔۔ اللہ نے اپنی قدرت سے متضاد چیزوں میں ہم رنگی اور ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے کو جسموں سے جوڑ دیا یہ سب اشیاء کائنات اپنی حدود، افتاد طبع اور شکل و صورت میں ایک دوسرے سے جدا ہیں اگر چہ تما مخلوقات منفرد اور یکتا ہیں جن کی ساخت مضبوط ہے۔ ۲۴؎

وقت (عصر):

وقت اللہ کی مخلوق ہے، اللہ نے وقت کو تخلیق فرمایا ہے، وقت باشعور ہے، یہ اللہ کی بہت بڑی نشانی ہے، جو مسلسل گزر رہا ہے، اس میں زبردست حسابی پہلو موجود ہیں۔

اللہ نے قرآن کریم میں وقت کی قسم کھائی ہے!

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالْعَصْرِ ۔ ۲۵؎ ۔ ترجمہ۔ قسم ہے وقت کی۔

بے شمار کائناتی دنیاؤں میں وقت کی تقسیم الگ الگ ہے کسی سیارے کا دن ۱۲ گھنٹے کا ہے تو کسی سیارے کا ایک دن چھ ماہ کا ہے الغرض یہ اللہ کی شان ہے کہ اس نے کائنات کے مختلف زون پر وقت کو مختلف انداز سے تقسیم کیا ہے۔

حضرت شمس الدین عظیمی لکھتے ہیں! دنیا میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب وقت کے اندر ہے۔ ۲۶

کائنات میں وقت یعنی Time پر گریویٹی اثر انداز ہے جبکہ گریویٹی کا دارومدار mass پر ہے یعنی جتنا بڑا سیارہ ہوگا اس کی گریویٹی اتنی ہی زیادہ ہوگی اور اس سیارے پر وقت آہستگی سے گزرے گا اگرچہ یہ انتہائی اہم کائناتی راز ہے یعنی اگر سورج کا mass بہت بڑا ہے تو یقیناً وہاں دنیا کے مقابلے میں وقت آہستگی سے گزرے گا دوسری جانب بلیک ہولز میں چونکہ کشش زیادہ ہوتی ہے لیکن وہاں وقت نہایت سست رفتاری سے گزرتا ہے اسی طرح سے اگر ایک گھڑی کو ایک بہت بلند پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا جائے جبکہ ایک دوسری گھڑی کو اسی پہاڑ کے بالکل نشیب میں رکھ کر دونوں گھڑیوں کا وقت بھی ایک کر دیا جائے لیکن تھوڑی ہی دیر میں پہاڑ کی بلندی پر رکھی ہوئی گھڑی کا وقت سست اور نشیب کی جانب رکھی ہوئی گھڑی کا وقت تیز ہو جائے گا۔

شمسی سال:

اللہ تعالی نے ماہ وسال تخلیق فرمائے ہیں، قرآن کریم میں کئی مقامات پر سال کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ ۲۷

ترجمہ۔ وہ آسمان سے زمین تک دُنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے اور اس کی تدبیر روداد اوپر اُس کے حضور جاتی ہے ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے۔

شمسی سال میں 365 دن، 5 گھنٹے 48 منٹ اور 45.5 سیکنڈز درکار ہوتے ہیں۔

قمری سال:

شمسی سال ہوں یا قمری تمام کا تمام وقت اللہ کا ہے، وہ وقت کا خالق اور مالک ہے، تاہم لوگوں نے اپنی آسانی کے لئے وقت کی شمسی اور قمری تقسیم کی ہے۔

سال کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُلَ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِي الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِيۡنَ ۔۲۸؎

ترجمہ۔(خدا) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے؟

قمری سال 354 دنوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی شمسی سال سے ۱۱ دن کم جبکہ قمری مہینہ دو چاند کے درمیانی عرصہ پر محیط ہوتا ہے اور اس کا دورانیہ (29.5 دن) ہوتا ہے تاہم جدید کلینڈرز میں مہینے کے دنوں کی بنیاد تقریباً 12 حصوں پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی (28-30) دن۔۲۹؎

th:

مہینہ (شہر):

ماہ وسال سب اللہ کی باشعور تخلیقات ہیں اور ان ماہ وسال کی ترتیب اللہ کے یہاں روز ازل طے ہو چکی، جس میں حسابی پہلو اور فارمولا موجود ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِيۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ۔۳۰؎

ترجمہ۔درحقیقت مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ (۱۲) ہی ہیں ان میں سے چار مہینے حرام (محترم) ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی فرماتے ہیں! آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے اور وہ اس طرح کے وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے اور زمانہ میں ہوں، میرے ہاتھ میں اختیارات ہیں اور میں ہی شب وروز کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔۳۱؎ ۔۴۱۸؎

قمری کلینڈر ہو یا شمسی کلینڈر ہو عیسوی سال ہو یا ہجری سال ہو دونوں کلینڈرز میں ایک سال میں ۱۲ مہینے ہی ہوتے ہیں۔

ek:

ہفتہ:

ہفتہ، بھی وقت کی ایک اکائی ہے، جو سات دنوں پر مشتمل ہے۔ہفتے کی شروعات چھٹی صدی قبل مسیح، یہودیوں کے کیلنڈر میں ہوئی جس کو بعد میں رومیوں، مسلمانوں اور دوسرے کئی کیلنڈروں

میں شامل کیا گیا۔
ہفتے کے لیے انگریزی لفظ week قدیم انگریزی زبان میں wice سے اخذ شدہ ہے، جس کا مفہوم تبدیل ہونے، گھومنے یا جاری رہنے کا ہے۔ گو بنیادی لفظ کا مفہوم کافی وسیع ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلی آتی رہی، تاہم رومیوں کی اپنے کیلنڈر میں اس کی شامل کرنے کی وجہ سے ایک مشہور اکائی بن گیا۔
عام طور پر ہفتے کے سات دن ہی تصور کیے جاتے ہیں لیکن دنیا بھر میں مختلف کیلنڈروں میں ایک ہفتے میں دنوں کی تعداد متضاد ہے۔ اس وقت 4 سے 10 دنوں تک کے ہفتے بطور وقت کی اکائی استعمال ہوتے ہیں۔ 10 دن سے زیادہ کے حامل ہفتے کو صحیح معنوں میں ہفتہ تصور نہیں کیا جاتا، کیونکہ یہ پندرہ روزہ اکائی کے زیادہ قریب شمار ہوتا ہے۔

s:

دن (یوم):

اللہ تعالیٰ یوم الدین کے مالک ہیں، دنیا کا کوئی شخص وقت کی ملکیت کو ثابت نہیں کر سکتا۔
اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ ۳۲؎
ترجمہ۔ (اللہ) روزِ جزا کا مالک ہے۔
يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا۔ ۳۳؎
ترجمہ۔ (تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو۔
شمسی کلینڈر میں سات ماہ یعنی (جنوری، مارچ، مئی، جولائی، اگست، اکتوبر اور دسمبر) ۳۱ دن کے جبکہ چار ماہ (اپریل، جون، ستمبر اور نومبر) ۳۰ دن کے ہوتے ہیں تاہم فروری ۲۸ یا ۲۹ دن کا ہوتا ہے لیکن قمری مہینے میں چونکہ چاند دیکھ کر مہینے کا آغاز کیا جاتا ہے چنانچہ مہینہ کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ کا چاند ہوتا ہے۔
22 جون سے 22 دسمبر تک روزانہ 80 سیکنڈ کے حساب سے دن چھوٹا ہوتا ہے، یہاں تک کے

دن 10 گھنٹے اور رات 14 گھنٹے کی ہو جاتی ہے اسی طرح سے 22 دسمبر سے 21 جون تک 45 سیکنڈ کے حساب سے دن بڑا ہوتا ہے یہاں تک کے دن 14 گھنٹے اور رات 10 گھنٹے کی ہو جاتی ہے تاہم حیرت انگیز امر یہ ہے کے ہر 23 مارچ اور 23 ستمبر کو دن اور رات بالکل برابر یعنی 12 گھنٹے کے ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ کروڑوں سالوں سے جاری ہے جس میں کبھی فرق نہیں آیا۔

گھنٹہ: r:

زمین پر ایک دن 24 گھنٹوں کا ہوتا ہے جبکہ ہر گھنٹے میں 60 منٹ ہوتے ہیں۔

سیکنڈ (ساعت): nd:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ساعت یعنی سیکنڈ کا بھی ذکر فرمایا، ایک سیکنڈ بظاہر تو معمولی سا ایک لمحہ محسوس ہوتا ہے، لیکن ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں انسان کی قیام گاہ تبدیل ہوتی ہے یعنی زمین کے اوپر یا زمین کے نیچے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ۔ ۳۴ــــ

ترجمہ۔جس دن قیامت بپا ہوگی، گنہگار قسمیں کھائیں گے کے وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے، اسی طرح وہ (رستے سے) اُلٹے جاتے تھے۔

ایک منٹ میں 60 سیکنڈز ہوتے ہیں، ایک گھنٹے میں (3600) سیکنڈز اور ایک دن میں (86400) سیکنڈز ہوتے ہیں تاہم انسانی دل ایک سیکنڈ میں ایک مرتبہ دھڑکتا ہے جبکہ ایک سیکنڈ میں چاند کی روشنی زمین تک پہنچتی ہے۔

ملی سیکنڈ: Second:

ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کو ملی سیکنڈ کہتے ہیں۔

مائیکروسیکنڈ: Second:

اگر ایک سیکنڈ کو دس لاکھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس کے ہر حصے کو مائیکرو سیکنڈ کہیں گے تاہم ماہرین کے مطابق چمگادڑ میں اللہ تعالی نے اتنی تیز صلاحیت رکھی ہے کے وہ اپنی جانب آنے والی کسی بھی شے کو صرف دو مائیکرو سیکنڈز میں با آسانی سمجھ لیتی ہے۔

پیکوسیکنڈ: o Second:

اگر ایک سیکنڈ کے ایک کروڑ حصے کئے جائیں پھر اس ایک حصے کے بھی مزید ایک ہزار حصے کئے جائیں تو ہزارویں حصے کو پیکوسیکنڈ کہیں گے۔

آٹوسیکنڈ: second:

اگر ایک سیکنڈ کے ایک کروڑ حصے کئے جائیں اور پھر جو حصہ fraction حاصل ہو اس کے بھی ایک کروڑ حصے کر دئے جائیں تو اس کو ایک آٹوسیکنڈ کہتے ہیں۔

نینوسیکنڈ: o Second:

ایک سیکنڈ کے ایک ارب ویں حصے کو نینوسیکنڈ کہتے ہیں۔

دو دنوں میں آسمان کی تخلیق:

آسمان اللہ کی باشعور مخلوق ہے، اس کی تخلیق میں بھی اللہ تعالی نے وقت صرف فرمایا جبکہ اس میں بھی حساب کتاب اور اندازے کے ساتھ چیزیں خلق کی گئیں ہیں، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر آسمان کی تخلیق کے حوالے سے ارشادات فرمائے ہیں!

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۔ ۳۵

ترجمہ۔(اللہ) نے دو دن کے اندر آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک زبردست

علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

آسمان اللہ کی باشعور مخلوق ہے:

آسمان اللہ کی باشعور مخلوق ہے کیونکہ جب اللہ تعالی نے اس کو قرآن کریم کی ذمہ داری دی تو اس نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔۳۶؎

ترجمہ۔ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھالیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

زمین کی تخلیق اور اس کا پھیلاؤ:

زمین اللہ کی باشعور مخلوق ہے، جس کو اللہ تعالی نے آسمان کی تخلیق کے بعد خلق فرمایا، جبکہ زمین کی تخلیق میں اللہ کے وقت کے مطابق دو دن صرف ہوئے۔

مٹی:

مٹی کو اللہ نے ہفتے کے دن خلق فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالی نے مٹی کو ہفتے کے دن خلق فرمایا۔۳۷؎

مٹی کو خاک بھی کہتے ہیں، یہ معدنیات اور چٹانوں کے حصوں سے مرکب ہے، جو ماحولیاتی اجزاء جیسے ہوا، بارش، روشنی، برف اور زندہ موحولیاتی اجزاء جیسے پانی اور ہوا میں موجود اجسام سے مل کر بنتی ہے، مٹی عام طور پر چٹانی اجزاء اور ماحول میں موجود بھربھری معدنیات کی مدد سے تشکیل پاتی ہے، جبکہ دوسرے ماحولیاتی اجزاء اس کی تکمیل پر اثر انداز ہوتے ہیں، مٹی کی کئی اقسام ہیں۔

مٹی ہمارے ماحول کا اہم جز ہیں، ماہرین کے مطابق مٹی کے چھ اہم کردار ہیں۔

۱۔ نباتات کی پیداوار میں اہم کردار۔

۲۔ بہتے ہوئے پانی کی رفتار کو کنٹرول کرنا۔

۳۔ مردہ جاندار، انسان، جانور، نباتات کو ٹھکانے لگاتی ہے۔

۴۔ مٹی کرہ ارض کے اردگرد کے ماحول میں ہوا کو خلا سے جدا کرنے کا کام کرتی ہے۔

۵۔ مٹی میں جانور، حشرات الارض اور جراثیم و بیکٹریاز کی رہائش گاہیں موجود ہیں۔

۶۔ مٹی اس دنیا کا سب سے قدیم ترین تعمیراتی جز ہے، جس کا استعمال انسان سمیت تمام جانور کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی روشنی میں مٹی کی اقسام:

قرآن کریم میں درج ذیل مٹی کی اقسام کا ذکر موجود ہے:

۱۔ تراب۔ سے مراد خاک ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْن۔ ۳۸

ترجمہ۔ (انسان) کو ہم نے مٹی (تراب) سے بنایا۔

۲۔ طین۔ مٹی اور پانی سے تیار کیا ہوا گارا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ۔ ۳۹

ترجمہ۔ انسان کی پیدائش کو مٹی (طین) سے شروع کیا۔

۳۔ طین لازب۔ سے مراد لیس دار گارا جو کافی دیر پڑے رہنے سے لیس دار ہوے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ۔ ۴۰

ترجمہ۔ بے شک ہم نے انسان کو لیس دار مٹی (طین لازب) سے بنایا۔

۴۔ حماٍ مسنون۔ سے مراد وہ لیس دار گارا جس میں بدبو پیدا ہو جائے عربی زبان میں حماٍ

اس سیاہ کیچڑ کو کہتے ہیں جس کے اندر بدبو پیدا ہو جائے۔اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۔۴۱؎

ترجمہ۔بے شک میں، بدبودار مٹی کے سوکھے ہوئے گارے (حماً مسنون) سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔

۵۔صلصالٍ من حماٍ مسنون کالفخار۔ سے مراد سڑا ہوا گارا جو سوکھنے کے بعد پکی ہوئی مٹی کے ٹھیکرے جیسا ہو جائے۔

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۔۴۲؎

ترجمہ۔انسان کو (ہم نے) ٹھیکری جیسے سوکھے اور سڑے ہوئے گارے سے بنایا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں! انسانی جسم میں وہ تمام اجزا اور عناصر پائے جاتے ہیں جو کے مٹی میں موجود ہیں اگرچہ ان عناصر کی انسانی جسم میں مقداروں کا فرق ممکن ہے سائنسدانوں نے تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے مٹی میں کل عناصر کی تعداد (102) سے زائد ہے، امام جعفر صادقؑ نے مزید فرمایا کے انسانی جسم میں چار عناصر سب سے زیادہ ہیں، آٹھ عناصر کم اور آٹھ عناصر بہت معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

سائنسدانوں نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کے وہ چار عناصر جو انسانی جسم میں سب سے زیادہ ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔آکسیجن۔۲۔کاربن ڈائی آکسائیڈ۔۳۔ہائیڈروجن۔۴۔نائٹروجن۔

وہ آٹھ عناصر جو انسانی جسم میں کم ہیں۔

۱۔میگنیشئیم۔۲۔سوڈیم۔۳۔پوٹاشیئم۔۴۔کیلشئیم۔۵۔فاسفورس۔۶۔کلورین۔
۷۔سلفر۔۸۔آئرن۔

وہ آٹھ عناصر جو انسانی جسم میں بہت معمولی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

۱۔مولیڈیم۔ ۲۔سیلینیم۔ ۳۔فلورین۔ ۴۔کوبالٹ۔ ۵۔میگنیز۔ ۶۔تانبا۔ ۷۔آیوڈین۔ ۸۔زنک۔

زمین کے حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا۔ ۴۳؎

ترجمہ۔(آسمان کی تخلیق) کے بعد (اللہ نے) زمین کو بچھایا۔

زمین کے پھیلاؤ کے اور اس میں پہاڑ کو جمانے سے متعلق ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ۔ ۴۴؎

ترجمہ۔زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں۔

دو دنوں میں زمین کی تخلیق:

خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ۴۵؎

ترجمہ۔(اللہ نے زمین کو دو دنوں میں بنا دیا؟ وہی تو سارے جہان والوں کا رب ہے۔

زمین اللہ کی باشعور مخلوق ہے:

زمین اللہ کی باشعور مخلوق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب قرآن کریم کو اٹھانے کی زمہ داری زمین کو پیش کی تو اس نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ ۴۶؎

ترجمہ۔ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے

کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھالیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

چار دنوں میں زمینی مخلوقات کی تخلیق:

وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ۔ ۴۷؎

ترجمہ۔اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جما دیئے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب وحاجت کے مطابق ٹھیک انداز سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب کام چار دن میں ہو گئے۔

زمینی مخلوقات:

ہماری کرہ ارض پر چار مختلف صلاحیتوں کی حامل مخلوقات آباد ہیں۔

۱۔جمادات، پہاڑ اور پتھر اگرچہ یہ اپنی جگہ جمے رہتے ہیں اور بظاہر ان میں حرکت نظر نہیں آتی لیکن مستقل متحرک رہتے ہیں۔

۲۔نباتات، درخت، پودے اور جڑی بوٹیوں کی مستقل نشونما ہوتی ہے، یہ پھلتے پھولتے ہیں جبکہ زیر زمین ان کی جڑیں بھی مسلسل بڑھتی اور پھیلتی ہیں۔

۳۔انسان، حیوان اور حشرات الارض بھی متحرک ہیں۔

۴۔پرندے اور مچھلیاں اللہ کی ایسی مخلوقات ہیں جو زمین کی کشش ثقل کو توڑ کر چاروں جانب حرکت کرتی ہیں۔

پہاڑ اللہ کی باشعور مخلوق ہیں:

پہاڑ اللہ کی باشعور مخلوق ہے، ان کی شکل صورت، رنگت، عادت، مزاج، عمر، زندگی، موت اور تقدیر اللہ کے یہاں مقرر اور متعین ہیں، اللہ تعالی نے قرآن کریم کی امانت جب زمین، آسمان اور پہاذ کو پیش کی تو اس نے منع کر دیا کے وہ اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادِ خداوندی ہیں!

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَ حَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا ۔۴۸؎

ترجمہ۔ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھالیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی نے پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا فرمایا۔۴۹؎

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ انام لے کر اسے آواز دیتا ہے اور اس سے دریافت کرتا ہے کے اے فلاں پہاڑ کیا تجھ پر ایسا شخص گزرا ہے جس نے اللہ کا ذکر کیا ہو؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو سوال کرنے والا پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا۔۵۰؎

پہاڑوں کی مختلف رنگت:

پہاڑ اور ان کی مختلف رنگتوں کے حوالے سے ارشادِ خداوندی ہے!

وَ مِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیۡضٌ وَّ حُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُہَا وَ غَرَابِیۡبُ سُوۡدٌ ۔۵۱؎

ترجمہ۔ پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔

پہاڑوں کے مختلف رنگ ان میں موجود معدنیات یا منرلز کی مقدار کی کمی یا زیادتی کے سبب ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ کے متعلق فرمایا! احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔۵۲؎

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کو لے کر احد پر چڑھے تو احد کانپنے لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ ۵۳؎

پہاڑ بھی سانس لیتے ہیں:

پہاڑ بھی اللہ کی ذی شعور مخلوق ہیں، وہ اللہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور صبح شام اللہ کی حمد و ثناء اور اپنے رب کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ۔ ۵۴؎

ترجمہ۔ داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے۔

تاہم بلند و بالا پہاڑ پیدا بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جوان بھی یہی نہیں بلکہ وہ بھی ہر ذی روح کی طرح سانس لیتے ہیں تخلیقی فارمولوں میں پہاڑ کی تخلیق اور نشو نما کا فارمولا مختلف ہے بظاہر پہاڑوں کو دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ وہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر بھی ہر وقت قانون حرکت کام کرتا رہتا ہے ایک نارمل انسان ایک منٹ میں اندازاً بیس مرتبہ سانس لیتا ہے **لیکن پہاڑ اپنا ایک سانس پندرہ منٹ میں مکمل کرتا ہے** بالکل اسی طرح باقی مخلوقات کی سانس کی معین مقداریں الگ الگ ہیں۔ ۵۵؎

دن (النھار):

دن بھی اللہ کی باشعور مخلوق ہے، صبح سانس لیتی ہے، ہر دن کی الگ شان، اس کا دورانیہ، واقعات، حادثات، سانحات، زلزلے، آفات و بلیات کی آمد، خوشخبری کے دورانیے، مخلوقات کی پیدائش اور ان کی موت کے اوقات کا تعین وغیرہ یہ سب کا سب حساب کتاب کے متقاضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی اس نشانی کی قسم بھی کھائی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی۔ ۵۶؎

ترجمہ۔ قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہوجائے۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ۔ ۵۷؎

ترجمہ۔ وہ صبح کا پھاڑنے والا ہے۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت فَالِقُ الْاِصْبَاحِ سے مراد فجر کا روشن ہونا۔ ۵۸؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت فَالِقُ الْاِصْبَاحِ سے مراد صبح کا نکلنا ہے۔ ۵۹؎

ہر دن اللہ تعالیٰ کی ایک نئی شان:

اللہ تعالیٰ ہر دن ایک نئی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔ ۶۰؎

ترجمہ۔ ہر دن وہ ایک شان میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ۔ ترجمہ۔ (اللہ) ہر دن ایک نئی شان میں ہے کے بارے میں فرمایا! اللہ کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ گناہ کو بخشتا ہے مصائب اور تکالیف دور فرما دیتا ہے۔ ایک قوم کو بلند کرتا ہے تو دوسری قوم کو ذلت اور پستی میں گرا دیتا ہے۔ اور بزار نے زیادہ کیا کہ وہ دعا کو قبول کرتا ہے۔ ۶۱؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ کے بارے میں فرمایا! یہ گناہوں کو بخشتا ہے اور مصائب کو دور کر دیتا ہے۔ ۶۲؎

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں، كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ سے مراد اللہ تعالیٰ تکالیف کو دور اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے، اور ایک قوم کو بلند کرتا ہے اور دوسری کو ذلیل و پست کرتا ہے۔ ۶۳؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ سے مراد بے شک اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتیوں سے پیدا فرمایا جس کے دونوں کنارے سرخ یاقوت کے، اور اس کا قلم نور کا ہے، اس کی کتاب بھی نور کی ہے، اس کی چوڑائی آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ کے

برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر روز اس پر تین سو ساٹھ مرتبہ نظر فرماتے ہیں اور ہر بار دیکھنے میں کسی کی تخلیق فرماتے ہیں اور رزق دیتے ہیں، زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں، عزت دیتے ہیں، ذلت دیتے ہیں کسی کو پابند سلاسل کرتے ہیں اور کسی کو آزاد کرتے ہیں اور جو وہ چاہتے ہیں کرتے ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ**۔ ۶۴؎

حضرت عبید بن عمیرؒ بیان کرتے ہیں، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ** سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول، سائل کو عطا، قیدیوں کو رہائی اور بیمار کو شفا دیتے ہیں۔ ۶۵؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ** سے مراد آسمان و زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اللہ سے مستغنی نہیں، اللہ زندگی اور موت دیتا ہے، وہی چھوٹوں کی پرورش کرتا ہے، قیدیوں کو آزاد کرتا ہے، فقیر کو مالدار بناتا ہے اور نیک لوگوں کی حاجات کو پورا کرتا ہے، اس کی ذات کے لئے شکر کی انتہاء ہے اور وہ نیک لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے۔ ۶۶؎

ربیعؒ بیان کرتے ہیں، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ** سے مراد اللہ تعالیٰ ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے اور دوسری کو موت دیتا ہے، تاہم وہ اپنی مخلوق کو رزق دیتا ہے اور ان کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ ۶۷؎

تابعی حضرت سوید بن جبلہ فزاریؒ بیان کرتے ہیں، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ**۔

ترجمہ۔ اللہ ہر دن ایک نئی شان میں ہے، سے مراد اللہ تعالیٰ غلاموں کو آزادی دلاتا ہے اور عتاب کرنے والوں کو خاموش کرادیتا ہے یعنی وہ شدید اور سخت عذاب دیتا ہے اور رغبت رکھنے والوں کو (بے شمار) عطا فرماتا ہے۔ ۶۸؎

اللیل (رات):

اللیل یعنی رات بھی اللہ کی باشعور مخلوق ہے، ہر رات کی ایک نئی شان ہے، کوئی رات کبھی بھی ایک جیسی نہیں تھی۔

قسم ہے لیل (رات) کی:

اللیل۔ اللہ کی ایک نعمت عظمی ہے، جو اللہ نے انسانوں کے آرام کے لئے تخلیق فرمائی ہے۔
اللیل۔ اللہ کی ایک نشانی بھی ہے، قرآن کریم میں متعدد آیات میں اللیل کا ذکر کیا گیا ہے۔
رات یا شب غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے درمیان کے وقت کی مدت ہے، یہ شام کے بعد کے وقت کو کہا جاتا ہے، رات کا متضاد دن ہے، تاہم رات کے وقت کے آغاز اور اختتامی نکات مختلف عوامل کی بنیاد پر مختلف ہو سکتے ہیں جن میں موسم، عرض بلد، طول البلد اور منطقہ وقت وغیرہ۔ ۶۹

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ نے اللیل کی قسم کھائی ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی!

وَ الَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۔ ۷۰

ترجمہ۔ قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے۔

وَ الَّيۡلِ وَمَا وَسَقَ ۔ ۷۱

ترجمہ۔ رات کی قسم اور ان چیزوں کی قسم جن کو رات نے سمیٹ لیا۔
للیل۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ل۔ی۔ل) سے مشتق ہے۔
للیل یا للیلۃ۔ کے معنی رات کے ہیں، یعنی جو غروب آفتاب سے طلوع فجر تک کا وقت اللیل کہلاتا ہے۔
صاحب محیط نے لکھا ہے کے اللیل یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔
جبکہ سریانی زبان میں اللیل کو للیا بھی کہا جاتا ہے۔
اللیل۔ کی جمع لیال اور للیالی ہے۔ ۷۲

وَ الَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ۔ ۷۳

ترجمہ۔ قسم ہے رات کی جب وہ پھیل جائے۔

اللیل۔اللہ کی ایک مخلوق اور ایک نعمت عظمی ہے، جو اللہ نے انسانوں کے آرام کے لئے تخلیق فرمائی
اللیل۔اللہ کی ایک نشانی بھی ہے،قرآن کریم میں متعدد آیات میں **اللیل** کا ذکر کیا گیا ہے۔
رات یا شب غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے درمیان کے وقت کی مدت ہے، یہ شام کے بعد کے وقت کو کہا جاتا ہے،رات کا متضاد دن ہے،تاہم رات کے وقت کے آغاز اور اختتامی نکات مختلف عوامل کی بنیاد پر مختلف ہو سکتے ہیں جن میں موسم،عرض بلد،طول البلد اور منطقہ وقت وغیرہ۔

شمس (سورج):

شمس،یعنی سورج بھی اللہ کی باشعور مخلوق ہے، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر سورج کا ذکر فرمایا، یہی نہیں بلکہ اللہ تعالی نے اپنی اس نشانی کی قسم بھی کھاتے ہوئے فرمایا!

وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا۔ ۴۷؎

ترجمہ۔قسم ہے سُورج کی،اور قسم ہے اُس کی دُھوپ کی۔

سورج کی سطح بنیادی طور پر ہائیڈروجن اور ہیلیم سے بنی ہے،اس میں ہائیڈروجن کا تناسب تقریباً %74 بالحاظ کمیت یا %92 بالحاظ حجم ہے اور ہیلیم کا تناسب تقریبا %24 بالحاظ کمیت یا 7٪ بالحاظ حجم ہے،اس کے علاوہ دوسرے عناصر جیسے لوہا،نکل، آکسیجن،سیلیکان،سلفر،میگنیشم، کاربن، نیون،کیلشیم اور کرومیم معمولی مقدار میں پایا جاتا ہے۔

سورج ہمارے کہکشانی نظام کا ایک روشن ستارہ یا کلسٹر ہے،سورج کو عربی میں شمس،انگریزی میں Sun اور اردو میں سورج یا خورشید کہا جاتا ہے،سورج نظام شمسی کے مرکز میں واقع ایک روشن ستارہ ہے،تاہم سورج کا حجم نظام شمسی کی کل کمیت کا تقریباً %99.86 ہے،سورج کا زمین سے اوسط فاصلہ تقریباً 14,95,98,000 کلومیٹر ہے،تاہم سورج کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں 8 منٹ 19 سیکنڈ درکار ہیں،اگرچہ یہ فاصلہ سال بھر تک یکساں نہیں رہتا، 3 جنوری کو یہ فاصلہ سب سے کم ہو کر تقریباً 14,71,00,000 کلومیٹر رہ جاتا ہے جبکہ 4 جولائی کو یہ فاصلہ سب سے زیادہ یعنی 15,21,00,000 کلومیٹر ہو جاتا ہے۔

سورج سے آنے والی توانائی ضیائی تالیف کے ذریعے زمین پر تمام حیات کو خوراک فراہم کرتا ہے۔

سورج کے گرد نو سیارے گردش کرتے ہیں، جن میں عطارد، زہرہ، زمین، مریخ، مشتری، زحل، یورینس، نیپچون اور پلوٹو شامل ہیں، یہ تما سیارے اس نظام شمسی کا حصہ ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق سورج کی عمر تقریباً 4.6 ارب سال بتائی جاتی ہے۔

سورج ہر سیکنڈ چار ملین ٹن ہائیڈروجن گیس کو خرچ کرتا ہے، سائنسدانوں نے یہ اندازہ قائم کیا ہے کے سورج اپنی کور میں جمع شدہ ہائیڈروجن کو اگلے پانچ ارب سال تک جلاتا رہے گا، اس کے بعد ہیلیم سورج کا پرائمری ایندھن بن جائے گا۔

ماہرین کے مطابق اگر تین لاکھ تیس ہزار سیارے ایک ساتھ زمین پر جمع ہو جائیں تو وہ سورج کے وزن کے برابر تصور کئے جائیں گے۔

ماہرین کے مطابقہر گیارہ سال کے بعد سورج مجموعی طور پر اپنی مقناطیسی Polarity کو الٹ دیتا ہے، یعنی اس کا شمالی مقناطیسی قطب جنوبی قطب بن جاتا ہے جبکہ جنوبی قطب شمالی قطب میں تبدیل ہو جاتا ہے، اگرچہ سورج زمین سے قریب ترین ستارہ ہے، جو زمین سے محض 15 کروڑ کلو میٹر دور ہے، سورج زمین پر توانائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، سورج کی کشش ثقل زمین سے 28 گنا زیادہ ہے، سورج حرارت اور چارج ذرات کی ایک اسٹریم خارج کرتا ہے جسے شمسی ہوا کے طور پر جانا جاتا ہے، جو سینکڑوں میل فی سیکنڈ کی رفتار سے نظام شمسی میں سفر کرتی ہے۔

سورج کی رفتار کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۔ ۵۷ ۔

ترجمہ۔ (اللہ) نے سورج اور چاند کی رفتار کو (حساب سے) رکھا ہے۔ یہ بڑے قادر اور بڑے علم والے کی ٹھہرائی ہوئی بات ہے۔

Astronomical Journal کے مطابق ! کائنات میں تقریباً
2,000,000,000,000 (دوٹریلین) کہکشائیں ہیں، اور ہر کہکشاں میں ہمارے سورج جیسے تقریباً 100 ارب سورج موجود ہیں، یعنی ایک محتاط اندازے کے مطابق، پوری کائنات میں ہماری زمین جیسی 6000 ارب (٦ ٹریلین) دنیائیں موجود ہیں۔

قمر/ چاند:

قرآن کریم میں اللہ تعالی بے شمار مقامات پر چاند کا ذکر فرمایا ہے، لیکن زیر نظر آیات میں اللہ تعالی نے ماہ کامل کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا!

وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَۙ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔٧٦؎

ترجمہ۔ ماہ کامل کی قسم تمھیں ضرور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جانا ہے۔

قمر۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق-م-ر) سے مشتق ہے۔٧٧؎

قمر۔ ہر مہینے کی تیسری رات سے پچیسویں رات تک کے چاند کو قمر کہا جاتا ہے۔

جبکہ پہلی، دوسری، چھبیس اور ستائیس تاریخ کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے۔

چاند کو قمر اس لئے بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی روشنی باقی تمام ستاروں پر غالب ہوتی ہے۔٧٨؎

چاند کے ساتھ انسانی جنون کا ایک قدیم تعلق ہے، چنانچہ چودھویں رات کے چاند میں نفسیاتی، ذہنی، دماغی، جنسی اور جسمانی بیماریوں میں تیزی دیکھی گئی ہے، اس کے ساتھ ساتھ چودھویں رات میں جرائم کی تعداد بھی عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

جنون کو طب نفسی میں ایک شدت مزاجی کا مرض کہا جاتا ہے، اس مرض کی نمایاں علامات میں فرط ہیجان، اشتعال انگیزی، فرط سرگرمی، (Hyperexcitability)، خیالات وگمان کی آمدور پیداوار (Hyperactivity) میں بڑھی ہوئی روانی کے ساتھ گفتار و کلام میں تیزی جیسی کیفیات شامل ہیں، اگرچہ خیالات وگفتار میں تیزی اور بے چینی کی کیفیات کو علم طب میں پرواز افکار جیسی اصطلاح کا نام دیا جاتا ہے، انگریزی زبان میں Lunatic کا لفظ اسی پر دلالت

کرتا ہے۔

صاحب غریب القرآن لکھتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں عربوں کا قومی نشان قمر تھا۔

جبکہ ایرانیوں کا قومی نشان شمس تھا۔

چاند ہماری زمین کا ایک سیارچہ ہے، جو زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے، چاند کا قطر 2163 میل ہے۔

چاند سے متعلق ابتدائی تحقیقات گلیلیو نے 1609ء میں کیں، اس نے بتایا کے چاند ہماری زمین کی طرح ایک کرہ ہے، اس نے مزید یہ بھی بتایا کے چاند پر پہاڑ اور آتش فشاں پہاڑوں کے دہانے ہیں۔ چاند کا ایک دن ہمارے پندرہ دنوں کے برابر ہوتا ہے، چاند زمین کے گرد اپنا ایک چکر 27.3 دنوں میں مکمل کرتا ہے، اس کو چاند کا مدار کہا جاتا ہے، چاند کا موسم شدید گرمی میں 100 سینٹی گریڈ اور شدید سردی میں منفی 173 سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کے زمین کی کشش 9.8 میٹر فی مربع سیکنڈ کے مقابلے میں اس کی کشش 1.622 میٹر فی مربع سیکنڈ بنتی ہے، گویا زمین پر دس کلو وزن رکھنے والی چیز کا اگر چاند پر وزن کیا جائے تو وہ بہ مشکل ڈیڑھ کلو سے کچھ زیادہ ہوگا، چاند پر ہوا موجود نہیں اسی وجہ سے چاند پر آواز کا سفر بھی ممکن نہیں۔

کائنات میں بے شمار چاند:

کائنات میں بے شمار چاند بھی پائے جاتے ہیں، خود ہمارے نظام شمسی میں چاند کی تعداد (100) سے زائد بتائی جاتی ہے، دوسری جانب اس کائنات میں بے شمار کہکشانی نظام میں نجانے سورج اور چاند کی کتنی تعداد ہوگی یہ قیاس سے باہر ہے۔

چاند اللہ کی ایک روشن نشانی ہے جو اپنے مدار میں ہمہ وقت گردش پذیر ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَۙ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔ ۹؎

ترجمہ۔ ماہ کامل کی قسم تمھیں ضرور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جانا ہے۔

اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ۔ ۸۰؎

ترجمہ۔ سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (گردش) میں ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَؕ كُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ۔ ۸۱؎

ترجمہ۔ (اللہ) نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے، سب اپنے اپنے چکر میں پھرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَالۡحِسَابَ۔ ۸۲؎

ترجمہ۔ وہی قادر مطلق ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر فرمادیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔

وَّجَعَلَ فِیۡهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِیۡرًا۔ ۸۳؎

ترجمہ۔ (اللہ) نے سورج اور چاند کو نورانی بنایا۔

وَجَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡهِنَّ نُوۡرًا۔ ۸۴؎

ترجمہ۔ (اللہ) نے چاند کو نورانی بنایا۔

یَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِؕ قُلۡ هِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ۔ ۸۵؎

ترجمہ۔ وہ تم سے نیا چاند نکلنے سے متعلق پوچھتے ہیں، (ان سے) کہہ دو کے یہ لوگوں کے حج کے واسطے اوقات ہیں۔

فَالِقُ الۡاِصۡبَاحِۚ وَجَعَلَ الَّیۡلَ سَكَنًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ حُسۡبَانًاؕ ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ۔ ۸۶؎

ترجمہ۔ (اللہ) نے سورج اور چاند کی رفتار کو (حساب سے) رکھا ہے۔ یہ بڑے قادر اور بڑے علم

والے کی ٹھہرائی ہوئی بات ہے۔

وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ ۔۸۷؎

ترجمہ۔سورج، چاند اور ستاروں کو اس طرح سے پیدا کیا کے سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔

وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ‌ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى‌ؕ يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ۔۸۸؎

ترجمہ۔(اللہ) نے شمس اور قمر کو ایک کام پر لگایا ہوا ہے۔ یہ سب وقت مقررہ پر چلتے رہتے ہیں۔

ستارے/سیارے:

Astronomical Journal کے مطابق! کائنات میں تقریباً 2,000,000,000,000 (دو ٹریلین) کہکشائیں ہیں، اور ہر کہکشاں میں ہمارے سورج جیسے تقریباً 100 ارب سورج یعنی ستارے موجود ہیں، یعنی ایک محتاط اندازے کے مطابق، پوری کائنات میں ہماری زمین جیسی 6000 ارب (۶ ٹریلین) دنیائیں موجود ہیں۔

طارق/ثاقب (روشن ستارے):

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر اجرام فلکی، سورج، چاند، ستارے، سیارے اور آسمان کی قسم بھی کھائی ہے اور اس کو اپنی نشانیاں بھی بیان فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۔۸۹؎

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی، اور قسم ہے رات کو آنے والے کی۔

وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الطَّارِقُ ۔۹۰؎

ترجمہ۔آپ کو کیا معلوم کے وہ رات کو نمودار ہونے والی کیا چیز ہے؟

النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۔۹۱؎

ترجمہ۔وہ روشن ستارہ ہے۔

اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ؕ

ترجمہ۔کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ (نگہبان) مقرر نہ ہو۔

طارق۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ط۔ر۔ق) سے مشتق ہے۔

الطروق۔سے مراد رات کو آنا۔

الطارق۔سے مراد رات کو آنے والا، اسے طارق اس لئے بھی کہتے ہیں کیونکہ اسے بالخصوص دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں، طارق راستہ چلنے والے کو بھی کہتے ہیں، بالخصوص ایسے مسافر کو جو رات کو آئے۔

ستارے کو بھی طارق کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ رات میں نمودار ہوتا ہے۔۹۲؎

ابن فارس نے اس آیت **وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ**۔۹۳؎

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی، اور قسم ہے رات کو آنے والے کی۔

کے چار بنیادی معانی بیان کئے ہیں۔۱۔شام کو آنا۔۲۔مارنا۔۳۔کسی چیز کا ڈھیلا ہونا۔

۴۔کسی چیز کو کسی دوسری چیز کے ساتھ سی دینا۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ۔۹۴؎

ترجمہ۔یہ حقیقت ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر سات طرائق پیدا کیے ہیں، اور ہم مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں۔

اس آیت میں **سَبْعَ طَرَآئِقَ** سے مراد آسمان کے مختلف اوپر تلے کے طبقات ہیں، یعنی اجرام فلکی جو ایک دوسرے کے اوپر تلے ہیں۔

یا وہ اجرام سماوی جو ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے ہیں۔۹۵؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت **وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ** سے مراد اللہ نے قسم کھائی ہے رات کو نمودار ہونے والی ہر وہ چیز جو تمھارے پاس رات کو آئے وہ طارق ہے۔۹۶؎

جریج بیان کرتے ہیں، آیت **وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ** سے مراد وہ ستارہ جو دن کو چھپ جاتا ہے اور

رات کوظاہر ہوجاتا ہے۔۹۷؎

قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ سے مرادرات کوستارہ کا ظاہر ہونا۔۹۸؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آیت النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد چمکتا ہوا ستارہ کے ہیں۔۹۹؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد وہ ستارہ جو شعلے مارتا ہے۔۱۰۰؎

ابن جریر نے ابن زیدؒ بیان کرتے ہیں، آیت النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد ثریا ستارہ ہے۔۱۰۱؎

ابن المنذر نے خصیفؒ سے روایت کیا، آیت النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد وہ ستارہ جو چوری چھپے گفتگو سننے والے شیاطین کو جلا دیتا ہے۔۱۰۲؎

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۔۱۰۳؎

ترجمہ۔کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ (نگہبان) مقرر نہ ہو۔

اس سے مراد اللہ تعالیٰ نے کل نفوس پر فرشتوں، نگہبان اور محافظین کو مقرر کیا ہوا ہے، جو نا صرف ان کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ ان کے اعمال کا ریکارڈ بھی مرتب کرتے ہیں، جیسا کے قرآن کریم میں اللہ نے فرمایا، کل اشیاء کائنات اللہ کی عبادت، حمد وثناء کرتی ہیں اور صبح شام اللہ کو سجدہ بھی کرتی ہیں لیکن انسان کو ان اشیاء کائنات کی عبادات کا شعور نہیں، کیونکہ اس کا علم ابھی اس مقام پر نہیں۔

تو معلوم ہوا کے فرشتے، نگہبان اور محافظین ان سب کی عبادات اور اعمال کا حساب کتاب لکھتے اور اس کو ترتیب دیتے ہیں۔

ستاروں کی پیدائش کی سائنسی توجیہات:

آسمان دنیا پر چمکنے والے ستارے عظیم الجثہ اور نہایت گرم کائناتی اجسام ہوتے ہیں، لیکن ان کی وجہ سے آسمان روشن اور چمکدار نظر آتا ہے۔جب انسان آسمان پر نظر ڈالتا ہے تو ایک نظر میں وہ اندازاً تین ہزار ستاروں کو دیکھ سکتا ہے، لیکن ستاروں کی یہ تعداد تو سمندر میں موجود ایک قطرے

کی مانند ہے، صرف ہماری کہکشاں جو کو ملکی وے بھی کہا جاتا ہے اسی میں ستاروں کی تعداد ا ایک کھرب سے زائد بتائی جاتی ہے، جبکہ قابل مشاہدہ کائنات (جس کی اندازاً تعداد دو کھرب یعنی دوسوارب) سے بھی زائد کہکشائیں موجود ہیں، جن میں موجود ستاروں کی تعداد زمین پر موجود ریت کے ذرات سے بھی زیادہ بتائی جاتی ہے، جبکہ ہر ستارہ طاقت اور توانائی کا عظیم الشان منبع ہے، لیکن سورج نامی ایک ستارہ دنیا سے قریب ہے، اللہ کے حکم سے سورج کی روشنی سے دنیا روشن اور منور ہے، یہ شمسی توانائی کے حصول کا ایک نہایت موثر ذریعہ ہے، اگرچہ سورج انتہائی گرم گیس کا ایک منبع ہے جو ہمارے نظام شمسی کو 4.6 ارب سال سے روشن کئے ہوئے ہے، تاہم زمین پر زندگی کا دارومدار بھی اسی پر قائم ہے، سورج زمین سے تقریباً نو کروڑ میل کی دوری پر واقع ہے، ایک اندازے کے مطابق دس لاکھ زمین سورج میں سما سکتی ہیں، سورج کا محیط ۲۷ لاکھ میل پر پھیلا ہوا ہے تاہم اس عظیم الشان جسامت کے باوجود ہمارا سورج کائنات کے دوسرے ستاروں کے مقابلے میں ایک ننھا ستارہ ہے، جبکہ ETA Crainee نامی سورج ہمارے سورج سے پچاس لاکھ گنا بڑا ستارہ ہے، جبکہ Betelgeuse نامی ستارہ ETA Crainee سے بھی 300 گنا بڑا ہے۔

ماہرین کے مطابق اگر یہ ستارہ سورج کی جگہ ہمارے نظام شمسی میں ہوتا تو وہ وہ مشتری کے مدار سے بھی آگے نکل جاتا۔

ستارے سرخ، نیلی اور پیلی رنگ کی روشنیاں خارج کرتے ہیں، یہ ستارے نظام کائنات میں ہمہ وقت گردش کرتے ہیں جبکہ کہکشاؤں میں ان ستاروں کی تعداد اربہا ارب بیان کی جاتی ہے۔

2024ء میں NASA نے خلاء میں Spitzer Space Telescope نامی ایک دور بین خلا میں بھیجی، جس کی وجہ سے ستاروں اور سیاروں کو جاننے اور ان کی پیدائش کے ابتدائی مراحل کے مطالعے میں بہت مدد حاصل ہوئی۔

ماہرین کے مطابق کسی بھی ستارے کو بننے کے لئے تین اہم ترین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۔ہائیڈروجن۔ ۲۔قوت ثقل۔ ۳۔وقت۔

قوت ثقل گرد و غبار اور گیس کے بادلوں کو کھینچ کر ایک دیو قامت بھنور کی شکل میں ڈھالتے ہوئے مادے کو ایک جگہ جمع کرتی ہے، تاہم بے حد دباؤ حرارت کا موجب بنتا ہے، اگرچہ سائنس کا ایک سادہ سا اصول یہ ہے کے دباؤ درجہ حرارت میں اضافے کا سبب بنتا ہے، لاکھوں سال تک گیس کے بادلوں کی کثافت کے سبب دیوہیکل ستارے وجود پاتے ہیں، ان ستاروں کے مرکز میں قوت ثقل اور گیس کی عظیم قوت کارفرما ہوتی ہے، تاہم دباؤ کے بڑھنے کے سبب گیس کے یہ فوارے عظیم دھماکے کی شکل میں ستارے کے مرکز میں پھوٹ پڑتے ہیں تاہم یہ منظر نہایت پرشکوہ اور ہیبت ناک ہوتا ہے، یہ فوارے مادے کو کئی نوری سال دور تک پھیلا دیتے ہیں دوسری جانب قوت ثقل دباؤ کو برقرار رکھتے ہوئے گیس اور گرد و غبار کے بادلوں کو اپنے اندر جذب کرتی چلی جاتی ہے ،تاہم کوئی بھی ستارہ اگلے پانچ لاکھ نوری سال کے بعد اپنی تخلیق کی ابتدائی مراحل میں داخل ہوتا ہے، ستارے کے مرکز میں درجہ حرارت 1.5 کروڑ ڈگری تک جا پہنچتا ہے، اس درجہ حرارت پر گیسز کے ایٹمز ایک دوسرے میں ضم ہونے لگتے اور اس کے نتیجے میں فیوذن کا عمل شروع ہوتا ہے جو زبردست توانائی پیدا کرتا ہے، تاہم یہی وہ گھڑی ہے جب ستارہ پیدا ہوتا ہے، یہ پیدا ہونے والا ستارہ اب آسمان دنیا پر کروڑوں، اربوں سالوں تک جگمگانے کے لئے تیار ہے۔

ستارے کائنات میں زبردست روشنی کے منبع و ماخذ تصور کئے جاتے ہیں، لیکن اس روشنی کے در پردہ توانائی کے عظیم ایندھن کی ضرورت پڑتی ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل تک ستاروں کے اصل ایندھن تک کسی کو رسائی حاصل نا تھی لیکن آئین اسٹائین نے اس معمے کو حل کرتے ہوئے بتایا کے ستارے، ایٹمز کے اندر مقید توانائی سے اپنا ایندھن حاصل کرتے ہیں چنانچہ آئین اسٹائین کی مشہور مساوات E=Mc^2 میں پنہاں تھا۔

حضور قلندر بابا اولیاءفرماتے ہیں! سائنس اس نتیجے پر پہنچ چکی کے پوری کائنات ایک ہی قوت کا مظاہرہ ہے، یعنی کائنات کے تمام مظاہر کو ایک ہی ہستی کنٹرول کرتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ ۱۰۴؎

ترجمہ۔ اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے۔

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں، چاند، سورج، ستارے اور زمین یہ سب انسان کی خدمت پر مامور ہیں، کائنات ایک کنبہ ہے، جب انسان سورج کو دیکھتا ہے تو وہ اس کو اجنبی معلوم نہیں ہوتا بلکہ سورج بھی اس کائناتی کنبے کا ایک فرد ہے۔ ۱۰۵؎

بارش:

پانی کے ہر مالیکیول میں دو ایٹم ہائیڈروجن اور ایک ایٹم آکسیجن کا ہوتا ہے یعنی H_2O۔ بگ بینگ کے دھماکے کے تقریباً 40-30 کروڑ برس بعد کائنات میں ستارے روشن ہوئے جو ہائیڈروجن اور ہیلیئم پر مشتمل تھے، تاہم ان ستاروں کے کور میں فیوژن سے زیادہ بڑے مرکزے بننے لگے جن میں آکسیجن کے مرکزے بھی شامل تھے، جب ستارے سپرنووا بن کر پھٹتے تو یہ بھاری عناصر (بشمول آکسیجن کے) سینکڑوں نوری سال دور تک پھیل جاتے، تاہم انھی دھماکوں میں آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ایٹم آپس میں مل کر کثیر تعداد میں پانی کے مالیکیول یعنی H_2O بھی بناتے، گویا پانی اربوں سال پہلے تشکیل پایا جو کائنات میں جگہ جگہ موجود ہے۔

سائنسدانوں نے سمندر کے پانی میں ہائیڈروجن اور ڈیوٹیرم کے تناسب کو اسٹڈی کیا تو انھیں یہ معلوم ہوا کے یہ تناسب عین وہی ہے جو شہابیوں میں پایا گیا، کیونکہ زمین پر بے شمار شہابیے گرے جو اندازاً 4.5 برس پرانے ہیں چنانچہ ان شہابیوں میں پانی کے مالیکیول موجود تھے دوسری جانب ان شہابیوں میں موجود پانی اور ڈیوٹیرم کا تناسب بھی سمندر کے پانی کے بالکل مطابق اور اس سے ہم آہنگ تھا، دوسری جانب دم دار ستاروں پر میں پائی جانے والی ہائیڈروجن پر جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کے دم دار ستاروں میں ڈیوٹیرم کی مقدار کا تناسب شہابیوں اور سمندر کے پانی میں پائی جانے والی ڈیوٹیرم کے تناسب سے دوگنا ہے، لہٰذا اس تحقیق سے سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے کے

زمین کی سطح پر پایا جانے والا پانی کا بیشتر حصہ شہابیوں کے ذریعے ہی زمین پر آیا ہے، دم دار ستاروں کے ذریعے نہیں اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ -١٠٦

ترجمہ۔قسم ہے آسمان کی جو بارش برساتا ہے۔

فَفَتَحۡنَاۤ اَبۡوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنۡهَمِرٍ -١٠٧

ترجمہ۔ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دئے۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمۡ مِّنۡهُ شَرَابٌ وَّ مِنۡهُ شَجَرٌ فِیۡهِ تُسِیۡمُوۡنَ -١٠٨

ترجمہ۔وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے۔

وَ اللّٰهُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ -١٠٩

ترجمہ۔اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکا یک مُردہ پڑی ہوئی زمین میں اُس کی بدولت جان ڈال دی۔یقیناً اس میں ایک نشانی ہے سُننے والوں کے لیے۔

زمین پر موجود تمام ذی حیات کی اصل اور اولین بنیاد پانی پر قائم ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَوَ لَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ -١١٠

ترجمہ۔کیا کافروں نے نہیں دیکھا کے آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا، اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟۔

ماء۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (م۔و۔ہ) سے مشتق ہے، جس کے معنی پانی کے ہیں۔١١١

پانی تقریباً 4.5 ارب سال قبل زمین کی ابتدائی تشکیل کے دوران انضمامی گیسیز کی شکل میں موجود تھا، جس کی زمین پر پیدائش بادلوں کے ذریعے عمل میں آئی۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰکُمُوْهُ وَ مَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ۔ ۱۱۲؎

ترجمہ۔ ہم ہی ہوائیں چلاتے ہیں (جو بادلوں کو پانی سے بار آوار) کرتی ہیں، اور ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں، اور ہم ہی تم کو یہ پانی پلاتے ہیں، تم لوگوں نے تو اسے جمع کر کے نہیں رکھا تھا؟

ا۔ سائنسدانوں کے پہلے نظریے کے مطابق! زمین پر پانی کا وجود مدار ستاروں اور شہابیوں کے ٹکراؤ سے ہوا، کیونکہ یہ اجرام فلکی پانی اور برف سے بھرے ہوئے تھے لہٰذا زمین سے ٹکرانے کی صورت میں یہ پگھل کر پانی بن گئے۔

اس نظریے کی حمایت میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کے ان اجرام فلکی میں پانی کی بڑی مقدار موجود تھی لیکن اس نظریے کے اعتراض میں یہ دلیل بھی موجود ہے کے زمین سے ٹکرانے والے تمام اجرام فلکی میں پانی کی مقدار زمین پر موجود پانی کی کل مقدار سے کم ہے۔

۲۔ سائنسدانوں کے دوسرے نظریے کے مطابق! زمین پر پانی اس وقت بھی موجود تھا جب یہ وجود میں آئی کیونکہ زمین کی تشکیل کے ابتدائی مراحل میں زمین پر پانی اور برف دونوں ہی موجود تھے، پھر جیسے جیسے زمین کے درجہ حرارت میں اضافہ ہوتا گیا برف پگھل کر پانی بنتی چلی گئی۔

زمین کی تشکیل کے وقت زمین پر پانی کا وجود تھا کی حمایت اس بات سے ہوتی ہے کے زمین کی پتھریلی چادر میں پانی کی بڑی مقدار موجود ہے، تاہم اس نظریے کے اعتراض میں یہ دلیل دی جاتی ہے کے زمین کی تشکیل کے ابتدائی مراحل میں پانی برف کی شکل میں کیسے موجود ہوسکتی ہے؟

۳۔ حالیہ تحقیق اگرچہ ان دونوں گزشتہ تحقیقات اور ان نظریات کے امتزاج کو تسلیم کرتے ہوئے یہ کہتی ہے کے کے ممکن ہے زمین پر پانی کی کچھ مقدار پہلے سے موجود ہو اور کچھ مقدار دمدار

ستاروں اور شہابیوں کے ٹکراؤ سے پیدا ہوئی ہو۔

زمین پر موجود پانی کی عمر زمین کی عمر سے بھی زیادہ ہے، کیونکہ جو پانی انسان یا دیگر ذی حیات استعمال کرتے ہیں اس کی کم از کم عمر 4.6 ارب سال ہے، تاہم پانی کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اس میں کوئی واضح فرق نظر نہیں آتا پانی کو تمام جاندار استعمال کرتے ہیں۔

زمین کی سطح پر پانی کا تقریباً ۷۰ فیصد حصہ موجود ہے، اور بہ مشکل ۳۰ فیصد حصہ ایسا ہے جس پر خشکی، پہاڑ، چٹان، صحرا، جنگلات اور کھیت کھلیان موجود ہیں۔

اب تک کی تحقیق کے مطابق! زمین نظام شمسی کا واحد سیارہ ہے جس کی سطح پر پانی مائع حالت میں موجود ہے۔

بارش کا سسٹم/ بادل:

سحاب۔عربی زبان کا لفظ ہے ہے، جو (س۔ح۔ب) سے مشتق ہے۔

السحابہ۔ سے مراد بادل کے ہیں۔ ۱۱۳؎

کرہ ارض کی فضاء میں منجمد پانی کے شفاف قطرات کی معلق شکل کو بادل کہتے ہیں، زمین پر موجود سمندر اور دیگر پانی کے ذرائع پر جب سورج کی کرنیں پڑتی ہیں تو وہ اس پانی کو بخارات کی شکل میں تبدیل کر کے انھیں زمین سے آسمان کی جانب دھکیلتی ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق! ایک سیکنڈ میں تقریباً 16 ملین ٹن پانی زمین سے بھاپ بن کر فضاء میں پہنچتا ہے، ماہرین نے اس متعین مقدار کی شرح کا جائزہ لیتے ہوئے یہ اندازہ قائم کیا ہے کے ایک سال میں زمین سے فضاء کی جانب جانے والے آبی بخارات کی مقدار 512 ٹریلین ٹن ہے، اور یہ مقدار اس بارش کے برابر ہے جو ایک سال میں زمین پر ہوتی ہے جبکہ زمین پر زندگی کا انحصار پانی کی گردش پر قائم ہے، دوسری جانب اگر انسان اپنے تمام وسائل، سائنس اور ٹیکنالوجی کو بروئے کار لاتے ہوئے مصنوعی طور پر پانی کی اس گردش کو پیدا کرنے سے قاصر ہے چنانچہ بارش کے اس پورے منظم نظام میں معمولی سا عدم توازن ماحول کو نا قابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے جو

اس زمین پر حیات کے خاتمے کا بھی سبب ہوسکتا ہے، لیکن اللہ کے قائم کردہ نظام میں ایسی بدنظمی کبھی واقع نہیں ہوتی، اور قرآن کے بتائے ہوئے نظام کے مطابق مخصوص مقدار میں اللہ تعالی آسمان سے پانی برساتے ہیں۔

بارش کے بتدریج مراحل:

بارش کا مکمل اور منظم سسٹم ہے، جو نہایت موثر باترتیب اور بتدریج ہے، سائنس دانوں اور ماہرین موسمیات کے مطابق!

بارش کے بتدریج تین مراحل ہیں، جس کو قرآن کریم نے بھی وضاحت سے بیان کیا۔

۱۔ **پہلے مرحلے** میں سمندری جھاگ اور پانی کے دیگر ذرائع کے بخارات لاتعداد ہوائی بلبلے یعنی Air Bubbles بناتے ہیں جو کافی نمکین ہوتے ہیں، یہ Aerosols اوپر آسمان کی جانب چڑھتے ہیں، اور چھوٹی بوندوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

اَللّٰهُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا۔ ۱۱۴؎

ترجمہ۔ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے، جو بادل کو اُبھارتی ہیں۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزۡجِیۡ سَحَابًا۔ ۱۱۵؎

ترجمہ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے۔

وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ۔ ۱۱۶؎

ترجمہ ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں۔ عقلمندوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔

۲۔ **دوسرے مرحلے** میں آسمان میں بادل پھیلتے جاتے ہیں، اللہ ان بادلوں کو مزید ٹکڑوں میں تقسیم فرماتے ہیں، پانی کے یہ بخارات نمکین ہوتے ہیں، جبکہ ہوا، اور فضاء میں ان بخارات کی کثافت

مزید بڑھ جاتی ہے، بادلوں میں پانی کی بوندیں بہت چھوٹے قطر کی ہوتی ہیں یعنی ان کا قطر (0.01 ملی میٹر سے 0.02 ملی میٹر کے درمیان) اسی وجہ سے بادل ہوا میں معلق رہتے اور ہر طرف پھیلتے ہیں اس طرح بادل آسمان میں ہر جانب پھیل جاتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُه فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُه كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ ۔۱۱۷؎

ترجمہ۔ پھر اللہ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا اور تہ بتہ کر دیتا ہے۔

ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَه ثُمَّ يَجْعَلُه رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۔۱۱۸؎

ترجمہ۔ (بادلوں) کو آپس میں ملا دیتا ہے، پھر ان کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے۔

۳۔ **تیسرے مرحلے** میں بارش کے قطرے آسمان سے برسنا شروع ہو جاتے ہیں، پانی کے ذرات جو نمک کی قلموں اور دھول سے گھرے ہوئے تھے وہ موٹی اور بڑی بوندوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، چنانچہ جو بوندیں وزنی ہو جاتی ہیں وہ بادلوں کو چھوڑ کر زمین پر برسنا شروع ہو جاتی ہیں، اوسطاً بارش کا ایک قطرہ ایک یا پھر دو ملی میٹر کا ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۔۱۱۹؎

ترجمہ۔ پھر تم دیکھتے ہو کے (بادلوں) کے درمیان سے بارش نکلتی ہے، (اللہ) اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برساتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

بارش سے قبل مٹی کی خوشبو:

بارش کے وقت ماحول میں انتہائی منفرد قسم کی خوشبو پھیل جاتی ہے، سائنسدان ایک طویل تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کے اس خوشبو کے در پردہ تین عوامل ہیں۔

ا۔ خوشبو کی پہلی وجہ اوزون گیس ہے، جب بجلی کڑکتی اور الٹراوائلٹ ریز آکسیجن پر پڑتی ہیں تو اس

کے مالیکیول ٹوٹ جاتے ہیں، آکسیجن کے آزاد ایٹم اس کے مالیکیول کے ساتھ مل کر تین ایٹم والا نیا مالیکیول بنا دیتے ہیں جو کے اوزون ہے، یہ گیس محدود تعداد میں ہمارے ماحول میں شامل ہو جاتی ہے، اس وجہ سے اس کی تیز خوشبو انتہائی صاف ستھرا احساس پیدا کرتی ہے۔

۲۔ دوسرا عنصر زمین میں پائے جانے والے بیکٹر یاز ہیں جو خشک موسم کے دوران جیوسمین نامی کیمیکل پر مشتمل اجزاء مٹی میں پیدا کرتے ہیں جب بارش ہوتی ہے تو کیمیکل آزاد ہو کر فضاء میں گھل جاتا اور اس کی خوشبو محسوس کرتے ہیں۔

۳۔ تیسرا عنصر وہ روغنیات ہیں جو پودوں سے خارج ہو کر فضا ء میں شامل ہو جاتے ہیں اور جب ان کے ساتھ بارش کا پانی ملتا ہے تو ان میں سے مخصوص قسم کے کیمیکل ہوا میں خارج ہوتے ہیں، ان تین طرح کی خوشبوؤں کے ملاپ سے بارش کے وقت ایک مسحور کن خوشبو پیدا ہوتی ہے۔

سویڈش زرعی یونیورسٹی کی ایک ریسرچ کے مطابق ! مٹی میں اسٹر پپٹو مائسس نامی بیکٹر یاز پائے جاتے ہیں، جو بارش کی ابتدائی بوندیں پڑنے سے ایک خوشبو کو خارج کرتے ہیں، درحقیقت یہ خوشبو بغیر ریڑھ کی ہڈی والے کیڑے اور کیچوؤں کو اپنی جانب راغب کرنے کے لئے ہے۔

پھر تم دیکھتے ہو کے بادل میں سے بارش برستی ہے اور آسمان میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہیں، (اللہ) ان سے اولے نازل کرتا ہے، اور جس پر چاہتا ہے اس کو برساتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹاتا ہے، اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر کے بینائی کو اُچکے لئے جاتی ہے۔ ۱۲۰؎

بوجھل ہوائیں:

بیسویں صدی کی ابتداء میں صرف بارش اور ہوا کے درمیان تعلق کو ہی بیان کیا جاتا تھا تاہم سیٹلائٹ کے ذریعے لی گئی تصاویر اور تحقیق سے یہ ثابت ہوا کے ہوائیں بادلوں کو کھینچ کر لاتی ہیں ، یعنی چھوٹے چھوٹے بادلوں کے ٹکڑوں کو ہوائیں ایک جگہ جمع کر کے انھیں بڑے بادل میں تبدیل کرتی ہیں، ہوائی جھونکے کو بادلوں کے وسط میں ہوتے ہیں وہ زیادہ طاقتور ہوتے ہیں، یہ

Vertical ہوائی لہریں بادل کو Horizental طریقے سے آسمان کے سرد خطوں تک پھیلاتی ہیں، ان سرد خطوں میں بارش کے بڑے قطرے اور برف کے اولے بھی موجود ہوتے ہیں جب یہ بارش کے قطرے اور برف کے اولے زیادہ وزنی ہوجاتے ہیں تو ہوا کے جھونکے انھیں آسمان پر روکنے میں ناکام ہوجاتے ہیں اور وہ زمین پر برسنا شروع ہوجاتے ہیں، تاہم سائنس نے یہ بات جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے جانی ہے لیکن اللہ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر چودہ سو سال پہلے ہی کردیا تھا۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَ مَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ۔ ۱۲۱؎

ترجمہ۔ ہم بار آور ہواؤں کو بھیجتے ہیں، پھر آسمانوں سے پانی برساتے ہیں اور اس پانی سے تمہیں سیراب کرتے ہیں، اس دولت کے خزانے دار تم نہیں ہو۔

وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ ۱۲۲؎

ترجمہ۔ ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو (زمین و آسمان کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں)۔

بارش یا برف باری کا انحصار بادلوں کے درجہ حرارت پر قائم ہے، اگر بادلوں کا درجہ حرارت ۱۲ سے منفی ۳۰ ہو تو بادل پانی اور برف کی قلموں پر مشتمل ہوں گے، لیکن اگر درجہ حرارت ۴۰ سے گر جائے تو تمام حصہ برفانی قلموں پر مشتمل ہوگا دوسری جانب ایسے تمام بادل سطح زمین سے محض ۶ سے ۱۲ کلومیٹر بلندی پر پائے جاتے ہیں، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کے ہر قسم کی بارشوں کا اصل ماخذ بادل ہیں تاہم بادل موسم پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔ ۱۲۳؎

ترجمہ۔وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے، پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۔۱۲۴؎

ترجمہ۔وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۔۱۲۵؎

ترجمہ۔اللہ وہی تو ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے تمہاری رزق رسانی کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِہٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ۔۱۲۶؎

ترجمہ۔وہی جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے اور اوپر سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے مختلف اقسام کی پیداوار نکالی۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِہٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۔۱۲۷؎

ترجمہ۔اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس کے ذریعے سے ہر قسم کی نباتات اگائیں پھر اس سے ہرے بھرے کھیت اور درخت پیدا کئے پھر ان سے تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھولوں کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے

ہیں اور انگور، زیتوں اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیت جدا جدا بھی ہے۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔۱۲۸؎

ترجمہ۔ دنیا کی یہ زندگی (جس کے نشے میں مست ہو کر تم ہماری نشانیوں سے غفلت برت رہے ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا تو زمین کی پیداوار، جسے آدمی اور جانور سب کھاتے ہیں، خوب گھنی ہوگئی، پھر عین اس وقت جب کہ زمین اپنی بہار پر تھی اور کھیتیاں بنی سنوری کھڑی تھیں اور ان کے مالک سمجھ رہے تھے کہ اب ہم ان سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں، یکا یک رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا اور ہم نے اسے ایسا غارت کر کے رکھ دیا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں، اسی طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۔۱۲۹؎

ترجمہ۔ بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا؟

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۔۱۳۰؎

ترجمہ۔ آسمان سے پانی برسایا اور زمین میں قسم قسم کی عمدہ چیزیں اگا دیں۔

يُنۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَ الزَّيۡتُوۡنَ وَ النَّخِيۡلَ وَ الۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۔۱۳۱؎

ترجمہ۔وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اگا تا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے اِس میں ایک بڑی نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں ۔

وَ فِي الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّزَرۡعٌ وَّ نَخِيۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّ غَيۡرُ صِنۡوَانٍ يُّسۡقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعۡضَهَا عَلٰى بَعۡضٍ فِي الۡاُكُلِ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۔۱۳۲؎

ترجمہ۔دیکھو،زمین میں الگ الگ خِطّے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں، انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجُور کے درخت ہیں جن میں کچھا کہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر، ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لے جو عقل سے کام لیتے ہیں ۔

اِنَّمَا مَثَلُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَآءٍ اَنۡزَلۡنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخۡتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ مِمَّا يَاۡكُلُ النَّاسُ وَ الۡاَنۡعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الۡاَرۡضُ زُخۡرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتۡ وَظَنَّ اَهۡلُهَاۤ اَنَّهُمۡ قٰدِرُوۡنَ عَلَيۡهَاۤ ۙ اَتٰٮهَاۤ اَمۡرُنَا لَيۡلًا اَوۡ نَهَارًا فَجَعَلۡنٰهَا حَصِيۡدًا كَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۔۱۳۳؎

ترجمہ۔دنیا کی زندگی کی مثال تو پانی جیسی ہے، جسے ہم نے آسمان سے برسایا، پھر اس کے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں مل کر نکلا یہاں تک زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہوگئی اور زمین والوں نے خیال کیا کے وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں نا گہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے اس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کے گو یا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں ۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں ۔ان کے لیے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا

مُّتَرَاكِبًاۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ ۱۳۴ ؎

ترجمہ۔ وہی تو ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر ہم ہی (اس پانی سے) ہر طرح کی روئیدگی اگاتے ہیں۔ پھر اس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں، اور ان کونپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے، یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) ان کے پکنے پر نظر کرو۔ ان میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

مندرجہ بالا آیات کے مطالعے سے معلوم ہوا کے اللہ جب زمین میں پانی برساتا ہے تو مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے، کھیت کھلیان اور باغات لہلہانے لگ جاتے ہیں، انسان اور جانور سیراب ہوجاتے ہیں اور ایک خوشی کی لہر ہر سو دوڑ جاتی ہے، اللہ مخصوص مقدار میں بارش برساتے ہیں اور یہ اللہ کے علم میں ہے کے وہ کہاں کتنی بارش برسائیں گے، یہی بارش کا پانی زمین کے اندر بھی ذخیرہ ہوتا ہے جو وقت ضرورت کام آتا ہے۔

اہل علم بارش کو زمین پر اللہ کے عدل وانصاف سے بھی جوڑتے ہیں، دنیا میں جہاں جہاں نظام عدل وانصاف اور عوام کے حقوق کی پاسداری ہوتی ہے وہاں اللہ کی رحمت خیر و برکت کے ساتھ خوب برستی ہے۔

میٹا لوجسٹ کے مطابق !16 ٹریلین ٹن زمین سے پانی بخارات کی شکل میں آسمان کی جانب اٹھتا ہے اور 16 ٹریلین ٹن ہی آسمان سے پانی دنیا میں بارش کی شکل میں برستا ہے۔

آب زم زم:

آب زم زم میں مختلف معدنیات کا تناسب درج ذیل ہے۔

۱۔سوڈیم ۔133۔

۲۔کیلشیئم ۔96۔

۳۔پوٹاشیئم ۔3-43۔

۴۔بائی کاربونیٹ ۔4-195۔

۵۔کلورائیڈ ۔3-163۔

۶۔فلورائیڈ ۔72۔0۔

۷۔نائٹریٹ ۔8-124۔

۸۔سلفیٹ ۔124 ملی گرام پر لیٹر۔

آب زم زم کے کنویں کی مکمل گہرائی 99 فٹ ہے، اوراس کے چشمے سے کنویں تک کا فاصلہ 17 میٹر ہے، جبکہ دنیا کے تمام کنوؤں میں کائی کا جم جانا مختلف نوع کی نباتاتی اورحیاتیاتی اجسام کی پرورش اورافزائش ایک لازمی عمل ہے لیکن آب زم زم کا کنویں تمام تر آلائشات سے پاک اور مصفیٰ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! روئے زمین کا سب سے بہترین پانی آب زم زم ہے۔ ۱۳۵ ؎

کرہ ہوائی:

کرہ ہوائی کو انگریزی میں Atmosphere کہا جاتا ہے، ہوا مختلف گیسز کا مجموعہ ہے، جس میں انسان کی زندگی کو قائم رکھنے والی آکسیجن گیس سرفہرست ہے، ہوا کی ایک تہہ نے زمین کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، تاہم کرہ ہوائی میں مختلف گیسوں کا ارتکاز نا صرف انسانوں کے وجود کے لئے اہم ہے بلکہ زمین پر بسنے والے تمام جانداروں کے لئے بھی بے حد اہمیت کا حامل ہے،

کرہ ہوائی میں جو جو گیسز تشکیل پاتی ہیں وہ ایک خاص تناسب سے بنتی ہیں جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، اس میں چار گیسز بہت اہم ہیں۔

ا۔نائٹروجن۔78%۔۲۔آکسیجن۔21%۔۳۔ارگون (ایک بے رنگ اور بے بو عنصر ہے) ۔01%۔

۴۔کاربن ڈائی آکسائیڈ۔0..03۔

ان گیسز کو دو گروپس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ا۔وہ گیس جو رد عمل کے نتیجے میں پیدا ہو۔
۲۔وہ گیس جو رد عمل کے نتیجے میں پیدا نا ہو۔

گیسوں کے تجزیے سے یہ معلوم ہوتا ہے کے جو گیسیز رد عمل کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں وہ گیسز زندگی کی بقاء کے لئے لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔جو گیسز رد عمل کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوتی ہیں، وہ گیسز ایسے مرکبات پیدا کرتی ہیں جو انسانی زندگی کے لئے تباہ کن ہیں۔جیسے ارگوگون اور نائٹروجن گیسز اگر محدود پیانے پر بھی رد عمل ظاہر کریں تو دنیا کے تمام سمندر نائٹرک ایسڈ میں تبدیل ہو جائیں۔اگر فضاء میں آکسیجن کی مقدار موجودہ مقدار سے تھوڑی بھی زیادہ ہو جائے تو دنیا میں موجود چٹانیں اور دھاتیں تباہ ہو جائیں، جس کے نتیجے میں زمین میں کٹاؤ پیدا ہو جائے گا اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔

اگر آکسیجن گیس کی کمی واقع ہو جائے تو اس صورت میں کرہ ارض پر بسنے والے جانداروں کی زندگی کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، دوسری جانب اوزون کی تہہ بھی متاثر ہو گی جس کے نتیجے میں سورج کی بالائے بنفشی شعاعیں زمین پر موجود چیزوں کو جلا دیں گی، پودوں اور درختوں کی زندگی کا انحصار کاربن ڈائی آکسائیڈ پر ہے کیونکہ اس گیس کے ذریعے پودے اور درخت سورج کی شعاعوں کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں، ایک جانب درخت اور پودے آکسیجن گیس کو خارج کرتے ہیں، جس گیس پر انسانوں اور جانوروں کی زندگی کا انحصار ہے دوسری جانب انسانوں کی خارج کی ہوئی گیس کاربن ڈائی آکسائیڈ درختوں اور پودوں کے لئے زندگی کا پیغام ہیں یعنی کل

اشیاء کائنات باہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور مربوط ہیں۔
کرہ ہوائی کی بقاء میں فلکی طبعی حلات کا باہمی وجود بھی اہمیت کا حامل ہے۔
۱۔زمین کی سطح پر ایک معتدل درجہ حرارت کی موجودگی اشد ضروری ہے۔
۲۔زمین پر ایک ایسی تہہ بھی موجود ہے جو توانائی اور حرارت کو فضاء میں منتشر ہونے سے بچاتی ہے۔
۳۔زمین پر کئی ایسی تہیں بھی پائی جاتی ہیں جو قطبین اور خط استوا کے درمیان گرمی کے توازن کو برقرار رکھتی ہیں۔
۴۔کرہ ہوائی زمین کو شہاب ثاقب سے بھی بچاتا ہے۔
ذیل میں زمین کے اوپر موجود کرہ ہوائی کی چھ تہوں کے نام لکھے جارہے ہیں۔
۱۔زمین کے اوپر پہلی تہہ Troposphere کہلاتی ہے۔
۲۔Tropopause۔
۳۔Stratosphere۔
۴۔Ozone Layer۔
۵۔Mesophere۔
۶۔Ionosphere۔

نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی کرہ ہوائی:

نظام شمسی میں موجود دیگر سیاروں کی فضاء اور ان میں گیسز کے تناسب کے حوالے سے ایک تحقیق پیش کی جارہی ہے، جو درج ذیل ہے۔
۱۔**عطارد:** عطارد کو Mercury بھی کہتے ہیں، اس کا حجم بہت مختصر اور گرم ہے جبکہ اس کی کشش ثقل ایسی نہیں جو طویل عرصے تک اس کی فضاء میں قابو میں رکھ سکے تاہم عطارد کی فضاء میں ہائیڈروجن، ہیلیئم، آکسیجن، سوڈیم، کیلشیئم، پوٹاشیئم، ہائیڈروآکسائیڈ، سلیکان اور دیگر عناصر

پائے جاتے ہیں، عطارد کی فضاء کیونکہ مستحکم نہیں ہے اسی وجہ سے یہاں پر موجود ایٹمز فضاء میں گم ہو جاتے

ہیں، دوسری جانب ہائیڈروجن اور ہیلیئم کے ایٹم شمسی ہواؤں سے آتے ہیں اور عطارد کی فضاء کا حصہ بن جاتے ہیں، عطارد کا ایک دن، دنیا کے ۹۰ دن جتنا ہے۔

۲۔زہرہ: نظام شمسی میں زہرہ دوسرا سیارہ ہے، جس کو Venus بھی کہا جاتا ہے، یہ سیارہ سورج سے قریب ترین سمجھا جاتا ہے وینس کو صبح اور شام کا ستارہ بھی کہا جاتا ہے، زہرہ کا ایک دن زمین کے (۲۴۳) دنوں کے برابر ہے یعنی تقریباً ۸ ماہ، وینس پر سورج مغرب سے طلوع ہو کر مشرق میں غروب ہوتا ہے اور یہاں سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں زمین کے (۱۲۲) دنوں یعنی تقریباً

۴ ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے، زہرہ کی زمین کا رنگ سیاہ جبکہ یہاں ہوا ۳۵۰ کلومیٹر کی رفتار سے چلتی ہے، یہاں کی فضاء نہایت کثیف ہے جس میں سلفیورک ایسڈ سے لبریز گہرے بادل ہر وقت فضاء میں اڑتے رہتے ہیں۔ زہرہ کا ماحول نہایت شدید اور کثیف ہے یہاں کا زیادہ درجہ حرارت اور شدید دباؤ سانس لینے میں مشکلات پیدا کرتا ہے۔ زہرہ پے ہمہ وقت تیز آندھیاں اور شدید تلاطم بپا رہتا ہے، زہرہ کی فضاء میں انتہائی کثیف ہے جو زیادہ تر کاربن ڈائی آکسائیڈ اور نائٹروجن کی معمولی مقدار سے بنی ہے، زہرہ پر ہوا کا دباؤ زمین کی نسبت ۹۲ گنا زیادہ ہے جبکہ فضاء کا وزن ۹۳ گنا زیادہ ہے، یہ دباؤ اتنا زیادہ ہے جتنا کے زمین کے سمندر کے ایک کلومیٹر نیچے ہے۔

سیارہ زہرہ فاسفین (Phosphine) نامی ایک نہایت زہریلی گیس بڑی وافر مقدار میں پائی جاتی ہے، یہ گیس بے رنگ اور بے بو ہے، اس گیس کی معمولی مقدار بھی انسان کی جان لینے کے لئے کافی ہے، اگرچہ زمین پر بھی فاسفین نامی زہریلی گیس بہت قلیل مقدار میں پائی جاتی ہے، ماہرین کے مطابق مرے ہوئے جانور اور انسان کی سڑی ہوئی متعفن باقیات میں یہ زہریلی گیس پائی جاتی ہے۔

۳۔**مریخ:** مریخ نظام شمسی کا چوتھا بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Mars کہا جاتا ہے، یہ سیارہ زمین سے دیکھنے میں سرخ نظر آتا ہے، اسی نسبت سے مریخ کو سرخ رنگ کا چٹانی سیارہ بھی کہا جاتا ہے سیارے کی سرخ رنگت کی اصل وجہ آئرن آکسائیڈ کی موجودگی ہے، مریخ کا نام Mars ایک یونانی دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو کے جنگ کے دیوتا کے نام سے جانا جاتا ہے، مریخ کی فضاء میں ٹھنڈک اور ویرانی پائی جاتی ہے لیکن مریخ میں زمین پر پائی جانے والی کئی خصوصیات پائی جاتی ہیں یہاں کی فضاء میں کرہ ارض پر بسنے والے کسی بھی انسان کے لئے سانس لینا دشوار ہے۔

سورج سے اس کا اوسط فاصلہ تقریباً (۲۲۸) ملین کلومیٹر ہے، مریخ کا ایک دن ۲۴ گھنٹوں کا ہوتا ہے یعنی زمین اور مریخ کا ایک دن برابر ہے لیکن اس سیارے پر بے شمار آتش فشاں پہاڑ اور برف بھی پائی جاتی ہے، ماہرین کی یہ رائے ہے کے یہاں کا بہترین نہری نظام کسی انتہائی ذہین مخلوق کی موجودگی کا پتا بھی دیتی ہے تاہم یہاں اہرام مصر بھی پائے جاتے ہیں جو ہماری دنیا کے اہرام مصر سے دس گنا بڑے ہیں۔ سائنسدانوں کا ماننا ہے کے ماضی میں مریخ پر عظیم آتش فشاں پھٹے جس کی وجہ سے بڑی مقدار میں گیس، پانی کے بخارات اور کاربن ڈائی آکسائیڈ یہاں پایا جاتا ہے۔ مریخ کی سطح پر برف کے پہاڑ بھی پائے جاتے ہیں یہاں کا موسم طویل عرصہ تک سرد رہتا ہے دوسری جانب یہاں آبی بخارات فضاء کے نچلے حصے میں پائے جاتے ہیں یورپی خلائی ایجنسی نے مریخ کے مدار پر خلائی جہاز بھیجا تاہم ان لائی ایجنسیوں کے مریخ پر کچھ تجربات کامیاب اور کچھ ناکام ہوئے۔

مریخ کی سطح پر سیلاب اور کچھ دریائی کٹاؤ کے شواہد بھی ملے ہیں، ماہرین یہ سمجھتے ہیں کے دو سے چار ارب برس قبل مریخ پر پانی موجود تھا کیونکہ مریخ کی سطح پر ذرا گہرائی میں ایسی معدنیات بھی موجود ہیں جو صرف مائع پانی سے ہی وجود میں آسکتی ہیں تاہم چند لاکھ برس قبل پرانے سیلاب کے شواہد بھی یہاں پائے جاتے ہیں اور ان ے بارے میں ماہرین یہی سمجھتے ہیں کے یہ سیلاب غالباً

زیر سطح پانی کے کسی وجہ سے پھوٹ نکلنے کے باعث آئے ہوں، مریخ کی سطح پر چٹانی اور پتھریلے صحراء بھی موجود ہیں۔

حال ہی میں ناسا (NASA) کے ماہرین نے مریخ کے ایک پہاڑی حصے کی تصویر شائع کی ہے اس تصویر کی خاص بات یہ ہے کے ایک پہاڑی ہے اور اس میں ایک دروازہ تراشا گیا ہے تاہم اس دروازے کی شکل وصورت اور ڈیزائین بالکل مدائین صالح سے ملتی جلتی ہے (سعودی عرب کے شمال مغرب میں مدائین صالح کا علاقہ موجود ہے جہاں صدیوں پہلے قوم عاد اور ثمود رہا کرتے تھے اس قوم پر اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام ومبعوث فرمایا تا کہ وہ اللہ کے پیغام کو ان تک پہنچائیں تاہم اس قوم کی بڑی صفت یہ تھی کے یہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنایا کرتے جو آج کے اس ترقی یافتہ دنیا میں رہنے والوں کے لئے بھی مقام حیرت واستعجاب ہے)۔

۴۔مشتری: مشتری نظام شمسی کا سب بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Jupiter بھی کہتے ہیں، ترتیب کے اعتبار سے مشتری پانچواں سیارہ ہے اگر مشتری کی کمیت دیکھی جائے تو دیگر سیاروں سے ڈھائی گنا زیادہ وسیع ہے مشتری سورج سے (778.3) ملین کلومیٹر پر اپنا اوسط چکر مکمل کرتا ہے، مشتری کا گردشی دورانیہ (11.86) سال ہے، مشتری کا قطر زمین سے تقریباً گیارہ گنا زیادہ ہے، مشتری پر ہیلیئم، ہائیڈروجن اور میتھین گیس پائی جاتی ہے، مشتری پر گیس کے لطیف حلقے پائے جاتے ہیں، مشتری ہماری زمین کے مقابلے میں تقریباً گیارہ گنا بڑا ہے تاہم رقبے کے اعتبار سے مشتری اتنا بڑا سیارہ ہے کے جہاں ہماری دنیا کی طرح کی ہزار دنیائیں سما سکتی ہیں یہاں گیس اور بادلوں کے بڑے بڑے سمندر ہیں یہاں کا ایک دن دس گھنٹوں کا ہے جبکہ یہاں (79) چاند ہمہ وقت گردش میں رہتے ہیں۔۱۳۶

مشتری کی سطح پر چٹانیں، ٹھنڈی مائع گیس کے کثیف حلقے اور آندھیوں کے شواہد موجود ہیں۔

ماہرین کے مطابق نظام شمسی کا سب سے بڑا سمندر مشتری پر ہے اور یہ سمندر مائع ہائیڈروجن پر مشتمل ہے جس کی گہرائی (25,000) میل ہے، یہ میٹلک ہائیڈروجن پر مشتمل ہے

(یہ سمندر مائع حالت میں موجود میٹلیک ہائیڈروجن) ایک بہترین الیکٹریکل اور تھرمل کنڈکٹر کا کام کرتی ہے۔

۵۔زحل: زحل نظام شمسی کا چھٹا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Satrun کہا جاتا ہے، زحل کا ایک دن سوا دس گھنٹوں کا ہے، زحل پر مادے کی اس قدر مقدار پائی جاتی ہے کے ہماری دنیا جیسی تقریباً ۹۵ دنیائیں اس مادے سے با آسانی تخلیق کی جاسکتی ہیں، زحل کے 274 چاند ہیں، اور اس سیارے کو چاند کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔

۶۔یورینس: یورینس نظام شمسی کا ساتوں نہایت بڑا سیارہ ہے، جس کو انگریزی میں Uranus کہا جاتا ہے، یورینس کا نام یونان کی علم کی دیوی یورینا کے نام پر رکھا گیا ہے، سورج کی جو روشنی زمین تک پہنچنے میں (۸) منٹ لیتی ہے، وہی روشنی یورینس تک پہنچنے میں تقریباً (ڈھائی گھنٹے) لیتی ہے، یہاں ٹھنڈی گیسیز پائی جاتی ہیں تاہم اس سیارے کی فضاء پر ہائیڈروجن کا غلبہ ہے اس سیارے پر

امونیا اور منجمد میتھین کی بھاری مقدار بھی پائی جاتی ہے۔

یورینس پر ایک سال زمین کے (۸۲) سالوں کے برابر ہوتے ہیں یعنی جب زمین پر (۸۲) برس گزر جاتے ہیں تو یورینس پر اس وقت ایک سال مکمل ہوتا ہے، یورینس کے (۲۷) چاند ہیں تاہم یورینس کے تمام چاند کے نام شیکسپیئر کے ڈراموں کے مختلف کرداروں سے متاثر ہو کر رکھے گئے ہیں جیسے جولیٹ، اوفیلیا، بیانکا اور کریسیڈا وغیرہ۔

۷۔نیپچون: نیپچون نظام شمسی کا آٹھواں سیارہ ہے، اس کو انگریزی میں Neptune کہتے ہیں، ماہرین فلکیات نیپچون کو یورینس کا جڑواں بھائی بھی قرار دیتے ہیں کیونکہ ان دونوں سیاروں کی فضاء میں بے حد مماثلت پائی جاتی ہے لیکن نیپچون کی فضاء کا رنگ گہرا نیلا ہے۔اس گہرے نیلے رنگ کی اصل وجہ میتھین گیس کی کثرت ہے جس کی وجہ سے یہ سیارہ نیلے رنگ کا نظر آتا ہے۔ نیپچون کا نام بھی قدیم یونانی سمندر کے دیوتا نیپچون کے نام پر رکھا گیا ہے، زمین سے اگر نیپچون کو

دیکھنے کی کوشش کی جائے تو دور خلاؤں میں نہایت مدھم اور ہلکی سے شبیہ نظر آئے گی یہاں کا ایک دن ۱۸ گھنٹوں کا ہے یہاں برف کی سرد جھیلیں بھی پائی جاتی ہیں، یہاں چلنے والی ہوا کی رفتار ۲،۰۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے تاہم زمین پر اب تک سب سے زیادہ تیز چلنے والی ہوا کی رفتار ۱۵۰ کلومیٹر فی گھنٹہ نوٹ کی گئی ہے نیپچون کے (۱۱) چاند ہیں۔ ۱۳۷ے

نیپچون پر تاریک اور گہرے طوفان، آندھیوں کے جھکڑ، آتش فشان پہاڑ اور منجمد میتھین کے کرسٹلز کے بادل بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں نیپچون کے ۱۴ چاند ہیں۔

۸۔ پلوٹو: پلوٹو و نظام شمسی کا نواں سیارہ کہا جاتا ہے یہ سیارہ نظام شمسی سے بہت دور واقع ہے ،عام طور پر پلوٹو سے متعلق لوگ بہت کم جانتے ہیں سورج کے گرد پلوٹو کا مدار ۱۷ ڈگری پر جھکا ہوا ہے تاہم پلوٹو کوئی اعتبار سے منفرد حیثیت بھی حاصل ہے۔ ماہرین کے مطابق! پلوٹو، نیپچون سے زیادہ سورج کے قریب ہے۔

پلوٹو کا (۱) چاند ہے جس کا نام کیران (Charon) ہے چاند کا نام کیران قدیم یونان کے دیوتا کے نام پر رکھا گیا ہے جو مرنے والوں کی ارواح کو برزخ سے بخیر و عافیت گزارنے کے کام پر مامور تھا، کیران اور پلوٹو ایک دوسرے پر زبردست اثر انداز ہوتے ہیں دونوں کی گردش کا دورانیہ بھی تقریباً ایک جتنا ہے چنانچہ پلوٹو اور کیران دونوں ایک ہی رخ پر ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں۔

پلوٹو کا سورج سے اوسط فاصلہ (9.913.5) ملین کلومیٹر ہے اس کے مدار کا دورانیہ کرہ ارض کے (248.5) دن کے برابر ہے مدار میں حرکت کی رفتار (4.7) کلومیٹر فی سیکنڈ ہے گھومنے کا دورانیہ (6.38) گھنٹے ہے، پلوٹو کا قطر (خط استوا پر) 2.300 کلومیٹر ہے۔

پلوٹو کی سطح کا درجہ حرارت ۲۳۰ سینٹی گریڈ ہے۔ ۱۳۸ے

نباتات (پھول، پھل، درخت اور جڑی بوٹیاں):

اللہ تعالی نے نباتات کو پیر کے دن پیدا فرمایا، اسی حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے نباتات (پودوں اور درختوں) کو پیر کے دن پیدا فرمایا۔ ۱۳۹

درختوں اور پودوں کا تعلق حیاتیات کی ایک شاخ نباتات سے ہے، نباتات عربی زبان کا لفظ ہے جبکہ انگریزی میں اس کو Botany کہتے ہیں، تاہم قدیم یونانی زبان میں Botane سے مراد چراگاہ، جڑی بوٹیاں اور گھاس پھوس ہے، پودے ایسے جاندار ہیں جو تنقل (نقل مکانی) نہیں کرتے۔

ماہر فطرت ڈیوڈ ایٹن نے اپنی کتاب The PrivateLife of Plants میں لکھتے ہیں! پودے دیکھ، سن، سمجھ اور گن سکتے ہیں، یہی نہیں بلکمہ ہزاروں میل دور پودوں سے رابطہ بھی کر سکتے ہیں، اور اپنے ردعمل کی بھی پوری صلاحیت رکھتے ہیں، اور حیران کن حد تک وقت کا حساب بھی رکھتے ہیں۔

ماہرین نباتات نے اب تک زمینی پودوں کی تقریباً 410,000 انواع کا مطالعہ کرلیا ہے، جن میں سے تقریباً 391,000 نباتات کا تعلق جڑ والے پودوں سے ہے۔

کاربن خیز دور:

زمین پر 378.280 سال قبل اتھلے سمندروں، وسیع دلدلوں اور ڈھلوانی زمین پر مشتمل ایک نم آلود اور گرم آب وہوا کا ایک کاربن خیز دور یعنی Carboniferous Period بھی تھا چنانچہ اس دور میں زمین پر کوئلے کے کئی جنگلات پیدا ہوئے جبکہ پوری زمین ایک مرطوب فضاء کی چادر میں ملفوف تھی جہاں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بہت زیادہ تھی تاہم زمین پر موجود جنگلات میں دیو قامت لٹھ کائی (Club Mosses)، فرن اور سرس کے بے شمار گاچھ (Horsetails) تھے جبکہ کہیں کہیں ان درختوں کی اونچائی ایک سوفٹ سے بھی زائد تھی اگرچہ لاکھوں برس تک زمین پر یہی موسم قائم رہا پھر زمین پر برفانی دور شروع ہوا تاہم برف کی تہوں میں یہ تمام اشجار دب گئے اور ان پر برسوں مختلف کیمیکلز ری ایکشنز بھی ہوتے رہے۔ ۱۴۰

الجی(Algee):

پودے کی ایک انتہائی سادہ قسم ہے جو سب سے زیادہ سورج کی روشنی کو Photosynthesis کے ذریعے جذب کر کے آکسیجن کی بڑی مقدار کا اخراج کرتے ہیں ان کی بے شمار اقسام دنیا کے ہر خطے میں یعنی زمین سے لے کر سمندر کی سطح سے لے کر تہہ تک میں پائی جاتی ہے اس کے علاوہ یہ بکثرت جنگلات اور درختوں پر بھی پروان چڑھتی ہیں جبکہ صرف سوئی کی نوک پر یہ ہزار سے زائد سما سکتی ہے۔

کائی(Moss):

کائی بھی پودے کی ایک قسم ہے جو دنیا کے تمام خطوں میں تقریباً ہر جگہ پائی بکثرت جاتی ہے جس میں زمین، پہاڑ، پتھر، جنگل، درختوں کی چھال اور جوہڑ شامل ہیں کائی کی اب تک ۸،۰۰۰ سے زائد اقسام دریافت کی جا چکی ہے اگرچہ ان میں جڑ نہیں ہوتی لیکن ان کے جنسی تولیدی اعضاء زرخیزی کے عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اگر انھیں نمی میسر ہو تو یہ تیزی سے نشونما کے مراحل طے کرتے ہیں۔

فرن(Fern):

فرن کو بھی کرہ ارض کا قدیم ترین پودا کہا جاتا ہے جو دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اس کی اب تک 15,000 سے زائد اقسام کا اندازہ لگایا گیا ہے فرن کی افزائش بھی قدرت کا ایک شاہکار ہے کیونکہ اس درخت میں Male, Female organs نہیں پائے جاتے اور نہ ہی اس کی جڑ، بیج اور پھول ہوتے ہیں لیکن اس کے پتوں کی نچلی سطح پر موجود Spores جو ابتداء میں ہرے رنگ کے لیکن بعد ازاں بھورے رنگ کے خشک ہو کر جب زمین پر کثیر تعداد میں گرتے ہیں تو انھی Spores سے فرن کا نیا درخت پیدا ہوتا یعنی بالالفاظ دیگر فرن درختوں کی ان اقسام سے تعلق رکھتا ہے جو کے Vascular Plant کہلاتے ہیں۔

ماہرین ارضیات نے اس قدیم پودے کی باقیات اور فوسلز کو ڈیونی عہد کے چٹانوں سے حاصل کیا

ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ پودا تقریباً ۳۰ کروڑ سال قبل نباتات کی غالب شکل میں دنیا میں موجود تھا۔

آبی پودے:

آبی پودے سمندر، دریا، ندی، نالوں اور تالاب میں پائے جاتے ہیں، عام طور پر یہ خودرو ہوتے ہیں، جن میں سے اکثر پانی کی سطح پر اور اکثر زیر سمندر اور دریا نشونما پاتے ہیں، یہ پودے آکسیجن کے حصول کا ایک موثر ذریعہ ہیں، پانی کی سطح پر تیرنے والے پودے عام طور سورج کی روشنی سے بھی غذائیت حاصل کرتے ہیں جن میں طحالب، لینگنبیا اور کستوری گھاس شامل ہیں، یہ پودے مچھلیوں اور جنگلی حیات کی افزائش میں معاون ہیں دوسری جانب یہ پودے پانی کے درجہ حرارت کو بھی اعتدال پر رکھتے ہیں، یہ آبی پودے ہلکی لہر والے پانی کے ذخائر میں نشونما پاتے ہیں، تاہم زیر آب نشونما پانے والے درخت اور پودے کئی آبی مخلوقات کا محفوظ مسکن ہوتے ہیں، آبی پودوں کو پانی کے دباؤ سے مدد ملتی ہے، دوسری جانب مکمل پانی میں ڈوبے ہوئے پودے پانی سے براہ راست مختلف گیسز کا تبادلے میں بھی اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں، آبی پودوں سے دن کے اوقات میں آکسیجن کے اخراج کی زیادہ مقدار ریکارڈ کی گئی ہے۔

آبی پودوں میں ہر وقت ایک طرح کا حیا تیاتی اور کیمیائی عمل جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی میں موجود زہریلے مادوں کی از خود صفائی کا نظام بھی جاری رہتا ہے دوسری جانب پانی میں موجود نمکیات بھی پانی کی صفائی میں اہم کردار ادا کرتی ہے، جس کی وجہ سے کئی اقسام کے وائرس، بیکٹر یا اور جراثیموں کا خاتمہ ہوتا رہتا ہے۔

درختوں اور پودوں کی اقسام:

ماہرین نباتات اور سائنسدانوں نے اب تک تقریباً دولاکھ ساٹھ ہزار سے زائد مختلف درختوں اور پودوں کی اقسام کو دریافت کیا ہے جس میں (کائی، فرن، مختلف جڑی بوٹیاں اور درخت) شامل ہیں۔ اس حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ اَنۢبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ شَیۡءٍ مَّوۡزُوۡنٍ۔ ۱۴۱؎

ترجمہ۔ہم نے اس میں ایک معین مقدار سے ہر قسم کی چیز اگائی۔

فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۔ ۱۴۲؎

ترجمہ۔ہم نے (زمین) میں مختلف اقسام کے نباتات پیدا کئے۔

درختوں اور پودوں کی افزائش:

درخت اور پودے زمین پر حیران کن انداز سے اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرتے ہیں جو کسی اور جاندار کے بس کی بات نہیں وہ سورج کی روشنی سے براہ راست توانائی اور غذا کو حاصل کرتے ہیں اس عمل کو سائنسی اصطلاح میں Photosynthesis یا ضیائی تالیف کہا جاتا ہے چنانچہ تمام درختوں اور پودوں کے ہرے پتوں میں کلوروفل نامی ایک سبز مادہ پایا جاتا ہے جو انھیں سورج کی روشنی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا کیمیائی ری ایکشن کر کے غذا کے حصول میں مدد دیتا ہے تاہم Photosynthesis کے ذریعے یہ درخت اور پودے فضاء میں آکسیجن خارج کرتے ہیں جبکہ فضاء میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں جو دیگر ذی نفوس کے لئے زندگی کا پیغام ہے بالفاظ دیگر اگر زمین پر نباتات نہ ہوتے تو یہاں زندگی کا تصور محال تھا پودے آکسیجن کی بھاری مقدار کو خارج جبکہ کاربن ڈاائی آکسائیڈ کی بھاری مقدار کو با آسانی جذب کرتے ہیں تاہم ان کی یہی بہترین صلاحیت اس زمین پر زندگی کے قیام اور دوام کی علامت ہے اگر چہ درختوں اور پودوں کی نشونما میں پانی اور مٹی میں پائے جانے والے دیگر معدنی اجزاء بھی ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں چنانچہ درختوں، پودوں اور پھولوں میں بھی نر اور مادہ تولیدی اعضاء Male, Female sex organs پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کی افزائش ممکن ہوتی ہے کچھ پھول ایسے ہوتے ہیں جن کی اندرونی سطح پر یہ دونوں اعضاء موجود ہوتے ہیں چنانچہ کسی بھونرے، تتلی، کیڑے مکوڑے، ہوا یا پانی کے ذریعے کوئی پولن جب ان میں داخل ہوتا ہے تو وہ Fertilize ہو کر بیج بن جاتا ہے پھر اس پھول کے اطراف میں واقع پتیاں

جھڑ جاتی ہیں اور اس بیج کے اردگرد پھل نشونما پاتا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى۔ ۱۴۳؎

ترجمہ۔بے شک اللہ دانوں اور گٹھلیوں کا پھاڑنے والا ہے۔

وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ۱۴۴؎

ترجمہ۔زمین کی تہہ میں جو دانہ ہے اور تمام خشک وتر سب ایک کتاب المبین میں لکھا ہوا ہے۔

کچھ درخت ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی مختلف شاخیں نر یا مادہ ہوتی ہیں جبکہ کچھ درخت صرف نر اور کچھ صرف مادہ ہوتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ۱۴۵؎

ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جس نے جوڑے پیدا کئے ان چیزوں میں بھی جنھیں زمین اگاتی ہے، اور ان لوگوں کی جانوں میں سے اور ان چیزوں میں سے جنہیں یہ لوگ نہیں جانتے۔

اگرچہ کچھ درخت اور پودے غیر جنسی اعضاء کے حامل بھی ہوتے ہیں لیکن ان کی نشونما اور افزائش میں ان کی جڑیں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور کسی بھی جگہ انھیں اگانے کے لئے صرف اس پودے کی جڑ زمین میں دبا دی جاتی ہے اور وہ پودا اگ جاتا ہے تاہم درخت مکمل شعور، عقل اور سمجھ کے حامل ہوتے ہیں اگر وہ کسی کم غذا کی حامل زمین میں ہوتے ہیں تو اپنی غذائی ضروریات کو اپنے اطراف میں موجود کیڑے مکوڑوں کو کھا کر بھی پوری کرتے ہیں مثلاً وینس نامی پودے کو جب اپنی غذائی ضرورت پوری کرنی ہوتی ہے تو وہ اپنے اوپر بیٹھے ہوئے کسی کیڑے کو اپنے شکنجے میں جکڑتا اور اسے قید کر لیتا ہے جبکہ اس عمل کے دوران اس کے پتے چاروں اطراف سے بند ہو جاتے ہیں، اسی طرح سے درختوں کی جڑیں زمین کی گہرائی سے پانی کی نمی کو جذب کر کے توانائی حاصل کرتی ہیں

چنانچہ زمین میں درختوں کی جڑوں میں بعض اوقات تھوڑا سا پانی ڈالا جاتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی انتہائی اونچائی تک ہرا بھرا اور تروتازہ رہتا ہے جبکہ کئی ایسے مقامات کے جہاں خودرو پیڑ پودے اگ جاتے ہیں اور بظاہر ان کی سیرابی کے انتظامات بھی نظر نہیں آتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ پھلتے پھولتے رہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کی شعاع، زمین کی نمی اور ہوا میں موجود آبی بخارات سے توانائی اور غذائیت حاصل کرتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّ نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۔۱۴۶

ترجمہ۔ زمین میں پاس پاس کئی قطعات ہیں اور انگور کے باغات اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت دوشاخے تاہم ایک ہی پانی سے ان کو سیراب کیا جاتا ہے، اور ہم ایک دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں، بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ النَّخِيْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔۔۱۴۷

ترجمہ۔ اللہ نے تمھارے لئے اسی پانی سے کھیتی اور زیتون، کھجور کے درخت، انگور اور ہر طرح کے پھل پیدا کئے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

انسان:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعتوں میں پیدا فرمایا۔ ۱۴۸

قرآن کریم میں انسان کی تخلیق میں معین مقداروں کا ذکر موجود ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۔۱۴۹

ترجمہ۔(اللہ) نے جو شے بھی خلق فرمائی وہ بہت خوبصورت انداز میں تخلیق فرمائی اور اس نے انسان کی تخلیق کا آغاز مٹی کے گارے

سے کیا۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَةَ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ۔۱۵۰؎

ترجمہ۔پھر اس کے اعضاء کو درست کیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی، (اللہ) نے بنائے تمہارے کان، آنکھیں اور دل لیکن تم بہت کم ہی شکر گزاری کرتے ہو۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ یہاں سے مراد انسانی اعضاء کو درست انداز سے تخلیق کرنا ہے، یعنی اس سے مراد حساب کتاب، معین مقدار اور تناسب و توازن کے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً۔۱۵۱؎

ترجمہ۔اے لوگو اپنے اس رب کا تقویٰ اختیار کرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے پھیلا دیے (زمین میں) کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں۔

وَّ خَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا۔۱۵۲؎۔ترجمہ۔تمہیں (اللہ) نے جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا۔

Sperm کی تخلیق:

قرآن کریم Sperm کی تخلیق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتاتا ہے:

اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ۔۱۵۳؎

ترجمہ۔اچھا پھر بتلاؤ کے تم جو منی پہنچاتے ہو۔

ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ۔۱۵۴؎

ترجمہ۔اس کو تم تخلیق کرتے ہو یا اس کو ہم تخلیق کرتے ہیں؟

مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) کہتے ہیں، جب لڑکے بالغ ہوجاتے ہیں تو

انھیں Wet dreams یا احتلام شروع ہو جاتا ہے، یہ ایک سفید رنگ کا مادہ (Fluid) ہوتا ہے، جس کو Semen یا (منی) کہتے ہیں جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے، مرد و عورت کے Fluid کو اللہ تعالی نے معین مقداروں کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے اگر اس Fluid میں کمی رہ جائے تو انسان اولاد کی نعمت سے محروم رہتا ہے،

Sperm کے ارتکاز میں فی ملی لیٹر (ML) Sperm Count. کرتا ہے، اس کی عام range (200-15) Million Sperm per ML کے درمیان ہوتی ہے،

جبکہ Sperm میں نطفہ کی فیصد کی نشاندہی کی جاتی ہے، World Health Orginization کے مطابق، 40% تک Sperm Active ہونا چاہئے اور ان کی رفتار 25um/s ہونی چاہئے۔

مرد کے نطفے کو سائنسی زبان میں اسپرم (Sperm) جبکہ عورت کے خلیے کو اوویوم (Ovum) کہا جاتا ہے پہلے مرحلے میں اوویوم اور اسپرم کے خلیات آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں اس کے بعد DNA کی تقسیم شروع ہوتی ہے تاہم یہ مرحلہ نہایت تیز رفتاری سے انجام پزیر ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کے کوئی غیر مرئی قوت ان جنیاتی مادوں کو آپس میں ملاتی ہے باپ کے اسپرم کے 25 کروڑ (25 ملین) خلیات کو ماں کے صرف ایک اوویوم کے مقابل آنا ہوتا ہے یعنی ماں کے اوویوم کو باپ کے اسپرم کے صرف ایک متناسب اور مکمل کرنے والے خلیے کا انتخاب ان 25 کروڑ خلیات میں سے کرنا ہوتا ہے اور ان دونوں یعنی ماں اور باپ کے خلیات کا ملاپ کا عمل صرف اور صرف ایک گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے تاہم اگر یہ کام کسی انسان کے سپرد کر دیا جائے اور اگر ان میں سے ہر ایک خلیے کی درست جانچ میں صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے تو اس کام پر پورے دو ماہ کا طویل عرصہ درکار ہوگا مگر ماں کے اوویوم کو نا صرف ان تمام خلیات میں سے درست خلیے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے بلکہ اس کو ان تمام خصوصیات کے مطابق نامیاتی مرکب یعنی امینوایسڈ (Aminio Acid Base) کی بنیاد کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے جو کے ایسی سازگار فضا

پیدا کر سکے کے جس میں باہمی ربط کے زاویے قائم ہو سکیں اگر چہ اس مقام پر ہم پیچیدگی کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں کے ایک جدید ساز و سامان سے آراستہ لیبارٹری میں 1,000 ماہرین حیاتیات کی خدمات بھی حاصل کر لی جائیں جن کی یہ ذمہ داری ہو کے وہ عنقریب حاملہ ہونے والے اوویوم اور اس کے گرد 25 کروڑ اسپرم کے خلیات کا درست انتخاب کریں تو اس جدید لیبارٹری کو بھی اس کام کو کرنے میں کئی سال لگ جائیں گے لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کے اللہ کی قدرت اس مشکل ،پیچیدہ اور انتہائی دقت طلب کام کو محض ایک گھنٹے میں نہایت کامیابی سے انجام دیتی ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۔١٥٥

ترجمہ۔ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے ملے جلے نطفے سے،ہم اس کو الٹتے پلٹتے رہے، پھر ہم نے اس کو بنا دیا سننے والا دیکھنے والا۔

اللہ تعالی نے انسانی جسم میں بھی توازن، تناسب اور کل نظام کا حسابی پہلو چھپا رکھا ہے، جس میں تھوڑی سی بھی کمی بیشی انسان کو شدید متاثر کرتی ہے، مثلاً انسانی جسم کا بلڈ پریشر، سانس کی رفتار اور تعداد، دل کی دھڑکن، نبض کی رفتار، خون میں ہیموگلوبن کی مقدار اور دیگر نمکیات اور غذائی اجزاء کا تناسب کیا ہونا ہونا چاہیئے۔ذیل میں اس کی تفصیل درج کی جا رہی ہے۔

انسانی جسم کا تناسب اور توازن:

1. Blood Pressure. 120/80.
2. Pulse. 70-100.
3. Temperature. 36.8.37.
4. Breathing. 12-16.
5. Hemoglobin. male (13-18), female (11.50-16).

6. Cholesterol. 130-200.

7. Potassium. 3.50-5.

8. Sodium. 135-145.

9. Triglyceride, 220.

10. The amount of bloodin body. 5-6 Ltr.

11. Suger. Children (70-130).

12. Adulat. .

(70-115).

13. White Blood Cells. 4000-11000.

14. Iron. 8-15 mg.

15. Platelets. 150,000-400,000.

16. Red Blood Cells. 4.60-6 million.

17. Calcium. 8.6-10.3 mg/ml.

18. Vitamin D3. 20-50 ng/ml.

19. Vitamin B12. 200-900 pg/ml.

20. BMI. 18.5-24.9 (Normal).

21. Body Fat Percentage:

Men. 10-20%

Women. 20-30%.

22. Oxygen Levels. 95-100% (Normal).

23. Triglycerides. Less then 150 mg/dL (Normal).

24.Temperature. 97.8-99.1 F (Normal Body Temperature).

25. Sleep Duration. 7-9 hours (Recommended for adults).

26. Total Muscles. 600-840.

27. Total Bones. 206.

28. Joints. 230.

29. Body pH. 7.3-7.4.

30. Brain Mass. 1400g.

31. Heart Mass (Male). 340g.

32. Heart Mass (Female). 250g.

33. Largest Organ. Skin.

34. Largest Internal Orgen. Liver.

35. Longest Bone. Femur.

36. Smallest Bone. Stapes.

37. Filter. Kidney.

38. Pump. Heart.

39. Vertebrae. 33.

40. Most Common Blood. o+ and A+.

41. Least Common Blood. AB-.

42. Largest Gland. Liver.

43. Fastest Muscle. Eye muscle.

44. Strongest Muscle (by weight). Jaw. (Masseter)

45. Hardest Substance. Tooth enamel.

46. Smallest Cell. Sperm cell.

47. Largest Cell. Egg cell.

48. Skin Renewal Time. 28-30 days.

49. Total Blood Volume. 4.5-6 liters.

علم ریاضی اور تہذیبی قدامت:

تاہم علم ریاضی سے متعلق تہذیبی قدامت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر آج سے تقریباً 1300 تا 1200 ق م میں علم ریاضی کو بہت اچھی طرح سے سیکھ چکے تھے۔

میسوپوٹیمیا میں 1800 ق م میں۔

قدیم ہندوستان میں 800 تا 500 ق م میں حساب کتاب کی دستاویزات حاصل ہوئی ہیں۔

قدیم یونان میں علم ریاضی کے حوالے سے فیثاغورث اور ارشیمدس کے نام قابل ذکر ہیں۔

ریاضی دراصل اعدا کے استعمال کے ذریعے مقداروں کے خواص اور ان کے درمیان تعلقات کی تحقیق اور مطالعہ کو کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ اس میں ساختوں، اشکال، اور تبدلات سے متعلا بحث کی جاتی ہے، اس علم کے برے میں گمان غالب ہے کہ اس کی ابتداء یا ارتقاء دراصل گنے، شمار کرنے، پیمائش کرنے اور اشیاء کے اشکال وحرکات کا مطالعہ کرنے جیسے بنیادی عوامل کی تجرید اور منطقی استدلال یعنی Logical Reasoning کے ذریعہ ہوا۔

ریاضی دان ان تصورات وتفکرات کی جو اوپر درج ہوئے ہیں، چھان بین کرتے ہیں، اور ان سے

متعلق بحث کرتے ہیں،ان کا مقصد نئے گمان کردہ خیالات (Conjectures) کے لئے صیغے یعنی Formulae اخذ کرنا اور پھر احتیاط سے چنے گئے مسلمات یعنی
Axioms تعریقوں اور قواعد کی مدد سے ریاضی کے اخذ کردہ صیغوں کو درست ثابت کرنا ہوتا ہے جیسے دن، وقت، گھنٹہ، منٹ، لمحات، رات، دن، سورج کا طلوع وغروب، چاند کا گھٹنا، بڑھنا، آسمان پر ستاروں کی پوزیشن، انسان کا جسمانی نظام، اس کے دل کی دھڑکن، نبض اور سانس کی رفتار، بلڈ پریشر کا درست تناسب، کروموسومز کی معین مقداریں، حمل کی مدت، الغرض اس کا مکمل جسمانی نظام، اس کا قد کاٹھ، شکل وصورت، تقدیر وغیرہ۔

اسی طرح سے جانور، پرندے اور حشرات الارض کا پورا جسمانی نظام، ان کی زندگی کا دورانیہ، سانس، نبض، دل کی دھڑکن، کروموسومز کی تعداد، حمل کی مدت اور ان کی تقدیر وغیرہ۔

پھول پودوں اور درختوں کے نظام میں بھی درختوں کی سانس کے ودرانیے، ان کی پیداوار کی مدت، ان کی افزائش نسل، بڑھنے، پھلنے، پھولنے اور پیداوار کی مقدار، تناسب اور توازن، پھلوں اور سبزیوں میں اللہ کے مقرر کردہ وٹامنز، منرلز اور مختلف غذائی اجزاء کی متعین مقداریں، ان کی شکل، جسامت، رنگت، ذائقہ اور ان کی معین تقدیر وغیرہ۔

پہاڑ بھی اللہ کی باشعور مخلوق ہے، اس کی سانس کا دورانیہ، ان کے رنگ، ان کی پیدائش، ان کی عبادات، ان کی موت اور ان کی تقدیر وغیرہ۔

سمندر، جھیل، دریاؤں کی رفتار، ان کے اندر میٹھے یا کھارے پانی میں نمکیات کا توازن، ان کی شکل، ہیت، اس کی لہریں، جھاگ میں معین مقداروں کا علم، استعمال اور ان کی تقدیر وغیرہ۔

جنات بھی اللہ کی مکلف مخلوق ہیں، ان کا بھی خاندان، قبیلہ، اولاد، بیوی بچے اور دوست رشتے دار ہوتے ہیں، ان کا زمانہ حمل، جسامت، شکل، صورت، قد کاٹھ، غذا، زندگی، موت اور تقدیر ہے۔

فرشتے:

فرشتے بھی اللہ کی کثیر اور باشعور مخلوق ہیں، ان کی پیدائش، موت، شکل، صورت، پروں کی تعداد،

ان کے اوپر نقش ونگار، قد، کاٹھ، عمر، تقدیر، ذمہ داریاں، عبادات اور تقدیر ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔۱۵۶؎

ترجمہ۔تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے،

(ایسے فرشتے) جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار بازو ہیں، وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے، یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آسمان اور زمین:

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۔۱۵۷؎

ترجمہ۔وہ جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

ستارے، سیارے، کہکشائیں بھی اللہ کی مخلوقات ہیں، جن کی شکل، صورت، عمر، پیدائش، موت اور تقدیر سے اللہ واقف ہیں۔

قرآن کریم میں کائنات کے حوالے سے کئی مقامات پر بتایا گیا کے کل اشیاء کائنات کو معین مقداروں، پیمانوں، قوانین، اندازے، تناسب اور توازن کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، یعنی کل کائنات اور کل اشیاء کائنات کے اندر قوانین کی علمداری موجود ہے جس کو سائنسی زبان میں Rational Basis پر چلنا کہا جا سکتا ہے، یہاں Rational سے مراد Ratio یعنی تناسب، توازن، پیمانا، قدر اور اندازے کے ہیں۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ كَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقۡدُوۡرَا ۔۱۵۸؎

ترجمہ۔اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔

یعنی کائنات میں ہونے والا ہر چھوٹا بڑا واقعہ اللہ کی مرضی، اختیار اور قدرت سے وقوع پذیر ہو رہا ہے، یہاں کسی قسم کی Blind Nature کارفرما نہیں، بلکہ اللہ کے احکامات بصورت وحی کے اور کن کے کل اشیاء کائنات پر لوگو اور نافذ ہوتے ہیں، باالفاظ دیگر انھیں ہم Law of Nature بھی کہہ سکتے ہیں۔

اللہ کے یہاں غیر متبدل قوانین ہیں یعنی اللہ کی عادت اور سنت میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، جو درست اور صحیح ہیں وہ آدم سے لے کر قیامت تک صحیح اور درست ہیں، اور جو غلط ہیں وہ آدم سے لے کر قیامت تک غلط، گناہ اور نافرمانی ہیں، انھیں مستقل اقدار یعنی Permanent Values بھی کہا جاتا ہے، تاہم نزول قرآن کا بھی یہی مقصد ہے،

جب ہی ارشاد ہوا!

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۔۱۵۹؎

ترجمہ۔ہم نے اِس (قرآن) کو لیلۃِ قدر میں نازل کیا ہے۔

وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۔۱۶۰؎

ترجمہ۔تم کیا جانو کے لیلۃ قدر کیا ہے؟

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ۔۱۶۱؎

ترجمہ۔لیلۃ قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

قدر/مقدار/اندازا/پیمانہ/تناسب/توازن:

قدر۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (ق۔د۔ر) سے مشتق ہے۔

قدر۔کے بنیادی معنی اندازہ، پیمانہ، ناپنا، لمبائی، چوڑائی، گہرائی، اونچائی، جسامت، کمیت، تناسب اور توازن کو متعین کرنا ہے۔

قدر۔ کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز پر رکھ کر ناپنا، اندازہ قائم کرنا یا ان دونوں کے باہمی تناسب کو سمجھنا اور متعین کرنا ہے۔

قدرت علیہ الثوب۔ کے معنی اس نے کپڑے کو ناپ کر بنایا ہے۔

قدرت الشئی۔ کے معنی ہیں، اس نے اس چیز کو ناپا۔

قدرت علیہ الشیئ۔ سے مراد اس چیز میں ایسی مناسب تبدیلیاں کر دی گئیں جو اس کے لئے نہایت موزوں ہیں۔

تقدیر۔ کے بنیادی معنی کسی چیز کو کسی چیز کے مطابق بنا دینا ہے۔

مقدار۔ سے مراد کوئی ماڈل، پیمانا یا پیٹرن ہے جس کے مطابق کوئی چیز بنائی جائے۔

قدر۔ کے معنی کسی شے کا اندازہ قائم کرنا۔

قدر۔ کے معانی پیمانا، حجم، اندازہ، جسامت، طول، عرض اور حدود وغیرہ ہے۔

اقدار۔ عربی زبان میں اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کی رفتار میں توازن اور ہم آہنگی ہو، یعنی اس کے پچھلے قدم ٹھیک اس مقام پر پڑیں جہاں اس کے اگلے قدم پڑے تھے۔

قدار۔ عربی زبان میں قدار اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو نہایت مناسب قد کاٹھ کا ہو۔

کم قدرہ نخلیک۔ سے مراد تمھاری کھجور کے درختوں کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟

المقدر۔ عام بول چال میں اس سے مراد ایسا شخص ہے جو کھیتی باڑی اور درختوں کا اندازہ کر کے یہ بتائے کے ان سے کتنی مقدار میں پیداوار حاصل ہوگی۔ ۱۶۲؎

قدر۔ کی جمع قدور ہے۔

قدور۔ کے معنی دیگ کے بھی ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

قُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ۔ ۱۶۳؎

ترجمہ۔ اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں۔

قدیر۔اس گوشت کے سالن کو بھی کہا جاتا ہے جو نہایت متناسب مصالحوں کے ساتھ پکایا گیا ہو۔

قدار۔عربی زبان میں باورچی اور قصائی کو بھی کہا جاتا ہے۔ ۱۶۴؎

قدرت۔ سے مراد کل اشیاء کائنات کی تخلیقات اور اس کی متعین تقدیر پر مکمل قدرت کا ہونا چنانچہ یہ نظام بھی مکمل حسابی فارمولے پر منحصر ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔۱۶۵؎

ترجمہ۔مگر جو لوگ توبہ کر لیں قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

تاج العروس لکھتے ہیں، قدر کے معانی کسی چیز کو تیار و ہموار کرنا، یا کسی معاملے کو سرانجام دینے کے لئے اس پر غور فکر کرنا۔۱۶۶؎

تاج العروس لکھتے ہیں، قدر کے ایک معنی تنگی کے بھی ہیں، جیسے کسی کو کوئی چیز ناپ تول کر دی جائے تو اس میں تنگی کا پہلو غالب ہے جبکہ اگر کسی کو بغیر ناپے تولے کوئی چیز دی جائے تو اس میں فراخی کا پہلو نمایاں ہوگا۔۱۶۷؎

ارشادات خداوندی:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔۱۶۸؎

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۔۱۶۹؎ ترجمہ۔تیرا ربّ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر اور انہیں دیکھ رہا ہے۔

ترجمہ۔(یونس) مچھلی والے کو بھی ہم نے نوازا، یاد کرو جبکہ وہ بگڑ کر چلا گیا اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر

(تنگی) گرفت نہ کریں گے، آخر کار اُس نے تاریکیوں میں سے پکارا نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا۔ ۱۷۰؁

قدر۔ کے ایک معنی عزت اور تعظیم کے بھی ہیں، یعنی انسان اسی انسان یا چیز کی عزت یا تعظیم کرتا ہے جس کی وہ قدر کرتا ہے۔ ۱۷۱؁

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِیَۃٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّیۡلُ زَبَدًا رَّابِیًا وَ مِمَّا یُوۡقِدُوۡنَ عَلَیۡهِ فِی النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡیَۃٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَقَّ وَ الۡبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ۔ ۱۷۲؁

ترجمہ۔ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا پھر جب سیلاب اُٹھا تو سطح پر جھاگ بھی آ گئے اور ایسے ہی جھاگ اُن دھاتوں پر بھی اُٹھتے ہیں جنہیں زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لیے لوگ پگھلایا کرتے ہیں۔

اِسی مثال سے اللہ حق اور باطل کے معاملے کو واضح کرتا ہے۔ جو جھاگ ہے وہ اُڑ جایا کرتا ہے اور جو چیز انسانوں کے لیے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔ اس طرح اللہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے۔

وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ۔ ۱۷۳؁

ترجمہ۔ کوئی ایسی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں، اس کی ایک مقرر مقدار یعنی (اندازے اور تناسب) میں نازل کرتے ہیں۔

الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی۔ ۱۷۴؁

ترجمہ۔ جس نے پیدا کیا اور تناسُب قائم کیا۔

وَ الَّذِیۡ قَدَّرَ فَهَدٰی۔ ۱۷۵؁

ترجمہ۔ جس نے تقدیر بنائی، پھر راہ دکھائی۔

مقداروں کا علم:

حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں! قرآن کریم میں تفکر سے انسان کے اندر اتنی وسعت پیدا ہو جاتی ہے کے وہ یہ جان جاتا ہے کے ایٹم کی اکائی میں روشنی کے جال موجود ہیں، تاہم ایٹم کے اندرونی اجزاء اور ارض وسماء کا خالق و مالک اس پوری کائنات کا بادشاہ ہے،

اللہ نے اس کائناتی سسٹم کو ایک ضابطہ کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے اور ہر چیز کو معین مقداروں کے ساتھ وجود بخشا ہے۔

مقداروں کے اس علم سے وہ لوگ واقفیت حاصل کر لیتے ہیں، جو کائنات میں غور وفکر کرتے ہیں۔

ایسے افراد کے لئے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔۱۷۶؎

ترجمہ۔ جنہوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے۔

بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، روشنیوں کی ایک متعین مقدار ہے جو ملکوکیت اور بشریت کا توازن برقرار رکھتی ہے، روشنی میں اگر مقدار کم ہو جائے تو حیوانی اور مادی تقاضے بڑھ جاتے ہیں، یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کے صفت ملکوکیت عالم امر میں صعود

کرتی ہے یعنی انسان کے اندر بشری صفت کے متضاد ملکوکیت ہے جو انسان کو حاکم مطلق اللہ کی طرف کھینچتی ہے اور اللہ کی جانب کھنچنا ہی دراصل عالم امر میں صعود ہے، اس کے برعکس جب انسان کے اندر بشری تقاضے بڑھ جاتے ہیں اور مکانیت میں استغراق بڑھ جاتا ہے، تو صفت ملکوکیت کی جگہ مادی تقاضے یا دنیا میں دلچسپیاں اتنی زیادہ ہو جاتی ہیں کے انسان عالم ناسوت میں قید ہو جاتا ہے۔۱۷۷؎

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں، عشق کے دو رخ ہیں، عشق مجازی اور عشق حقیقی۔

عشق مجازی میں نفس کا غلبہ، غرض، پسند ناپسند کارفرما ہوتی ہے جبکہ عشق حقیقی میں علم، طرز فکر اور طرز

عمل غالب ہے، جس کا مقصد صرف اور صرف دیدارالٰہی ہے۔۱۷۸؎

۱۔تناسب:

تناسب۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ن۔س۔ب) سے **مشتق** ہے۔

تناسب کو انگریزی زبان میں Proportion کہتے ہیں۔

النسب۔النسبۃ۔ سے مراد قرابت داری یا رشتے داری کے ہیں۔

النسبۃ۔ سے مراد دو چیزوں کی باہمی مشابہت بھی ہے۔۱۷۹؎

اردو زبان میں بھی لفظ تناسب بہت زیادہ **مستعمل** ہے، جس کے معانی کسی دو یا دو سے زائد چیزوں کے حصوں کی تعداد یا مقدار وغیرہ۔ **باہمی نسبت۔** سے مراد نسبتی تعداد یا مقدار ہے۔

مناسبت، مطابقت، موزونیت، باہمی موافقت (خصوصاً اعضائے جسمانی)۔

۲۔تناسب اعضاء:

کل اشیاء کائنات جس میں انسان، جنات، فرشتے، جانور، پرندے، حشارت الارض، پہاڑ، درخت، پھول، پودے، چاند، سورج، ستارے، سیارے، کہکشائیں، بادل، ہوائیں، زمین، آسمان اور اللہ کی تمام تخلیقات کی درست اور متناسب ترتیب کو تناسب اعضاء کہتے ہیں تاہم اس میں انسانی جسم کا تناسب اور اس کی تخلیقی موزونیت وغیرہ شامل ہے۔

تذکرہ حسن کے تناسب کا   پھر ترے خدوخال تک پہنچا

۳۔تناسب اضلاع مناظرہ:

اس سے مراد ریاضی میں ایسی شکل جس کے آمنے سامنے کے ضلع ایک جیسے ہوں، تناسب اضلاع مناظرہ کہلاتے ہیں۔

۴۔تناسب مرکب: Compound Proportion

۵۔تناسبات:

تناسب (رک) کی جمع، تراکیب میں مستعمل ہیں۔

تناسبات لفظی سے مراد لفظوں کی مناسبت، لفظی صنعت گری ہے۔

۶۔تناسب مسلسل:

تناسب مسلسل سے مراد ریاضی کی مقادیر میں ایک ہی تناسب کا تسلسل ہونا، اس کو Continuous Conformity بھی کہا جاتا ہے۔

۷۔تناسب اجزاء:

۸۔تناسب مفرد: SimpleProportion

۹۔تناسب منقلب: InverseProportion

۱۰۔تناسب جیوب:

تناسب جیوب سے مراد ریاضی میں موجود نصف وتروں کا تناسب ہے۔

۱۱۔تناسب لفظی:

تناسب لفظی سے مراد لفظوں کی مناسبت اور لفظی صنعت گری کے ہیں۔

۱۲۔خطی تناسب:

سائنس کی مقررہ لکیروں کے درمیان مناسبت کو خطی تناسب کہا جاتا ہے۔

۱۳۔متصل تناسب:

متصل تناسب، تناسب کی وہ قسم ہے جس میں چار حدیں اس طرح ہوتی ہیں کے ایک حد کو دو بار لاتے ہیں مثلاً 4 :6 : 6 : 9 ملا ہوا تناسب ہے۔

۱۴۔ضعف تناسب:

کیمسٹری کا یہ قاعدہ ہے کے کسی مرکب شے کے ہر جز کا ایک خاص وزن ہوتا ہے، وہ دیگر اشیاء کے ساتھ صرف مقررہ وزن یا تناسب کے مطابق مخلوط ہوسکتا ہے۔

۱۵۔ مرکزی تناسب:

صحافت میں مرکزی تناسب سے مراد مواد ایک مرکز کے ہر طرف متناسب اور متوازن انداز میں پھیلایا جاتا ہے، یعنی Central Balance۔

۱۶۔ منفصل تناسب:

اخلاقیات میں تناسب کی دو اقسام میں اے ایک کا نام منفصل تناسب ہے۔

۱۷۔ نسبت تناسب: Ratio and Proportion۔

(بدیع) صنعت مراعاۃ النظیر (کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال جن کے معانی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سوائے نسبت تضاد کے کچھ اور مناسبت نا رکھتے ہوں)۔

(ریاضی) دو نسبتوں کا باہم برابر ہونا جیسے 4/3 برابر ہے 16/12 کے۔

نسبت حسابی یا عددی، کل مقدار یا تعداد میں مختلف اجزاء کے حصوں کی باہمی نسبت جس کو اوپر تلے دو نقطوں سے ظاہر کرتے ہیں۔

تناسب کے مرکب الفاظ میں شامل تناسب اعضاء اور تناسب معکوس ہیں۔

تناسب کے متضادات میں شامل ناموزونیت اور نامناسب ہیں۔

تناسب کے مترادفات میں شامل تعلق، مماثلت، مطابقت، مناسبت اور موزونیت ہیں۔

وزن/ میزان/ توازن:

وزن۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو (و۔ز۔ن) سے مشتق ہے۔ وزن، میزان یا توازن کو انگریزی زبان میں Balance کہتے ہیں۔

الوزن۔ سے مراد ہاتھ سے کسی بھی چیز کے وزن یا اس کی مقدار کا اندازا قائم کرنا۔

وزن۔ سے مراد کسی چیز کا بوجھ دوسری چیز کے بوجھ کے برابر ہو جانا۔

موازین۔ میزان کی جمع۔

وزین الرائی۔ عربی زبان میں صحیح رائے یا مشورہ دینے والے کو کہتے ہیں۔

اوزن القوم۔عربی زبان میں بہترین اور معزز افراد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔
ابن فارس نے اس کے بنیادی معانی بیان کرتے ہوئے کہا!اس سے مراد استقامت، تناسب اور اعتدال کے ہیں۔۱۸۰؎

قرآن کریم میں وزن کو خاص اہمیت دی گئی اور اس کو خاص اصولی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔
نظام کائنات پر غور وفکر کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کے کل نظام کائنات نہایت متوازن اور اعتدال سے قائم ودائم ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خاد وندی ہے!

وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِيْزَانَ۔۱۸۱؎

ترجمہ۔(اللہ) نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو رکھ دی۔
ابن جریرؒ وابن المنذرؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا آیت **وَ وَضَعَ الْمِيْزَان**۔
ترجمہ۔(اللہ) نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو رکھ دی۔سے مراد عدل ہے۔۱۸۲؎
اللہ تعالی نے کائنات کو بلند اصولوں پر قائم کیا ہے اور کل اشیاء کائنات میں توازن کی کیفیات موجود ہیں، اگر کائناتی فضائی کروں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کے ان کے درمیان باہمی جذب اور کشش کا نہایت منظم نظام موجود ہے، جس میں ذراسی بھی کمی اور کوتاہی کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا ہے، یعنی کل اشیاء کائنات عظیم المثال توازن کی زندہ شہادت اور مثال پیش کرتی ہیں، چنانچہ انسان کو بھی ان اصولوں کو اپنانے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز علم وعقل سے معمور نہایت اعلی شخصیت کا حامل ہے۔

اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ۔۱۸۳؎۔ترجمہ۔تم تولنے میں زیادتی (ظلم) نہ کرو۔
انسان پر لازم ہے کے وہ اپنی تمدنی، معاشرتی اور معاشی زندگی میں اسلام کے ان اصولوں کی پاسداری کرے۔
قتادہؒ بیان کرتے ہیں، آیت **اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ**۔ترجمہ۔تم تولنے میں زیادتی (ظلم) نہ

کرو۔ ۱۸۴؎ سے مرادتم بولنے میں کمی بیشی نہ کرو یعنی اے آدم کے بیٹے انصاف کر جیسے تو پسند کرتا ہے تاکہ تیرے ساتھ انصاف کیا جائے اور ناپ تول کو پورا کر جیسے تو پسند کرتا ہے تیرے لئے ناپ تول کو پورا کیا جائے کیونکہ عدل وانصاف لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔

وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ۔ ۱۸۵؎

ترجمہ۔اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو، اور تول کو مت گھٹاؤ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، انہوں نے ایک شخص کو وزن کرتے ہوئے دیکھا اس نے ترازو کو ایک جانب جھکایا ہوا تھا، آپ نے اس سے فرمایا! تم ترازو کی ڈنڈی کو سیدھا رکھو، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! پھر آپ نے آیت **وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ** ۔ترجمہ۔اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو، اور تول کو مت گھٹاؤ۔

بیان کی۔ ۱۸۶؎

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت **وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ۔**

ترجمہ۔وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو، تول کو مت گھٹاؤ۔ سے مرادتم انصاف کے ساتھ ترازو کی ڈنڈی کو (سیدھا) رکھو۔ ۱۸۷؎

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَ اَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ۔ ۱۸۸؎

ترجمہ۔ہم نے پیغمبروں کو کھلے احکامات دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور ترازو کو نازل کیا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔

وَ اَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ۔ ۱۸۹؎

ترجمہ۔جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا، اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔

میزان۔عربی زبان کا لفظ ہے، جو (و۔ز۔ن) سے مشتق ہے۔

میزان۔کی جمع موازین ہے، یعنی اس بے مثال کائناتی نظام میں ہر شے کا وزن ٹھیک ہے،

بالفاظ دیگر اگر اعمال درست ہیں تو نتائج بھی درست اور اگر اعمال میں کمی اور کوتاہی ہے تو اعمال بھی اسی مناسبت سے مرتب ہو رہے ہیں۔۱۹۰؎

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ الْوَزْنُ یَوْمَئِذِ اِلْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔۱۹۱؎

ترجمہ۔اس دن وزن واقع ہونے والا ہے، تو جن کے (اعمال) وزن بھاری ہوئے ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا۔۱۹۲؎

ترجمہ۔یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا سو ان کے اعمال ضائع ہو گئے، ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ۔۱۹۳؎

ترجمہ۔ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ رکھ دیئے اور ہم نے اس میں ایک معین مقدار سے ہر قسم کی چیز اگائی۔

اسلامی عقائد اور عبادات میں اعداد و حساب:

اسلام کے درج ذیل سات بنیادی عقائد ہیں۔

ا۔توحید۔ ۲۔رسالت۔ ۳۔آخرت۔ ۴۔فرشتوں پر ایمان۔ ۵۔الہامی کتابوں پر ایمان۔ ۶۔تقدیر پر ایمان۔ ۷۔مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان۔

ا۔توحید:

کائنات کی اصل حقیقت توحید ہے، یعنی صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ۱۹۴؎

ترجمہ۔نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ۱۹۵؎

ترجمہ۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔رسالت:

رسول،انبیاء اور پیغمبروں کی تعداد:

روایت میں ہے کے بنی نوع انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالی نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں،انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا!ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں آئے کیا وہ سب کے سب رسول تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!نہیں ان میں سے صرف 313 رسول تھے جبکہ باقی سارے نبی تھے۔ ۱۹۶؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!اے ابوذر چار نبی سریانی ہیں۔۱۔آدم۔۲۔شیث۔ ۳۔ادریس۔۴۔نوح۔جبکہ چار نبی عرب ہیں۔۱۔ہود۔۲۔صالح۔۳۔شعیب اور۔ ۴۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۱۹۷؎

اولوالعزم پیغمبر:

ابو منصور جمشاذی نے ابوبکر رازی سے اور انھوں نے ابوالقاسم الحکیم سے نقل کیا ہے!اولوالعزم رسولوں کی تعداد ۱۸ ہے۔ان رسل کے ذکر کے لئے وہ سورہ الانعام کی درج آیات کا حوالہ پیش کرتے ہیں!

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۙ وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ

وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ الۡيَسَعَ وَ يُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۔١٩٨؎

ا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام ۔ ٢۔اسحاق علیہ السلام ۔ ٣۔یعقوب علیہ السلام۔

٤۔نوح علیہ السلام ۔ ٥۔داؤد علیہ السلام ۔ ٦۔سلیمان علیہ السلام ۔ ٧۔ایوب علیہ السلام۔

٨۔یوسف علیہ السلام ۔ ٩۔موسیٰ علیہ السلام ۔ ١٠۔ہارون علیہ السلام ۔ ١١۔زکریا علیہ السلام۔

١٢۔یحییٰ علیہ السلام ١٣۔عیسیٰ علیہ السلام ۔ ١٤۔الیاس علیہ السلام ۔ ١٥۔الیسع علیہ السلام۔

١٦۔اسماعیل علیہ السلام ۔ ١٧۔یونس علیہ السلام ۔ ١٨۔لوط علیہ السلام ہیں۔

ان انبیاء کے لئے ارشادات خداوندی ہیں!

وَ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۔١٩٩؎

ترجمہ۔ہم اسی طرح محسنین کو جزا دیتے ہیں۔

كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۔٢٠٠؎

ترجمہ۔یہ سب صالح رسول ہیں۔

وَ كُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۔٢٠١؎

ترجمہ۔۔ہم نے ان سب رسولوں کو تمام عالمین میں فضیلت دی ہے۔

٣۔آسمانی/الہامی کتب اور صحائف:

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں،انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا!اللہ تعالی نے کتنی کتب نازل فرمائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا! سو صحائف اور چار کتابیں،شیث پر پچاس صحائف نازل کئے گئے۔خنوع پر تیس صحائف نازل کئے گئے،ابراہیم پر دس صحیفے نازل ہوئے، اور موسیٰ پر تورات سے پہلے دس صحائف نازل کئے گئے اور تورات،انجیل،زبور اور فرقان (قرآن) کو نازل کیا گیا۔٢٠٢؎

اس حدیث کو امام ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے۔

قرآن کریم میں کل سیپاروں کی تعداد 30 ہے،سورتوں کی تعداد 114 ہے،منزلیں 7 ہیں،رکوع

540، آیات 6666، اورالفاظ 77845 ہیں۔ مکی سورتیں 86 اورمدنی سورتیں 28 ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں عطا کی گئی ہیں، مئین مجھے زبور کے مقابلے میں عطا کی گئی ہے اورانجیل کی جگہ مجھے مثانی عطا کی گئی ہیں۔ ۲۰۳؂
جبکہ مفصل سورتیں مجھے بطور فضیلت اضافی طور پر دی گئی ہیں۔ ۲۰۴؂

قرآن کریم کا دلنشین اسلوب، سورتوں کے جوڑے اوران کے گروپس:

قرآن کریم کے ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی جانب منتقلی نہایت لطیف اورغیرمحسوس انداز سے ہوئی ہے، اگرقدیم جاہلی ادب یا قصائد کا جائزہ لیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کےان کے یہاں ابتدائی مضمون کوتشبیب کہتے ہیں، تشبیب سے شاعراصل مقصد کی طرف گریز کرتا ہےاور یہ گریز جتنا زیادہ لطیف ہوگا وہ کلام یا قصیدہ اتنا ہی معیاری تصور کیا جائے گا۔
قرآن کریم میں جہاں جہاں ایک مضمون سے دوسرے کی جانب گریز کیا گیا ہے وہ اتنا لطیف اور غیرمحسوس ہے کہ بعض اوقات تو یہ معلوم ہی نہیں ہو پاتا ہے کے دوسرا مضمون کب شروع ہوا۔
امین اصلاحی نے اپنی تفسیر تدبرقرآن میں اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے!
قرآن کریم کی ہرسورہ کا ایک دوسرا جوڑا بھی ہے سوائے سورہ الفاتحہ کے، پھرانھوں نے قرآن سے ہی استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے!
وَمِنۡ كُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۔ ۲۰۵؂
ترجمہ۔ ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں، شاید کےتم اس سے سبق لو۔
اس آیت پرتفکر سے یہ ثابت ہوا کے واقعی کائنات میں اللہ تعالی نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے بالکل اسی طرح سے قرآن کریم کی بھی سورتوں کے بھی جوڑے ہیں جیسے:
سورہ البقرہ اورآل عمران کا جوڑا ہے، اگرچہ سورہ البقرہ اورسورہ آل عمران کے مضامین میں اتنی مشابہت ہے کے صاف پتا چلتا ہے کے دونوں سورتیں ایک دوسرے کا جوڑا ہیں۔
حروف مقطعات کی تعداد (14) ہےاوران سے شروع ہونے والی سورتوں کی تعداد 29 ہے۔

۴۔ملائکہ/فرشتے:

ملائکہ اللہ کی نوری مخلوقات ہیں، جن کی تعداد اس کائنات میں سب سے زیادہ کثیر ہے، علماء کرام لکھتے ہیں! ایک انسان کی حفاظت کے لئے تقریباً 20,000 فرشتے موجود ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا! جہنم میں پر 19 فرشتے مامور ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ ۔۲۰۶؎

ترجمہ۔(جہنم) پر ۱۹ فرشتے مقرر ہیں، اور ہم نے دوزخ کے نگہبان فرشتوں ہی کو بنایا ہے، اور ہم نے ان کی تعداد ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہے۔

آسمانی مدد کے حوالے سے ذیل میں ارشادات خداوندی نقل کئے جارہے ہیں۔

بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ۔۲۰۷؎

ترجمہ۔بے شک، اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمہارے اوپر چڑھ کر آئیں گے اُسی آن تمہارا رب (3,000)5,000 صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔

اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَـكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ ۔۲۰۸؎

ترجمہ۔جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ نے تمھاری فریاد سن لی، اور کہا میں تم کہا 1,000 فرشتوں سے مدد دوں گا جو سلسلہ وار آگے آئیں گے۔

اِذۡ يُوۡحِىۡ رَبُّكَ اِلَى الۡمَلٰٓـئِكَةِ اَنِّىۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ‌ؕ سَاُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَاضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ كُلَّ بَنَانٍ ۔۲۰۹؎

ترجمہ۔تمھارے رب نے فرشتوں کوحکم دیا! میں تمھارے ساتھ ہوں،تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں،غزوہ بدر کے دن ایک مسلمان انصاری ایک مشرک کی جانب دوڑا کے اچانک اس مسلمان نے ایک کوڑامارنے والے سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا! حیزوم آگے بڑھ،اس کے ساتھ ہی اس مسلمان نے یہ دیکھا کے وہ مشرک جس کے پیچھے وہ دوڑ رہا تھاوہ چت ہوکر گرا،اوراس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اوراس کا منہ بھی پھٹ گیااورزمین پرجس جس جگہ کوڑالگتا جاتااس جگہ کی زمین سرسبز ہوتی چلی جاتی،اس انصاری نے رسول اللہ ﷺ سے جب اس واقعہ کا ذکر کیاتو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!تم سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان کامددگار فرشتہ ہے۔۲۱۰؎

حیزوم اس فرشتے کے گھوڑے کا نام تھا،تاہم اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کی اکثرغزوات میں فرشتوں کے ذریعے مددفرمائی۔

۵۔صلوۃ/نماز:

صلوۃ کی فرضیت معراج کے موقع پرہوئی،ابتداء میں اللہ تعالی نے 50 نمازیں فرض کیں جوکم ہوکر 5 رہ گئیں،تاہم جوشخص ان 5 نمازوں کوخلوص سے ادا کرے گااس کو 50 نمازوں کاہی ثواب ملے گا۔

۱۔فجر کی نماز میں کل رکعات کی تعداد 4 ہیں(2 نفل،2 فرض)۔

۲۔ظہرمیں کل رکعات کی تعداد 12 ہیں(2 یا 4 نفل،4 فرض،2 یا 4 نفل)۔

۳۔عصرمیں کل رکعات کی تعداد 10 ہے(4 نفل،4 فرض،2 نفل)۔

۴۔مغرب میں کل رکعات کی تعداد 5 ہیں(3 فرض،2 نفل)۔

۵۔عشاء میں کل رکعات کی تعداد ایک وتر کے ساتھ 7 ہیں(4 فرض،2 نفل،1 وتر)۔

۶۔صوم/روزے:

رمضان کا مہینہ 29 یا30 دنوں کا ہوتا ہے چنانچہ اسی مناسبت سے فرض روزے رکھے جاتے ہیں۔رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت جبکہ تیسرا عشرہ جہنم سے نجات کا ہے۔

ماہ رمضان کو اس حوالے سے بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس میں قرآن کریم کے ساتھ دیگر الہامی کتب کا نزول بھی ہوا۔

ابن عساکر لکھتے ہیں کے حضرت یعلی بن شداد رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں!

ا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رمضان کی پہلی شب کو۔

۲۔حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۶ رمضان۔

۳۔عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۸ رمضان کو۔

۴۔داود علیہ السلام پر زبور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۲ رمضان کو۔

۵۔قرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۲۴ یا ۲۷ رمضان کو۔۲۱۱؎

شب قدر:

رمضان کے آخری عشرے میں طاق راتوں (۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۲۱) میں شب قدر کو تلاش کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

بیشتر علماء کا اتفاق ۲۷ شب پر ہے اور وہ اس کو شب قدر سمجھتے ہیں، کچھ علماء یہ کہتے ہیں کے ہر سال شب قدر مختلف تاریخوں میں گھومتی ہے۔یہ رات اس قدر فضیلت کی حامل ہے کے اللہ تعالی نے اس رات کی اہمیت کے پیش نظر ایک سورہ (سورہ قدر) کو نازل فرمایا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۔۲۱۲؎

ترجمہ۔بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا

وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۔۲۱۳؎

ترجمہ۔تم کیا جانو شب قدر کیا ہے۔

(شب قدر ہزار مہینوں (60,000 دن اور رات) سے بہتر ہے)۔

لیلۃ القدر کے حصول یعنی (حواس کی رفتار کے 60,000 گنا تک اضافے کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی، اللہ کی نشانیاں اور روح اور فرشتوں سے ملاقات کی رات ہے۔

لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۔۲۱۴؎

ترجمہ۔لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۔۲۱۵؎

ترجمہ۔اس رات میں روح الامین اور فرشتے اللہ کے حکم سے اترتے ہیں۔

سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۔۲۱۶؎

ترجمہ۔یہ رات طلوع صبح تک امن اور سلامتی ہے۔

معلوم یہ ہوا کے جس دن قرآن کریم نازل ہوا وہ رات شب قدر کی تھی اور یقیناً رسول اللہ ﷺ پر غار حرا میں جو ابتدائی آیات نازل ہوئیں وہ مہینہ رمضان کا تھا اور رات شب قدر کی تھی، اس اعتبار سے رمضان کو یہ فضیلت ہے کے یہ اللہ کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جبکہ شب قدر وہ عظیم الشان رات تھی جس میں قرآن کریم رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک پر نازل ہوا۔

شب قدر ہزار مہینوں (60,000 دن اور رات) سے بہتر ہے، اس رات میں اللہ کے حکم سے روح اور فرشتے اترتے ہیں۔

ہر امر پر وہ رات امان ہے صبح کے نکلنے تک۔

لیلۃ القدر کے حصول (یعنی حواس کی رفتار کے 60,000 گنا تک اضافے کے نتیجے میں قرب خداوندی اور غیب کی دنیا سے آشنائی ممکن ہوتی ہے۔

روزے میں انسان اجتماعی شعور میں داخل ہو جاتا ہے اور دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان سحر اور افطار

بیک وقت کرتے ہیں چونکہ روزہ رکھنے سے انسان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے لہٰذا اس کی روح میں اس قدر بالیدگی پیدا ہوجاتی ہے کہ اس کے اوپر سے سفلی جذبات کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے اور اعلیٰ حواس کا غلبہ ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے اندر دیکھنے، سننے، سمجھنے اور محسوس کرنے کی کی صفات کی رفتار میں 60,000 گنا اضافہ ہوجاتا ہے اسی 60,000 گنا کی تیز رفتاری کو تلاش کرنے کے لئے اللہ تعالی نے امت مسلمہ کو شب قدر کا پروگرام عطا فرمایا تا کہ انسان غیب کی دنیا سے متعارف ہوسکے۔

خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں! روزہ رکھنے سے جسمانی کثافتیں دور ہوجاتی ہیں اور انسان کے اندر لطیف روشنیوں کا بہاؤ تیز تر ہوجاتا ہے۔ روشنیوں کے تیز بہاؤ سے انسان کے ذہن کی رفتار بڑھ جاتی ہے، اور اتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کے اس کے سامنے فرشتے آجاتے ہیں اور وہ غیب کی دنیا میں اپنی روح کو سیر کرتے دیکھتا ہے۔ ۲۱۷؎

۷۔ زکوۃ:

زکوۃ کا شرعی حساب %2.5 ہے، یعنی 1,00000 میں سے 2500 سال کے آخر میں نکالی جائے گی۔

۸۔ حج:

حج کا مخصوص مہینہ یعنی ذی الحجہ ہے جبکہ اس کی مخصوص تاریخ یعنی خطبہ حج میدان عرفات میں 9 ذی الحجہ کو دیا جاتا ہے اور یہی حج کا رکن اعظم ہے اور میدان عرفات میں حجاج کرام کی موجودگی اور خطبہ حج کو سننا اور اس کے بعد مسجد نمرہ میں ظہر اور عصر کی نمازوں کو ملا کر پڑھنا ہے۔

طواف۔ خانہ کعبہ کے گرد طواف میں سات چکر لگائے جاتے ہیں۔

سعی، صفاء اور مروہ پر سات مرتبہ دوڑا جاتا ہے۔

منیٰ میں تین شیاطین پر سات، سات (کل 21) کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

قربانی، اللہ کی راہ میں ایک تندرست جانور کی قربانی پیش کی جاتی ہے۔

حجاج کرام حج کے موقع پر سنت ابراہیمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے جانور کی قربانی کرتے ہیں۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٝ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔۲۱۸؎

ترجمہ۔اللہ کے لئے اپنا حج اور عمرہ پورا کرو، پس گر تم کو روک دیا جائے تو قربانی کا جانور جو میسر ہو ذبح کر دو، اور اپنے سروں کو اس وقت تک نہ مونڈو جب تک کے قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے، سو جو شخص تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو فدیے دے روزوں سے یا صدقے سے یا قربانی کے جانور سے، پھر جب تم امن کی حالت میں ہو سو جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر متنفع ہو تو قربانی کا جانور جو میسر ہو ذبح کر دے، سو جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے ہیں حج میں اور سات دن کے روزے ہیں جب کے تم لوٹ آؤ، یہ پورے دس ہوئے، یہ اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام میں حاضر نہ ہوں اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کے بلا شبہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، ہم لوگ (گائے یا بکری کے) پائے سنبھال کر رکھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی سے پندرہ دن کے بعد انھیں تناول فرماتے۔۲۱۹؎

احرام دو بغیر سلی سفید چادریں ہیں۔

۹۔جنت کے دروازے:

جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔باب الصلوۃ۔۲۔باب صدقہ۔۳۔باب ریان۔۴۔باب الحج۔۵۔باب جہاد۔
۶۔باب ایمن۔۷۔باب ذکر۔۸۔باب الکاظمین۔۲۲۰؎

جنت کے سات نام:

۱۔دار السلام۔۲۔دار الجلال۔۳۔جنت عدن۔۴۔جنت الماوی۔۵۔جنت الخلد۔
۶۔جنت الفردوس۔۷۔جنت النعیم۔۲۲۱؎

اہل جنت:

اہل جنت جب جنت میں داخل کئے جائیں گے تو مردوں کی عمریں 33 برس اور خواتین ۱۸ برس کی ہوں گی اور وہ اپنی جوانی کے بہترین ایام میں جنت میں دال ئے جائیں گے۔۲۲۲؎

اہل جنت کا قد (ساٹھ ہاتھ) جتنا لمبا ہوگا۔۲۲۳؎

دوزخ کے سات طبقات ہیں:

۱۔پہلا طبقہ جہنم ہے۔۲۔دوسرطبقہ الظی۔۳۔تیسرا طبقہ الحطمہ۔۴۔چوتھا طبقہ السعیر۔
۵۔پانچواں طبقہ سقر۔۶۔چھٹا طبقہ جحیم۔۷۔ساتواں طبقہ ھاویہ ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا! جہنم کے سات درجات ہیں۔

۷۔ساتواں طبقہ ھاویہ ہے جس میں منافقین رہیں گے۔

جہنم کے سات دروازوں کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۔۲۲۴؎

ترجمہ۔(جہنم) کے سات دروازے ہیں، اور ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک ایک حصہ تقسیم کر دیا گیا ہے۔

امت:

اللہ نے (1,000) امتیں پیدا فرمائیں، جن میں سے (600) سمندر اور دریا میں رہتی ہیں جبکہ (400) خشکی میں رہتی ہیں۔۲۲۵؎

قیامت کے دن کل (۱۲۰) صفوں پر مشتمل کل امتیں پیش کی جائیں گی۔ جن میں سے امت محمدیہ ﷺ (۸۰) صفیں اور دیگر امتوں کی (۴۰) صفیں ہوں گی۔ ۲۲۶ے

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! یہود کے 71 یا 72 فرقے تھے، نصاریٰ کے بھی تقریباً اتنے ہی فرقے تھے اور میری امت کے 73 فرقے ہوں گے۔ ۲۲۷ے

سزائیں/حد:

اسلام میں نہایت منظم اور متوازن جزا اور سزا کا مکمل نظام موجود ہے، تاہم دنیا کے تمام مہذب معاشروں میں بھی سزا اور جزا کے نظام رائج ہیں، لیکن انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں بے شمار نقائص موجود ہیں جو مجرمین کو تحفظ فراہم کرتے ہیں جبکہ اسلام کی متعین کردہ سزائین عین انسان کی فطری تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خود خالق کائنات نے طے کی ہیں جس میں مظلوم کی بھی دادرسی کے ساتھ ساتھ مجرم کی اصلاح کے پہلو پر بھی خاص توجہ مرکوز رکھی گئی ہے،

دوسری جانب سزائیں اتنی عدل وانصاف پر مبنی ہیں جس میں کسی قسم کا سقم اور کجی کی قطعاً گنجائش موجود نہیں، باالفاظ دیگر حد اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی مقرر کردہ وہ سزائیں ہیں جس میں سوئی کی نوک کے برابر بھی کمی بیشی کی گنجائش نہیں اس کی تشریح میں امام رازی تفسیر کبیر میں جبکہ سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں بھی حدیث درج ہیں۔

قیامت کے دن ایک حاکم پیش کیا جائے گا، جس نے حد سے ایک کوڑا کم کر دیا تھا، اس سے پوچھا جائے گا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا اللہ تعالی مجھے آپ کے بندے پر رحم آ گیا تھا، اس سے کہا جائے گا، تو ان کے حق میں ہم سے زیادہ رحم کرنے والا ہے؟ پھر اس کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا، اسی طرح سے ایک دوسرا حاکم پیش کیا جائے گا جس نے حد میں ایک کوڑے کا اضافہ کیا تھا، اس سے پوچھا جائے اگ تو نے ایک کوڑے کا اضافہ کیوں کیا؟ وہ کہے گا تاکہ لوگ اللہ کی نافرمانیوں سے باز رہ سکیں، اس سے کہا جائے گا اچھا تو ان کے معاملے میں مجھ سے زیادہ حکیم ہے، پھر حکم دیا جائے اگ کے اس کو جہنم میں ڈال دو۔ ۲۲۸ے

سزاؤں کے حوالے سے اسلام یہ حکم بھی دیتا ہے کے سزا کے وقت لوگوں کی کثیر تعداد بھی وہاں موجود ہوتا کہ ان کے دلوں میں بھی اللہ کی تجویر کردہ سزاؤں کا خوف اور دہشت بیٹھے اور وہ بھی جرائم، ظلم اور لوگوں کی حق تلفی سے باز رہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔۲۲۹؎

ترجمہ۔سزا کے وقت وہاں مومنین کی ایک جماعت حاضر رہے۔

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں، آیت طَآئِفَة سے مراد 1,000 سے زائد افراد کی جماعت وہاں موجود ہو۔۲۳۰؎

زنا:

زنا گناہ کبیرہ ہے، جس کی اسلام نے سخت سزا مقرر فرمائی ہے کیونکہ جب اسلام نے مردوں کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے جبکہ خواتین کی شادی سے قبل ان کی مرضی پوچھنے کا حکم دیا ہے اور اگر کسی وجہ سے ازدواجی تعلقات اچھے نہیں ہیں تو اس صورت میں شوہر سے خلع لے کر عدت پوری کر کے دوسری جگہ نکاح کی اجازت ہے، لیکن اسلام ہر قسم کا Illegal physical relation کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا۔۲۳۱؎

ترجمہ۔زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔۲۳۲؎

ترجمہ۔زنا کار عورت اور زنا کار مرد ان میں سے ہر ایک کے 100 کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے مقابلے میں تم کو ان پر شفقت نہ آئے، اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو ان کی سزا کے

وقت مومنین کی ایک جماعت وہاں موجود رہنی چاہئے۔
(یہ سزا زانی کنوارے مرد اور عورت کے لئے ہے)۔

سرقہ/چوری:

سرقہ/ چوری ایک گناہ کبیرہ ہے، جس کی اسلام سختی سے مذمت کرتا ہے۔
اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ ۲۳۳؎

ترجمہ۔ چور چاہے مرد ہو یا عورت، تم ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ بدلہ اس کا ہے جو انھوں نے کیا ہے۔ اور یہ سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

سرقہ کے اصطلاحی معنی عاقل و بالغ شخص چھپ کر کسی کے دس درہم (30.618 گرام چاندی) یا اس سے زیادہ مالیت کی چیز کو چرالے۔ ۲۳۴؎

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی چور کا ہاتھ نہ کاٹو یعنی چوتھائی دینار میں یا اس سے زیادہ میں۔ ۲۳۵؎

عمرو بن شعیبؓ نے بیان کیا، اسلام کی پہلی حد اس وقت قائم کی گئی، جب ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا، جس نے چوری کی اور اس پر گواہی دی گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک پر رنج کے اثرات نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس کا ہاتھ کاٹنا بھاری پڑھ رہا ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے کسی چیز نے نہیں روکا اور تم شیطان کے دوست ہو، اپنے بھائی کے خلاف انہوں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو چھوڑ دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا؟ بے شک امام جب کسی حد کا فیصلہ کرے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کو معطل کر دے۔ ۲۳۶؎

بہتان:

بہتان/ اتہام/ تہمت، گناہ کبیرہ ہے، شریعت کی اصطلاح میں کسی بھی پاک باز مرد یا عورت کے کردار پر جھوٹا لزام لگانا ہے۔

مسلمان، پاکباز مرد و عورت کی عزت اور ناموس بھی اللہ کی نظر میں قابل قدر ہے، جبکہ یہ نکتہ بھی اہمیت کا حامل ہے کے اگر کوئی شخص قتل ہو جاتا ہے تو دو گواہوں کی گواہی پر قاضی (جسٹس) فیصلہ دے دیتا ہے لیکن عزت کا معاملہ اللہ کی نظر میں کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے یہاں اللہ تعالی الزام لگانے والے سے چار گواہ طلب کر رہے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ ۲۳۷؎

ترجمہ۔ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور پھر چار شہادتیں پیش نہیں کرتے، تو ان کو 80 کوڑے لگاؤ اور ان کی شہادت کو آئندہ قبول نہ کرو، بس یہی فاسق ہیں۔

نان نفقہ:

شرعی اعتبار سے مہر کے علاوہ عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہر سال اپنی ازواج مطہرات کو 100 وسق (240 کلوگرام) غلہ دیتے تھے، جس میں 80 وسق کھجوریں اور 20 وسق جو ہوتی تھی۔ ۲۳۸؎

طلاق:

شریعت نے طلاق کی حد متعین کر دی اور یہ کہا کے ایک آدمی تین سے زائد طلاقیں نہ دے۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔ ۲۳۹؎

ترجمہ۔ اگرکوئی عورت کو(تیسری) طلاق دے دے تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہیں رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ اس کے سوا کسی اور شوہر سے نکاح کرلے۔

ایلاء(صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا):

ایلاء۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ا۔ل۔و) سے مشتق ہے۔

ایلاء۔ کے معنی ہیں تاخیر یا سستی۔ اگرکوئی شخص قدرت کے باوجود بغیر کسی عذر شرعی کے قسم کھالے کے وہ پورے چار مہینے تک یا اب کبھی بھی اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرونگا تو پورے چار مہینے گزرنے کے بعد ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اگر چار مہینے گزرنے سے پہلے ہی صحبت کرلے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی مگر قسم توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا۔

اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ۲۴۰؎

ترجمہ۔ جولوگ اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں، چار مہینے تک انتظار کریں، اگر وہ رجوع کرلیں۔ بے شک اللہ مہربان ہے اور بخشنے والا ہے۔

ایلاء میں قسم توڑنے کا کفارہ اگر طاقت ہو تو ساٹھ روزے لگا تار رکھے اور درمیان میں کوئی روزہ نہ چھوٹے۔

ظہار:

ظہار۔ عربی زبان کا لفظ ہے، جو(ظ۔ہ۔ر) سے مشتق ہے۔

ظہار۔ کے معنی شدت، غلبے، ظاہر اور پشت کے ہیں۔ ۲۴۱؎

محرمات ابدیہ یعنی جن سے نکاح حرام ہے جیسے ماں، بیٹی، بہن وغیرہ اور ان کے جسم کا وہ حصہ جو دیکھنا جائز نہیں ہے، اس حصہ کے ساتھ اپنی بیوی کو تشبیہ دینا جیسے تیری پشت میری ماں کی طرح ہے یہ واضح اور صاف طور پر ظہار ہے۔

ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے لیکن کفارہ ادا کئے بغیر وہ اپنی بیوی کے ساتھ قربت نہیں کر سکتا اور ظہار کا کفارہ بھی ایلاء کے کفارے جیسا ہے۔ اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِىْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ۔ ۲۴۲؎

ترجمہ۔ تم میں سے وہ مرد جو اپنی عورتوں سے اظہار کریں تو وہ ان کی حقیقی ماں نہیں بن جاتیں ان کی حقیقی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو پیدا ہے اور یقیناً وہ باتوں میں سے بری بات اور جھوٹی بات کہہ رہے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔ ۲۴۳؎

ترجمہ۔ اگر تم دونوں (ازدواج) اللہ کے حضور توبہ کرو کہ بے شک تم دونوں کے قلوب مائل ہو جائیں گے (نیکی کی توفیق حاصل ہوگی) بس اگر تم دونوں اس کے اوپر زبردست بننے کی کوشش کرتی رہی، تو بے شک اللہ جبرائیل اور صالح مومنین نبی کے دوست ہیں اور اس کے بعد مائکہ بھی مددگار ہیں۔

لعان:

لعان۔ عربی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی ہے اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام صاف الفاظ میں لگائے یا اولاد کے متعلق کہے کے وہ اس کی نہیں ہے اور قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہو تو اس کو لعان کہتے ہیں۔

حاکم شرعی پہلے ان دونوں کو موقع دے گا کے ان میں سے کوئی اپنے قصور کا اعتراف کرے یعنی یا تو مرد اپنا الزام واپس لے یا پھر عورت اپنے قصور کا اعتراف کرے اگر دونوں ہی اپنی بات پر اصرار کریں تو تب لعان کروایا جائے گا یعنی پہلے شوہر سے کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ

کہے کے اس نے اپنی بیوی پر جوزنا کا لزام لگایا ہے وہ درست ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی لعنت اس پر ہو پھر بیوی سے یہ کہا جائے گا کے وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کے شوہر نے جوزنا کا الزام اس پر لگایا ہے وہ غلط ہے پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کے اگر وہ جھوٹی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ
اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ
اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ
لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَلَوْ لَا
فَضْلُ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۔ ۲۴۴؎

ترجمہ۔جولوگ اپنی عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اوران کے پاس گواہ نہیں ہیں،سوائے ان کی اپنی ذات کے تو ان میں سے ایک کی گواہی ہے،خدا کی قسم کے ساتھ چار بار کہے کے بے شک وہ سچوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے اگر وہ جھوٹوں میں ہے تو اس پر لعنت ہو اور اس عورت سے یہ بات سزا کو ٹال دیتی ہے کے وہ چار بار گواہی دے،اللہ کی قسم کے ساتھ کے بے شک وہ مرد جھوٹوں میں ہے اور پانچویں بار یہ کہے کے یعنی مجھ پر اللہ کو غضب نازل ہو اگر وہ مرد سچوں میں ہو اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ بات نہ ہوتی کے اللہ مہربان حکمت والا ہے تو کیا کچھ نہ ہو جاتا۔

عدت:

عدت عربی زبان کا لفظ ہے،جس کے معنی تیاری کے ہیں،اگر شوہر مر جائے یا طلاق دے یا خلع یا ایلاء وغیرہ یا کسی بھی صورت نکاح ٹوٹ جائے تو ان تمام صورتوں میں عورت کو تھوڑی مدت کے لئے ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے اور جب تک کہ یہ مدت ختم نہ ہو جائے وہ کہیں آ جا نہیں سکتی اور نہ ہی

کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے، اس مخصوص مدت کو اسلام میں عدت کہا جاتا ہے۔ عورت کی عدت میں اللہ کی عظیم الشان حکمت پوشیدہ ہے۔ عورت چونکہ دوران عدت نکاح نہیں کر سکتی ہے، اس کی ایک حکمت تو یہ ہے کے اگر وہ ماں بننے والی ہے تو اس کا حمل ظاہر ہو جائے اور آنے والے بچے کی درست ولدیت کا تعین ہو جائے کیونکہ اسلام انسان کے نسب کے بارے میں بہت محتاط ہے جبکہ عدت کی دوسری حکمت عملی یہ ہے کے اس دوران عورت مستقبل کی منصوبہ بندی کو زیادہ تحمل اور بر باری سے طے کرتی ہے یعنی اب اس کا اگلا قدم کیا ہوگا؟ ذیل میں عدت کے مختلف حالات کا تعین کیا گیا ہے۔

وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ ۲۴۵؎

ترجمہ۔ طلاق یافتہ عورتیں اپنی جانوں کو تین حیض تک روکے رکھیں، ان کے لئے یہ بات حلال نہیں کے جو کچھ اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا فرمایا ہے اسے چھپائیں اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور یوم آخرت پر، اور ان کے شوہر ان کے لوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں اس مدت کے اندر اگر اصلاح کا ارادہ کریں، اور عورتوں کے لئے اس جیسا حق ہے جو ان کے اوپر ہے اچھے طریقے پر، اور مردوں کو ان کے مقابلہ میں درجہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ (مطلقہ کی عدت ۳ ماہ ہے)۔

وَ الّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّ الّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۔ ۲۴۶؎

ترجمہ۔ تمھاری عورتیں جو حیض سے نا امید ہیں، اگر تم کو شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔۔

یہ اللہ کا حکم ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔۲۴۷؎

ترجمہ۔تم میں سے جولوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں چار مہینے دس دن، پھر جب وہ پہنچ جائیں اپنی میعاد کو سوتم پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں کہ وہ عورتیں اپنی جانوں کے بارے میں خوبی کے ساتھ کوئی فیصلہ کرلیں،اور جوتم کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے۔

حق وراثت:

مذاہب قدیم ہوں یا عرب کا دور جاہلیت ہو وہاں عورتوں کو قطعاً جائیداد اور وراثت میں حصہ دینے کے بارے میں نہیں سوچا جاتا تھا، دولت وجائیداد پر صرف اور صرف مرد کا ہی اجارہ ہوتا تھا اور باپ کی جائیداد کی تقسیم کے موقع پر بھی خاندان کے مرد اس کو حاصل کرلیا کرتے تھے لیکن اسلام کی تعلیمات اوراحکامات میں میراث کو ایک مستقل حکم کی حیثیت حاصل ہے،مرد چاہے امیر ہو یا غریب ہو، وہ صاحب جائیداد ہو یا معمولی ذریعہ معاش رکھتا ہو ہرصورت میں اس کی پوری ملکیت میں اس کے تمام افرادخانہ شریک ہوں گے یعنی ماں،بہن، بیوی، بیٹی، بیٹا، بھائی وغیرہ پھرافراد خانہ کی کفالت کا ذمہ دار اور پابند بھی اللہ تعالی نے مرد کو ہی بنایا ہے، جب کے عورت کو اسلام نے افرادخانہ کی کفالت کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔اسی حوالے سے ارشادات خداوندی!

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۔۲۴۸؎

ترجمہ۔مردوں کا اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ کر مریں ہیں اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ چھوڑ کر مریں ہیں، مال تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں ٹھہرایا ہوا حصہ ہے۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۔۲۴۹؎

ترجمہ۔جب (ترکہ کی) تقسیم کے وقت رشتہ دار (جن کا حصہ مقرر نہیں ہے) اور یتیم اور مسکین آ موجود ہوں تو اپنے طور پر ان کو اس میں سے کچھ دو اور ان سے معقول بات کہو۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۔۲۵۰؎

ترجمہ۔ایسے لوگ ڈریں کے اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ مریں تو ان کو اس کے بارے میں اندیشہ ہو تو ان کو چاہئے کے اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کہیں۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔۲۵۱؎

ترجمہ۔اللہ تم کو تمھاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کے ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔۲۵۲؎

ترجمہ۔اگر لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لئے اس کا مال دو تہائی ہے جو وہ چھوڑ مرا ہے۔۲۵۳؎

ترجمہ۔اگر ایک ہی (لڑکی) ہو تو اس کے لئے آدھا مال ہے۔۲۵۴؎

ترجمہ۔اگر اولاد ہو تو ماں، باپ میں ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔۔۔۔اور میت کے ماں باپ کے لئے ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ مرا ہے اگر اس

کے اولاد ہے۔ ۲۵۵؎

اگر اولاد نہ ہو تو ماں کا حصہ ایک تہائی ہوگا:

ترجمہ۔ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو تو اور اس کے وارث اس کے ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک تہائی ہے۔ ۲۵۶؎

بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے:

ترجمہ۔ اگر اس کے بھائی بھی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ ۲۵۷؎

ترجمہ۔ تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے، تم نہیں جانتے کے تمھارے لئے ان میں سے کون نفع پہنچانے کے زیادہ قریب ہے، یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ ۲۵۸؎

اگر اولاد نہ ہو تو شوہر کا نصف ہے:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ۔ ۲۵۹؎

ترجمہ۔ اور تمھارے لئے اس مال میں سے آدھا جو تمھاری بیویاں چھوڑ مریں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو۔

اولاد ہو تو چوتھائی:

ترجمہ۔ اگر ان کی اولاد ہو تو تمھارے لئے اس کا چوتھائی ہے جو وہ چھوڑ مریں۔ ۲۶۰؎

اولاد نہ ہوتو بیوی کا چوتھائی حصہ ہے:

ترجمہ۔ان کے لئے اس مال میں سے چوتھائی ہے جوتم چھوڑ مرو اگر تمھاری اولاد نہیں ہے۔۲۶۱؎

اولاد ہوتو بیوی کا آٹھواں حصہ ہے:

ترجمہ۔پھر اگر تمھاری اولاد ہے توان کے لئے اس مال میں سے آٹھواں حصہ ہے، جوتم چھوڑ مرو۔۲۶۲؎

مندرجہ بالا قانون میراث سے یہ بات ثابت ہوگئی کے میراث میں عورت کا حصہ مرد کے حصے سے کم رکھا گیا ہے لیکن اسلام نے اسے کسی بھی مقام پر دوسروں کو دینے کا پابند نہیں بنایا ہے پھر یہ کے عورت کو شادی کے بعد مہر کی صورت میں بھی تحفہ یا رقم ملتی ہے جو مرد اپنی بیوی کو دیتا ہے لیکن عورت کو کچھ دینے کا پابند نہیں بنایا گیا ہے، دیکھنے میں ایسا ضرور معلوم ہوتا ہے کے مرد کو زیادہ یا دگنا حصہ ملتا ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو مرد اپنے مال میں سے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینے کا بھی پابند ہے پھر سب سے بڑھ کر ان کی کفالت کی عظیم ذمہ داری بھی اسی کے کندھوں پر ہے لہٰذا خواتین کو اس پہلو کی جانب بھی توجہ کرنی چاہئے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں، جو شخص کسی وارث کی میراث سے بھاگا، اللہ تعالی قیامت کے دن جنت سے اس کی وراثت کو منقطع کردیں گے۔۲۶۳؎

حق حضانت:

قرآن کریم نے بچے کو دودھ پلانے کی ذمہ داری ماں پر عائد کی ہے۔پھر اگر کسی وجہ سے مائیں اپنے بچوں کو دودھ نہ پلاسکیں تو دوسری کسی عورت سے اس بچے کو دودھ پلوایا جائے لیکن یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ ایسی عورت تلاش کی جائے جس کا بچہ بھی اسی بچے کے برابر ہو جس کے دودھ پلانے کی ذمہ داری اسے سونپی جارہی ہے کیونکہ بچے کی جسمانی ضرورت کے اعتبار سے ماں کے دودھ میں ہر روز تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے لہٰذا ایک ایسی ماں جو اپنے دوسال کے بچے کو

دودھ پلا رہی ہے وہ کسی نوزائیدہ بچے کو دودھ پلانے کے لئے ہرگز بھی موزوں نہیں ہوسکتی ہے لیکن ماں یا پھر دوسری جو بھی عورت دودھ پلائے گی خرچ بچے کے باپ پر ہی ہوگا اور بچے کے دوسرے اخراجات کا کفیل بھی بچے کا باپ ہی ہوگا۔لیکن یہاں ایک اور قابل غور نکتہ ہے اور وہ یہ کے اگر شیر خوارگی کے عالم میں ماں کے بجائے کوئی دوسری عورت نے اگر بچے کو دودھ پلا دیا تو وہ عورت بھی اس بچے کی ماں کے برابر درجہ میں تصور کی جائے گی اور اس عورت کے بچے اس دودھ پینے والے بچے کے رضاعی بہن بھائی ہوں گے اور ان بہن بھائیوں سے اس کا نکاح شریعت کی رو سے ناجائز تصور کیا جائے گا۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ وَبَنٰتُ الۡاَخِ وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمۡ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىۡ فِىۡ حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَاِنۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَحَلَاۤئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ الَّذِيۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا۔ ۲۶۴ـ

ترجمہ۔وہ مائیں بھی تم پر حرام ہیں، جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا ہو اور دودھ شریک بہنیں بھی۔

حق حضانت سے مراد یہ ہے کے اگر میاں بیوی میں جدائی ہو جائے اور گود میں بچہ ہو تو اب اس کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہے اور باپ اس بچے کو کسی بھی قیمت پر چھین نہیں سکتا لیکن بچے کا سارا خرچ باپ کو ہی دینا ہوگا اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے بلکہ باپ کو وہ بچہ دے دے تو اس بچے کو باپ کو لینا ہی ہوگا۔وہ عورت کو زبرستی وہ بچہ نہیں دے سکتا ہے اگر ماں نہ ہو یا اس نے بچے کو لینے سے انکار کر دیا ہو تو اس کے بعد اس بچے کی پرورش کی ذمہ داری نانی کی ہے پھر اگر نانی نہیں ہے یا وہ انکار کر دے تو اس بچے کی پرورش میں ذمہ داری تیسرے نمبر پر پرنانی کی ہے پھر دادی پھر پر دادی۔اگر وہ بھی نہ ہوں تو بچے کی ماں شریک بہنیں اس کے بعد خالہ یا پھوپھی۔

اگر ماں نے بچے کے باپ سے جدائی کے بعد دوسرے کسی ایسے مرد سے نکاح کرلیا جو بچے کا محرم رشتہ دار ہے جیسے کے چچا تو اس صورت میں ماں کے پاس بچے کا حق پرورش رہے گا ایسی صورت میں بچہ باپ نہیں لے سکتا ہے اور ماں نے اگر کسی ایسے شخص سے نکاح کرلیا جو کے محرم رشتہ دار نہیں ہے تو پھر ماں کے پاس اس بچے کی پرورش کا اختیار نہیں رہے گا بلکہ اب اس بچہ کا حق پرورش باپ کو ملے گا۔لیکن اگر اس مرد کا بھی انتقال، یا اس سے بھی طلاق ہوگئی تو اس صورت میں بچے کا حق پرورش پھر ماں کو مل جائے گا۔ بچے کے رشتے داروں میں سے اگر کوئی عورت بچے کی پرورش کے لئے نا ملے تو پھر باپ اور اس کے بعد دادا، پھر پردادا، پھر سگا بھائی اسی ترتیب کے ساتھ جو ولایت نکاح میں ہے حق پرورش بھی ہے۔لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہوجائے اس کی پرورش کا حق ماں کے پاس رہتا ہے، جب وہ سات سال کا ہوجائے تو باپ چاہے تو اس کو زبردستی بھی اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے اور اب سات برس کے بعد بیٹے کا حق پرورش باپ کو منتقل ہوجائے گا۔

ماں کا حق پرورش جہاں ایسے مرد سے نکاح کرنے سے ختم ہوجاتا ہے جو بچہ کا محرم رشتہ دار نہ ہو ،وہاں ان اسباب سے بھی اس کا حق پرورش ختم ہوجاتا ہے۔

ا۔مرتد ہونے پر۔ ۲۔ بدکردا۔رہونے پر۔ ۳۔ بچہ کو اکیلا گھر میں چھوڑ کر اکثر اوقات گھر سے باہر گھومنے پھرنے پر۔۲۶۵؎

نسب:

نسب عربی زبان کا لفظ ہے، جب کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی کے شوہر کی کہلائے گی اور کسی شبہ میں آ کر اسے ناجائز کہنا یا یہ کہنا کہ اس بچہ کا باپ اس عورت کا شوہر نہیں ہے قطعاً ناجائز ہے۔

حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، کسی شخص نے اگر اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی اور اس عورت کو ایام ماہواری بھی آتے ہوں اور اس نے یہ اقرار بھی نہ کیا ہو کے مجھے تین حیض آ چکے ہیں اور میری عدت ختم ہوچکی ہے اور پھر طلاق ہونے کے بعد دو سال

کے اندر اندر بچہ پیدا ہو جائے تو شوہر اس بچے سے انکار نہیں کر سکتا ہے اور بچے کا نسب باپ کی ہی طرف سمجھا جائے گا اور یہ بچہ اسی شوہر کا ہوگا اور عورت اس کے نکاح میں باقی رہے گی اور یہ سمجھا جائے گا کے طلاق رجعی دینے کے بعد عدت میں شوہر نے صحبت کی تھی اور طلاق سے رجوع کر لیا تھا اور اگر شوہر انکار کرے تو لعان کا حکم دیا جائے گا۔

اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق بائن دے دی اور بیوی نے عدت پوری ہونے کا اقرار نہیں کیا پھر دو برس کے اندر اندر بچہ پیدا ہو تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد بھی مرد یہ دعوی کرے کہ یہ بچہ میرا ہے تو یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے عدت میں دھوکے سے صحبت کر لی ہوگی۔

کسی ایسی لڑکی کو طلاق ہوئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی مگر جوانی کے قریب ہے اگر اس کو طلاق کے بعد پورے نو مہینے کے بعد بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ نا جائز تصور ہوگا اور اگر نو ماہ سے پہلے پیدا ہو جائے تو وہ اسی کے شوہر کا ہوگا البتہ اگر وہ لڑکی تین مہینے کی عدت کے اندر یہ اقرار کر لے کے مجھے حمل ہے تو وہ بچہ جائز سمجھا جائے گا پھر اگر دو سال کے اندر اندر بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ اسی کے شوہر کا کہلائے گا نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم عرصے میں اگر بچے کی پیدائش ہو جائے تو وہ بچہ نا جائز تصور کیا جائے گا اور اگر پورے چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں پیدا ہوا ہو تو وہ بچہ اسی شوہر کا مانا جائے گا اور اگر شوہر انکار کرے تو۔ پھر لعان کا حکم ہوگا۔

اگر کسی کے زنا کرنے سے بچے کی پیدائش ہو اور عورت اس کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی اس بچہ کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوگا اور اس کو کوئی شرعی حق نہیں ملے گا۔٢٦٦

قانون شہادت اور خواتین:

قانون شہادت کو اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے۔اسی حوالے سے ارشاد خداوندی ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـــًٔا فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ

عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ وَ
اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ
مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا
يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْــَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ
ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً
حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَ اَشْهِدُوْٓا اِذَا
تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا
اللّٰهَ ؕ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۔ ٢٦٧؂

ترجمہ۔اے ایمان والو! جب تم قرض کالین دین ایک معینہ مدت کے لئے کرو تو اس کو لکھ لیا کرو اور چاہئے کہ تمھارے درمیان ایک کاتب انصاف کے ساتھ لکھے اور کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے۔ بلکہ جس طرح سے اللہ نے اس کو سیکھا یا اسے لکھے اور وہ جس پر حق ہے لکھوائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ کرے اور اگر جس پر حق ہے وہ احمق ہو یا ضعیف ہو یا اس لائق نہ ہو کے لکھوا سکے تو اس کا سرپرست انصاف کے ساتھ لکھوائے اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بنالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو جنھیں تم گواہ بنانا پسند کرو تا کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے اور جب گواہ بلائے جائیں تو وہ انکار نہ کریں اور تم اس معاملے کے متعلق کوئی چھوٹی یا بڑی بات لکھنے میں سستی نہ کرو یہ طریقہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف پر مبنی ہے اور شہادت کے لئے زیادہ معتبر ہے اور اس بات کے زیادہ قریب ہے کے تم شک میں مبتلا نہ ہو ہاں اگر سودا دست بدست ہو اور تمھارے مابین طے کرلیا گیا ہو اگر تم اسے نہ لکھو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔

قرآن کریم نے دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کے برابر قرار دی ہے لیکن اس سے فطری طور پر مرد کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے چنانچہ اس اعتراض کے جواب کے لئے متعدد

امور قابل غور ہیں،سب سے پہلے تو یہ کہ دنیا بھر میں اور خود ہمارے یہاں عورتوں کو جس تمدنی حالت میں رکھا گیا ہے،اس حالت نے انھیں ایسا جاہل اور نا معاملہ فہم اور نا تجربہ کار بنا دیا ہے کے اگر ہر قسم کے معاملات و مقدمات میں مرد عورت کی شہادت کا وزن بالکل یکساں رکھا جاتا ہے یا اب بھی رکھا جائے تو اہم معاملات میں سخت ابتری کا اندیشہ ہے پیش نظر آیت جس کی رو سے دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر قرار دی گئی ہے وہ آیت تمسک قرض سے تعلق رکھتی ہے ظاہر تحریر تمسکات و دستاویزات،حساب و کتاب،مطلوبہ عدالت یا محکمہ قضاۃ ایسے معاملات ہیں جو عام طور پر کسی بھی عورت کے لئے

غیر معمولی قسم کے کام ہیں اور کم علمی و کم تجربہ اور عدم واقفیت کے پیش نظر یہ وہ معاملات ہیں جو کے خواتین کے لئے نا مناسب ہیں کیونکہ خواتین ان معاملات کو عرصہ دراز تک یاد نہیں رکھ سکتی ہیں جبکہ خواتین کے برعکس مردوں کو اس قسم کی معاملہ فہمی کی عادت ہوتی ہے لہٰذا ایک عورت کے بجائے دو عورتوں کی شہادت ضروری ٹھہری اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروادے۔
قابل غور نکتہ یہ ہے کے اللہ تعالی کا انصاف کتنا سچا اور خالص ہے کے اکیلا مرد بھی گواہی کے لئے قابل قبول نہیں ہے جب تک کے اس کے ساتھ دوسرا مرد یا دو عورتیں نہ ہوں یہاں اللہ تعالی نے خواتین کو کسی بھی احساس کمتری میں مبتلا نہیں کیا بلکہ انھیں یہ احساس دلایا ہے کے ان کے اوپر کچھ اہم ذمہ داریاں ہیں۔اور تم ایک عورت ہونے کے ناطے گواہی کے لئے ہرگز بھی کمتر نہیں ہو بلکہ یہاں ایک مرد کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہے۔

لہٰذا کاروباری شہادت کے علاوہ اور کسی بھی قسم کی گواہی میں ایک عورت اتنی ہی اہم ہے جتنا اہمیت کا حامل ایک مرد ہوسکتا ہے۔

قرآن کریم میں تفکر سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کے سوائے کاروباری شہادت کے زندگی کے ہر شعبے میں گواہی کا قانون مرد وعورت کے لئے یکساں اور برابر ہے،جس میں تہمت،لعان،زنا، فحاشی،قتل،چوری وغیرہ تمام اقسام کی شہادتیں شامل ہیں لہٰذا یہ بات طے ہوئی کے باقی معاملات

میں جہاں ایک مرد کی گواہی کی اہمیت ہے وہاں ایک عورت کی گواہی بھی محترم اور معتبر ہے۔

اسی حوالے سے ارشادات خداوندی ہیں!

وَّ اَشۡہِدُوۡا ذَوَیۡ عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا الشَّہَادَۃَ لِلّٰہِ۔۲۶۸؎

ترجمہ۔اللہ کے لئے درست گواہی دو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر تم کسی امر واقعہ کا اس طرح سے معائنہ کرو کہ جس طرح سے سورج کو دیکھ رہے ہو، تب تو اس کی شہادت (گواہی) دو ،ورنہ چھوڑ دو۔۲۶۹؎

قرآن کریم میں متعدد جرائم اور معاملات بیان کئے گئے ہیں مگر ہر جرم اور معاملہ پر گواہی کا بیان لازمی نہیں ہے لیکن آٹھ مقامات ایسے ہیں جہاں شہادت کے احکامات بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔طلاق کی عدت گزرنے پر جدائی کے لئے یا تجدید نکاح کے لئے (۲ گواہ)۔

۲۔لعان (۴ گواہ)۔ ۳۔وصیت (۲ گواہ)۔ ۴۔اثبات فاحشہ۔ ۵۔اموال یتامیٰ کی حوالگی (گواہ بنالو)۔۶۔قذف (پاک دامن عورتوں پر تہمت کے وقت ۴ گواہ)۔

۷۔قرض (مالی معاملات میں ۲ گواہ)۔۸۔سحاقت (عورتوں کا عورتوں کے ساتھ بے حیائی کا فعل۔اس میں ۴ گواہ)۔اسی حوالے سے ارشادات خدوندی ہیں!

وَّ اَشۡہِدُوۡا ذَوَیۡ عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا الشَّہَادَۃَ لِلّٰہِ۔۲۷۰؎

ترجمہ۔اللہ کے لئے درست گواہی دو۔

حاصل کلام:

اس کتاب کا حاصل کلام یہ ہے کے علم ریاضی وہ واحد مضمون ہے جو اس کائنات، کل اشیاء کائنات اور بے شمار کائناتی دنیاؤں میں مسلسل جاری وساری ہے، کائنات کا ایک لمحہ اور اس لمحہ کے بھی کروڑویں حصے میں علم ریاضی موجود اور مستور ہے، معمولی سے رد و بدل سے نظام میں بڑی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اب چاہے وہ نظام کائنات ہو یا انسانی جسمانی نظام ہو، چونکہ انسان

سب سے زیادہ وقت اپنے ساتھ ہی گزارتا ہیں لہٰذا ان کے سانس اور نبض کی رفتار اور دل کی دھڑکن میں ذرا سی اونچ نیچ ہوجائے تو وہ فوراً ڈاکٹر کے پاس بھاگتا ہے، اور ڈاکٹر اس بگڑے ہوئے نظام کو درست کرنے میں اپنی کوشش سرف کرتے ہیں، اسی طرح سے جسم کے نظام میں بھی بے شمار نظام کام کر رہے ہیں، مثلاً دل، گردے، پھیپھڑے، جگر، دماغ، خون کی روانی، عضلات، پٹھوں، ہڈیوں اور انسان کا اعصابی، دماغی ذہنی اور نفسیاتی نظام۔ پھر ان کے اندر بھی کئی نظامات موو جد ہیں، چنانچہ یہ سب کے سب نظامات علم ریاضی کے ساتھ متصل اور باہم جڑے ہوئے ہیں، صرف انسان نہیں جانور، پودے، پرندے، پہاڑ، درخت، سمندر، دریا، بادل، بجلی، گرج، چمک، بارش، سورج، چاند، ستارے اور سیارے سب کے سب علم ریاضی کی جکڑ بندیوں میں اس قدر جکڑے ہوئے ہیں کے جس کا تصور بھی عقل انسانی سے ماوراء ہے۔

انسانی عمر کے حوالے سے بھی گزشتہ سطور میں لکھا ہے، کے اللہ کی ایک نعمت ہے، جس کو اگر درست جگہ پر خرچ کرلیا گیا تو اگلے منازل آسان ہوجائیں گے۔

امیر المومنین حضرت علیؓ کے اقوال:

اے لوگو! یہ جان لو جو بھی اس زمین پر ہے ایک دن وہ اس زمین کے اندر چلا جائے گا اور یہ دن و رات عمروں کو بے کار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ گھنٹے تمھاری عمروں کو نگل رہے ہیں۔

انسان کی عمر انمول ہے۔ دنیا کی کوئی نعمت طویل عمر اور اچھی صحت سے بڑھ کر نہیں۔

جس کی عمر طویل ہوجاتی ہے وہ اپنے دشمنوں میں خوش کن باتیں دیکھ لیتا ہے۔

انسان کی خوش نصیبی ہے کے وہ طویل العمر ہو اور اپنے دشمنوں میں وہ ایسی باتیں دیکھ لے جو اس کی خوشی کا سبب ہو۔

تم اپنی عمر کو فضول خرچ نا کرو، جس طرح سے تم مال کی فضول خرچی کو پسند نہیں کرتے۔

عمر چند گنی چنی سانسوں کا نام ہے۔

ساعتیں (سیکنڈز) انسانی عمروں کو گھٹا رہے ہیں۔

عمر کو زندگی کے لمحات فنا کر رہے ہیں۔

چالیس برس کی عمر میں انسان منزل کمال تک پہنچ جاتا ہے۔

تمھاری عمر کی ہر ایک سانس کو ایک نگہبان شمار کر رہا ہے۔

اپنی عمر کو فضول کاموں میں ضائع نا کرو کیونکہ ضائع ہونے والی عمر دوبارہ نہیں ملے گی۔

اللہ اس انسان پر رحم فرمائے جو یہ جان گیا کے اس کی عمر کی ہر سانس اس کو موت سے قریب تر کر رہی ہے اور وہ ان کی قدر کرتے ہوئے نیک اعمال میں جلدی کرے اور اپنی دنیاوی خواہشات و کم کرے۔

اپنی باقی ماندہ عمر کی قیمت یا تو نبی سمجھتے ہیں یا پھر صدیقین سمجھتے ہیں۔

دن، تمھاری کتاب زندگی کے اوراق ہیں چنانچہ انھیں ضائع نا کرو۔ یہ کتاب زندگی اور اس کا ہر ورق اللہ کے حضور کھلے گا لہٰذا کسی ورق پر تمھیں شرمندگی کا سامنا نا کرنا پڑے۔ ۱۷۲

حوالہ کتب:

۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز۔طلاع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔

۲۔سورہ الحشر۔آیت۔۲۴۔

۳۔سورہ البینہ۔آیت۔۶۔

۴۔سورہ روم۔آیت۔۳۰۔

۵۔لوح و قلم۔حضرت قلندر بابا اولیاء۔ص۔۱۷۴۔۱۷۶۔مکتبہ تاج الدین اولیاء کراچی۔سن ندارد۔

۶۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۷۲۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ۔۱۹۹۰ء۔

۷۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۸۔

۸۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔

۹۔سورہ طلاق۔آیت۔۳۔

۱۰۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۳۔

۱۱۔سورہ الحج۔آیت۔۷۰۔

۱۲۔سورہ انعام۔آیت۔۲۔
۱۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۴۔
۱۴۔سورہ فرقان۔آیت۔۵۴۔
۱۵۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۵۳۔
۱۶۔ماہنامہ قلندر شعور۔اپریل۔۲۰۱۹ء
۱۷۔سورہ النحل۔آیت۔۷۵۔
۱۸۔سورہ انفطار۔آیت۔۳۱۔
۱۹۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔۳۔
۲۰۔سورہ فرقان۔آیت۔۲۔
۲۱۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۸۔
۲۲۔سورہ قمر۔آیت۔۴۹۔
۲۳۔سورہ قمر۔آیت۔۵۳۔
۲۴۔نہج البلاغہ۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔مرتب۔حجتہ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین۔خطبہ ۸۹۔
مکتبہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔
۲۵۔سورہ عصر۔آیت۔۱۔
۲۶۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۶۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۲۷۔سورہ سجدہ۔آیت۔۵۔
۲۸۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۱۲۔
۲۹۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۱۵۲۔پبلیشرز۔الفیصل لاہور۔
۳۰۔سورہ التوبہ۔آیت۔۳۶۔
۳۱۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۳۲۔سورہ فاتحہ۔آیت۔۴۔
۳۳۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۱۰۳۔
۳۴۔سورہ روم۔آیت۔۵۵۔
۳۵۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۲۔

۳۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۷۔
۳۷۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۳۸۔سورہ آل عمران۔آیت۔۵۹۔
۳۹۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۴۰۔سورہ الصافات۔آیت۔۱۱۔
۴۱۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۸۔
۴۲۔سورہ الرحمن۔آیت۔۱۴۔
۴۳۔سورہ النزعت۔آیت۔۳۰۔
۴۴۔سورہ ق۔آیت۔۷۔
۴۵۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۹۔
۴۶۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۷۔
۴۷۔سورہ حم السجدہ۔آیت۔۱۰۔
۴۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۲۷۔
۴۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۵۰۔المعجم الاوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)۔مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
۵۱۔سورہ فاطر۔آیت۔۲۷۔
۵۲۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۳۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت۔
۵۴۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۷۹۔
۵۵۔کشکول۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۱۲۴۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی۔۱۹۹۰ء۔
۵۶۔سورہ اللیل۔آیت۔۲۔
۵۷۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۵۸۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دار الوطن بیروت۔
۵۹۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ مطبوعہ۔
۶۰۔سورہ رحمن۔آیت۔۲۹۔

۶۱۔البحر الزخار فی زوائد مسند البزاز۔الشیخ امام حافظ الکبیر ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بصری البزاز (متوفی ۲۹۲ھ)۔مکتبہ العلوم والحکم المدینۃ المنورہ۔
۶۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۳۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۴۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۵۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۶۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۷۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۶۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۰۔سورہ اللیل۔آیت۔۱۔
۷۱۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۷۔
۷۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۳۔القرآن۔
۷۴۔سورہ شمس۔آیت۔۱۔
۷۵۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔
۷۶۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۸۔
۷۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۸۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۷۹۔سورہ انشقاق۔آیت۔۱۸۔
۸۰۔سورہ الرحمن۔آیت۔۵۔
۸۱۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۳۔
۸۲۔سورہ یونس۔آیت۔۵۔
۸۳۔سورہ الفرقان۔آیت۔۶۱۔
۸۴۔سورہ نوح۔آیت۔۱۶۔

۸۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۸۹۔

۸۶۔سورہ انعام۔آیت۔۹۶۔

۸۷۔سورہ اعراف۔آیت۔۵۴۔

۸۸۔سورہ رعد۔آیت۔۲۔

۸۹۔سورہ طارق۔آیت۔۱۔

۹۰۔سورہ طارق۔آیت۔۲۔

۹۱۔سورہ طارق۔آیت۔۳۔

۹۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔

۹۳۔سورہ طارق۔آیت۔۱۔

۹۴۔سورہ المومنون۔آیت۔۱۷۔

۹۵۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۶۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۷۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۸۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۹۹۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔

۱۰۰۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۰۱۔الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۰۲۔ الدرالمنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۱۰۳۔سورہ طارق۔آیت۔۴۔

۱۰۴۔سورہ نور۔آیت۔۳۵۔

۱۰۵۔وقت۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔ص۔۲۵۶۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۱۰۶۔سورہ طارق۔آیت۔۱۱۔

۱۰۷۔سورہ قمر۔آیت۔۱۱۔

۱۰۸۔سورہ نحل۔آیت۔۱۰۔

۱۰۹۔سورہ نحل۔آیت۔۶۵۔

۱۱۰۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۳۰۔

۱۱۱۔ لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔

۱۱۲۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔

۱۱۳۔ لغات القرآن۔غلام احمد پرویز(متوفی۔۱۴۰۵ھ)۔ادارہ طلوع اسلام لاہور۔۱۹۵۹ء۔

۱۱۴۔سورہ روم۔آیت۔۴۸۔

۱۱۵۔سورہ النور۔آیت۔۴۳۔

۱۱۶۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۳۔

۱۱۷۔سورہ روم۔آیت۔۴۸۔

۱۱۸۔سورہ النور۔آیت۔۴۳۔

۱۱۹۔سورہ روم۔آیت۔۴۸۔

۱۲۰۔سورہ النور۔آیت۔۴۳۔

۱۲۱۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۲۔

۱۲۲۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۶۴۔

۱۲۳۔سورہ فرقان۔آیت۔۴۸۔

۱۲۴۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۔

۱۲۵۔سورہ ابراہیم۔آیت۔۳۲۔

۱۲۶۔سورہ طٰہٰ۔آیت۔۵۳۔

۱۲۷۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔

۱۲۸۔سورہ یونس۔آیت۔۲۴۔

۱۲۹۔سورہ نمل۔آیت۔۶۰۔

۱۳۰۔سورہ لقمان۔آیت۔۱۰۔

۱۳۱۔سورہ نحل۔آیت۔۱۱۔

۱۳۲۔سورہ رعد۔آیت۔۴۔

۱۳۳۔سورہ یونس۔آیت۔۲۴۔

۱۳۴۔سورہ انعام۔آیت۔۹۹۔

۱۳۵۔جمع الفوائد۔۔
۱۳۶۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔اردو سائنس بورڈ۔وزارت تعلیم۔حکومت پاکستان۔ص۔۱۱۳۰۔
سن اشاعت۔۲۰۰۸ء۔
۱۳۷۔ Cosmos ۔کارل ساگان۔ص۔۱۰۳۔فکشن ہاؤس لاہور۔۱۹۹۶ء۔
۱۳۸۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب یاسر جواد۔جلد۔اول۔ص۔۶۲۰۔ناشران الفیصل لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۱۳۹۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۰۔عالمی انسائیکلو پیڈیا۔مرتب۔یاسر جواد۔ص۔۱۵۳۴۔الفیصل پبلیشرز لاہور۔۲۰۱۳ء۔
۱۴۱۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۹۔
۱۴۲۔سورہ طٰحہ۔آیت۔۵۳۔
۱۴۳۔سورہ انعام۔آیت۔۹۵۔
۱۴۴۔سورہ انعام۔آیت۔۵۹۔
۱۴۵۔سورہ یٰسین۔آیت۔۳۶۔
۱۴۶۔سورہ رعد۔آیت۔۴۔
۱۴۷۔سورہ النحل۔آیت۔۱۱۔
۱۴۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۱۴۹۔سورہ السجدہ۔آیت۔۷۔
۱۵۰۔سورہ السجدہ۔آیت۔۹۔
۱۵۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۔
۱۵۲۔سورہ النباء۔آیت۔۸۔
۱۵۳۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۸۔
۱۵۴۔سورہ واقعہ۔آیت۔۵۹۔
۱۵۵۔سورہ دھر۔آیت۔۲۔
۱۵۶۔سورہ فاطر۔آیت۔۱۔
۱۵۷۔سورہ فرقان۔آیت۔۲۔
۱۵۸۔سورہ احزاب۔آیت۔۳۸۔

۱۵۹۔سورہ قدر۔آیت۔۱۔
۱۶۰۔سورہ قدر۔آیت۔۲۔
۱۶۱۔سورہ قدر۔آیت۔۳۔
۱۶۲۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۶۳۔سورہ سباء۔آیت۔۱۳۔
۱۶۴۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۶۵۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۴۔
۱۶۶۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۶۷۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۶۸۔سورہ الانبیاء۔آیت۔۸۷۔
۱۶۹۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۰۔
۱۷۰۔قرآن۔
۱۷۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۷۲۔سورہ رعد۔آیت۔۱۷۔
۱۷۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۲۱۔
۱۷۴۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۱۔
۱۷۵۔سورہ الاعلیٰ۔آیت۔۳۔
۱۷۶۔سورہ العنکبوت۔آیت۔۶۹۔
۱۷۷۔لوح وقلم۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔
۱۷۸۔روحانی ڈائجسٹ۔اکتوبر۔۲۰۱۳ء۔
۱۷۹۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۸۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز(متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۸۱۔سورہ الرحمن۔آیت۔۷۔
۱۸۲۔الدر المنثور التفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۸۳۔سورہ الرحمن۔آیت۔۸۔

۱۸۴۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۸۵۔سورہ الرحمن۔آیت۔۹۔
۱۸۶۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ۔
۱۸۷۔الدرالمنثو رالتفسیر بالمثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دارالفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔
۱۸۸۔سورہ الحدید۔آیت۔۲۵۔
۱۸۹۔سورہ القارعۃ۔آیت۔۸۔۹۔
۱۹۰۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۱۹۱۔سورہ اعراف۔آیت۔۸۔
۱۹۲۔سورہ کہف۔آیت۔۱۰۵۔
۱۹۳۔سورہ الحجر۔آیت۔۱۹۔
۱۹۴۔سورہ محمد۔آیت۔۱۹۔
۱۹۵۔سورہ فتح۔آیت۔۲۹۔
۱۹۶۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۹۷۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۱۹۸۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔۸۶۔
۱۹۹۔سورہ انعام۔آیت۔۸۴۔
۲۰۰۔سورہ انعام۔آیت۔۸۵۔
۲۰۱۔سورہ انعام۔آیت۔۸۶۔
۲۰۲۔حلیۃ الاولیاء۔ج۔۱۔ص۔۱۶۷۔مطبوعہ دارالکتاب العربی۔بیروت۔۱۴۰۷ھ۔
۲۰۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۰۴۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔
۲۰۵۔سورہ الذاریات۔آیت۔۴۹۔
۲۰۶۔سورہ مدثر۔آیت۔۳۰۔
۲۰۷۔سورہ آل عمران۔آیت۔۱۲۵۔

۲۰۸۔سورہ انفال۔آیت۔۹۔

۲۰۹۔سورہ انفال۔آیت۔۱۲۔

۲۱۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۱۱۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔

۲۱۲۔سورہ قدر۔آیت۔۱۔

۲۱۳۔سورہ قدر۔آیت۔۲۔

۲۱۴۔سورہ قدر۔آیت۔۳۔

۲۱۵۔سورہ قدر۔آیت۔۴۔

۲۱۶۔سورہ قدر۔آیت۔۵۔

۲۱۷۔تجلیات۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ ناظم آباد کراچی۔

۲۱۸۔سورہ البقرہ۔آیت۔۱۹۶۔

۲۱۹۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۲۲۰۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۲۲۱۔تفسیر روح البیان۔الشیخ ابوالفداء اسماعیل حقی بن مصطفیٰ استانبولی۔رضوی کتاب گھر دہلی۔

۲۲۲۔بستان التفاسیر المعروف تفسیر فتح العزیز۔حضرت الشیخ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ایچ ایم سعید کمپنی۔

۲۲۳۔مسند احمد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۲۲۴۔سورہ الحجر۔آیت۔۴۴۔

۲۲۵۔حیاۃ الحیوان۔علامہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری (متوفی ۸۰۸ھ)۔مکتبہ الحسن، اردو بازار۔

۲۲۶۔تفسیر صاوی۔جلال الدین سیوطی (متوفی)۔ج۔ص۔۱۹۔دار الجلیل۔بیروت۔

۲۲۷۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۲۸۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔

سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

تفسیر کبیر۔علامہ تقی الدین ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ)۔مطبوعہ بیروت۔۱۴۱۵ھ۔

۲۲۹۔سورہ نور۔آیت۔۲۔

۲۳۰۔الدر المنثور التفسیر بالماثور۔جلال الدین سیوطی۔مطبوعہ دار الفکر بیروت۔۱۴۱۴ھ۔

۲۳۱۔سورہ بنی اسرائیل۔آیت۔۳۲۔
۲۳۲۔سورہ نور۔آیت۔۲۔
۲۳۳۔سورہ مائدہ۔آیت۔۳۸۔
۲۳۴۔فتح القدیر۔ج۔۵۔ص۔۳۳۹۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔۱۴۱۵ھ۔
۲۳۵۔صحیح بخاری۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔
۲۳۶۔المصنف۔امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔۱۳۹۰ھ۔
۲۳۷۔سورہ النور۔آیت۔۴۔
۲۳۸۔صحیح مسلم۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
۲۳۹۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۰۔
۲۴۰۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۶۔
۲۴۱۔لغات القرآن۔غلام پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ)۔طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔۱۹۹۸ء۔
۲۴۲۔سورہ المجادلہ۔آیت۔۲۔
۲۴۳۔سورہ تحریم۔آیت۔۴۔
۲۴۴۔سورہ نور۔آیت۔۶۔۱۰۔
۲۴۵۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۲۸۔
۲۴۶۔سورہ طلاق۔آیت۔۴۔
۲۴۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۳۴۔
۲۴۸۔سورہ النساء۔آیت۔۷۔
۲۴۹۔سورہ النساء۔آیت۔۸۔
۲۵۰۔سورہ النساء۔آیت۔۹۔
۲۵۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۲۵۲۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۲۵۳۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۲۵۴۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۲۵۵۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔

۲۵۶۔سورہ النساء۔آیت۔
۲۵۷۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۲۵۸۔سورہ النساء۔آیت۔۱۱۔
۲۵۹۔ سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۲۶۰۔سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۲۶۱۔سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۲۶۲۔سورہ النساء۔آیت۔۱۲۔
۲۶۳۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ(متوفی ۲۷۳ھ)مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۲۶۴۔سورہ النساء۔آیت۔۲۳۔
۲۶۵۔اسلامی قانون۔نکاح،طلاق،وراثت۔مولف۔مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی۔دارالاشاعت کراچی
۲۶۶۔اسلامی قانون۔نکاح،طلاق،وراثت۔مولف۔مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی۔دارالاشاعت کراچی
۲۶۷۔سورہ البقرہ۔آیت۔۲۸۲۔
۲۶۸۔سورہ طلاق۔آیت۔۲۔
۲۶۹۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری(متوفی ۹۷۵ھ)مطبوعہ موسسۃ الرسالہ۔
۲۷۰۔سورہ طلاق۔آیت۔۲۔
۲۷۱۔تجلیات حکمت۔مرتب۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی۔مترجم۔سید قمر عباس۔مطبع انتشارات دفتر
تبلیغات اسلامی تہران۔۱۴۲۴ھ۔

کتابیات:

ماخذ ومراجع:

۱۔القرآن۔

۲۔تورات۔

۳۔انجیل۔

کتب احادیث:

۴۔المصنف ۔امام ابوبکرعبداللہ بن محمد ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالقرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ۔

۵۔مسند ابن ابی شیبہ۔امام ابوبکرعبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)۔مطبوعہ دارالوطن بیروت ۔۱۴۱۸ھ

۲۰۔المسند۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)۔مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔دارالکتب العلمیہ .

۶۔کتاب الزہد۔امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۷۔سنن درامی ۔امام عبداللہ بن عبدالرحمن درامی (متوفی ۲۵۵ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔

۸۔صحیح بخاری ۔امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت۔

۹۔صحیح مسلم ۔امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)۔مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔

۱۰۔سنن ابن ماجہ۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۱۱۔سنن ابوداؤد۔امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۱۲۔سنن ترمذی۔امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)۔مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۱۳۔سنن دارقطنی ۔امام علی بن عمر دارقطنی (متوفی ۲۸۵ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان ۔دارالکتب العلمیہ بیروت.

۱۴۔سنن نسائی۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۲ھ۔

۱۵۔سنن کبریٰ۔امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ

۱۶۔مسند اصحابہ۔امام ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی (متوفی ۳۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔

۱۷۔مسند ابویعلیٰ موصلی ۔امام احمد بن علی المثنی التمیمی (متوفی ۳۰۷ھ) مطبوعہ دارالمامون التراث بیروت۔

۱۸۔تحفۃ الاخیار۔امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) مطبوعہ داربلنسیہ ریاض۔۱۴۲۰ھ۔

۱۹۔الاحسان بہ ترتیب صحیح ابن حبان ۔امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ

۲۰۔الشریعہ۔امام ابوبکر احمد بن حسین آضری (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبہ دارالسلام ریاض۔۱۴۱۳ھ۔

۲۱۔مجم الصغیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ۔۱۳۸۸ھ۔

۲۲۔المعجم اوسط۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔

۲۳۔المعجم الکبیر۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث

۲۴۔کتاب الدعاء۔امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۵۔کتاب العظمۃ۔امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف بابی الشیخ (متوفی ۳۹۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ۔

۲۶۔المستدرک۔امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ۔

۲۷۔حلیۃ الاولیاء۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہائی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

۲۸۔دلائل النبوۃ۔امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہائی (متوفی ۴۳۰ھ) مطبوعہ دارالنفائس بیروت۔

۲۹۔سنن کبریٰ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔

۳۰۔کتاب الاسماء والصفات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی

۳۱۔معرفۃ السنن والآثار۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۳۲۔دلائل النبوۃ۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔

۳۳۔کتاب الآداب۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۳۴۔کتاب فضائل الاوقات۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ مکتبہ المنارۃ۔مکہ مکرمہ.

۳۵۔شعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ داالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ۔

۳۶۔الجامع لشعب الایمان۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ مکتبہ الراشد ریاض۔

۳۷۔البعث والنشور۔امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۳۸۔الفوائد۔امام عبدالوصاب بن محمد ابن مندہ (متوفی ۴۷۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ۔

۳۹۔جامع البیان العلم وفضلہ۔امام ابوعمر یوسف ابن عبدالبر قرطبی (متوفی ۴۶۳ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ.

۴۰۔الفردوس بماثور الخطاب۔امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ)۔مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ۔

۴۱۔شرح السنہ۔امام حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۱۲ھ۔

۴۲۔تاریخ دمشق الکبیر۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی

۴۳۔تہذیب وتاریخ دمشق۔امام ابوالقاسم علی ابن الحسن ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث.

۴۴۔جامع الاصول۔امام مجدالدین المبارک بن محمد الشیبانی المعروف بابن الاثیر الجزری (متوفی ۶۰۶ھ)

مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔
۴۵۔الاحادیث المختارۃ۔امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی حنبلی (متوفی ۶۴۳ھ) مطبوعہ مکتب النہضۃ۔
۴۶۔الترغیب والترہیب۔امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ۔دارابن کثیر بیروت۔
۴۷۔مشکوۃ۔امام ولی الدین تبریزی (متوفی ۷۴۲ھ) مطبوعہ اصح المطابع دہلی دارارقم بیروت۔
۴۸۔مجمع الزوائد۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت.
۴۹۔کشف الاستار۔حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت.
۵۰۔کنوز الحقائق۔امام عبدالروف بن علی المنادی (متوفی ۱۰۳۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
۵۱۔البدورالسافرہ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ۔
۵۲۔جمع الجوامع۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔۱۴۲۱ھ۔
۵۳۔الخصائص الکبری۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ۔
۵۴۔الدررالمنتثرۃ۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ۔
۵۵۔کشف الغمہ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ مطبع عامرہ عثمانیہ مصر ۱۳۰۳ھ۔
۵۶۔کنزالعمال۔علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری (متوفی ۹۷۵ھ) مطبوعہ موسسۃ الرسالہ۔
۵۷۔الفتح الربانی۔علامہ احمد عبدالرحمن البناء (متوفی ۱۳۷۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت۔

کتب تفاسیر:

۵۸۔احکام القرآن۔امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) مطبوعہ داراحیاء العلوم بیروت ۱۴۱۰ھ
۵۹۔جامع البیان۔امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۱ھ) مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۹ھ۔
۶۰۔تفسیر القران العزیز۔امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار.
۶۱۔احکام القرآن۔امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص (متوفی ۳۷۰ھ) مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ۔
۶۲۔النکت والعیون۔علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (متوفی ۴۵۰ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
۶۳۔تفسیر القشیری۔علامہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری (متوفی ۴۶۵ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۴۔معالم التنزیل۔امام ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی (متوفی ۵۱۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۵۔الکشاف۔علامہ محمد بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ۔

٦٦۔احکام القرآن۔علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳ھ) مطبوعہ دار المعرفہ۔
٦٧۔زاد المیسر۔علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی حنبلی (متوفی ۵۹۷ھ) مطبوعہ مکتب اسلامی۔
٦٨۔۱۳۹ تفسیر کبیر۔امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی (متوفی ٦٠٦) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔
٦٩۔تفسیر القرآن الکریم۔علامہ محی الدین ابن عربی (متوفی ٦٣٨ھ) مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران۔
٧٠۔الجامع الاحکام القرآن۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی (متوفی ٦٦٨ھ) مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
٧١۔انوار التنزیل۔قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی شافعی (متوفی ٦٨٥ھ) مطبوعہ دار فراس للنشر۔
٧٢۔مدارک التنزیل۔علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور۔
٧٣۔فی ظلال القرآن۔سید محمد قطب شہید (متوفی ۱۳۸۵ھ) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸٦ھ
٧٤۔نور العرفان۔مفتی احمد یار خان نعیمی (متوفی ۱۳۹۱ھ) مطبوعہ دار الکتب اسلامیہ گجرات۔
٧٥۔معارف القرآن۔مفتی محمد شفیع دیوبندی (متوفی ۱۳۹٦ھ) مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی۔۱۳۹۷ھ۔
٧٦۔تفہیم القرآن۔سید ابوالاعلی مودودی (متوفی ۱۳۹۹ھ) مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔
٧٧۔التبیان۔علامہ سید احمد سعید کاظمی (متوفی ۱۴۰٦ھ) مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان۔
٧٨۔تفسیر نمونہ۔آیت اللہ مکارم شیرازی۔مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ ایران ۱۳٦۹ھ۔
٧٩۔ضیاء القرآن۔جسٹس پیر کرم شاہ الازہری۔مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔
٨٠۔تدبر قرآن۔شیخ امین احسن اصلاحی۔مطبوعی فاران فاونڈیشن لاہور۔
٨١۔اعراب القرآن وصرفہ وبیانہ۔علامہ محمد صافی۔مطبوعہ انتشارات زرین ایران۔

کتب شروح حدیث:

٨٢۔فتح الباری۔حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ٨٥٢ھ) مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور۔دار الفکر بیروت ۱۴۲٠ھ۔
٨٣۔عمدۃ القاری۔حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی (متوفی ٨٥٥ھ) مطبوعہ اداaرۃ الطباعۃ المنیریہ۔

کتب الغات:

٨٤۔المفردات۔علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی (متوفی ٥٠٢ھ) مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ۔
٨٥۔الفائق۔علامہ محمود بن عمر زمخشری (متوفی ٥٨٣ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ۔
٨٦۔نہایہ۔علامہ محمد بن اثیر الجزری (متوفی ٦٠٦ھ) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ۔

۸۷۔مختار الصحاح۔علامہ محمد بن ابوبکر بن عبدالغفار ارزی (متوفی ۶۶۰ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔
۸۸۔تہذیب الاسماء واللغات۔علامہ یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
۸۹۔لسان العرب۔علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی (متوفی ۷۱۱ھ) مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم۔
۹۰۔القاموس المحیط۔علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی (متوفی ۸۱۷ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی
۹۱۔مجمع بحارالانوار۔علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) مطبوعہ مکتبہ دارالایمان المدینۃ المنورہ۔۱۴۱۵ھ۔
۹۲۔تاج العروس۔علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی (متوفی ۱۲۰۵ھ) مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر۔
۹۳۔المنجد۔لوئیس معلوف الیسوعی (متوفی ۱۸۶۷ء) مطبوعہ المطبعۃ الکاثولیکیہ بیروت ۱۹۲۷ء۔
۹۴۔لغات القرآن۔شیخ غلام احمد پرویز (متوفی ۱۴۰۵ھ) مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور۔

کتب تاریخ: سیرت وفضائل:

۹۵۔البدایہ والنہایہ۔حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت۔
۹۶۔تاریخ ابن خلدون۔علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) مطبوعہ داراحیاء التراث العربی۔

کتب شیعہ:

۹۷۔نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم) مطبوعہ ایران و مطبوعہ کراچی۔
۹۸۔الاصول من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران۔
۹۹۔الفروع من الکافی۔شیخ ابوجعفر محمد یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران۔

کتب متفرقہ:

۱۰۰۔احیاء علوم الدین۔امام محمد بن محمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) مطبوعہ دارالخیر بیروت۔۱۴۱۳ھ۔
۱۰۱۔شرح الصدور۔حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ۔
۱۰۲۔کشف الغمہ۔علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۸۔
۱۰۳۔لوح وقلم۔حضرت قلندر باباؒ اولیاء۔مکتبہ تاج الدین بابااولیاء کراچی۔سن ندارد۔
۱۰۴۔محمد الرسول اللہ ﷺ۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔
۱۰۵۔احسان وتصوف۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔اشاعت۔شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔۲۰۰۴ء۔
۱۰۶۔روح کی پکار۔خواجہ شمس الدین عظیمی۔مکتبہ عظیمی۔اردو بازار لاہور۔۲۰۰۵ء

۱۰۷۔ایک سوایک اولیا خواتین ۔شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۱۰۸۔فقیر کی ڈاک ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۱۰۹۔آگہی ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۱۱۰۔وقت ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۱۱۱۔نور ہدایت ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۱۱۲۔کشکول ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی ۔۱۹۹۰ء۔

۱۱۳۔صدائے جرس ۔شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۱۱۴۔قوس وقزح ۔شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۱۱۵۔مراقبہ ۔شمس الدین عظیمی ۔الکتاب پبلی کیشنز۔کراچی۔

۱۱۶۔توجیہات ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ کراچی۔

۱۱۷۔قلندر شعور ۔شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ روحانی ڈائجسٹ کراچی ۔۱۹۸۶ء۔

۱۱۸۔تذکرہ خواجہ شمس الدین عظیمی ۔شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۱۱۹۔بڑے بچوں کے لئے ۔خواجہ شمس الدین عظیمی ۔مکتبہ عظیمیہ۔کراچی۔

۱۲۰۔ماہنامہ قلندر شعور ۔کراچی۔

۱۲۱۔ماہنامہ ۔روحانی ڈائجسٹ ۔کراچی۔

۱۲۲۔روزنامہ ایکسپریس کراچی۔

۱۲۳۔کلیات اقبال (اردو ترجمہ ۔بال جبرائیل) ۔ڈاکٹر محمد اقبال ۔خزینہ علم وادب

۱۲۴۔فقیر رنگ ۔سید سرفراز اے شاہ ۔جہانگیر بکس ۔لاہور۔

۱۲۵۔سائیں بھلے شاہ ۔جے ۔آر۔پوری اور جے ۔آر۔شنگاری ۔فکشن ہاوس لاہور

۱۲۶۔نفسیات ومابعد النفسیات ۔رئیس امروہوی ۔ویلکم بک پورٹ کراچی ۔۲۰۱۳ء۔

۱۲۷۔اقوال دانش کدہ ۔حضرت وارث علی شاہ ۔مرتب مجلس ادارہ ۔ثنا پبلی کیشنز۔

۱۲۸۔اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا ۔مرتب اردو سائنس بورڈ ۔وزارت تعلیم ۔حکومت پاکستان۔

۱۲۹۔عالمی انسائیکلو پیڈیا ۔مرتب ۔یاسر جواد۔ پبلیشر ۔الفیصل ۔لاہور ۔۲۰۱۳ء۔

۱۳۰۔تجلیات حکمت ۔مرتب ۔آیت اللہ سید اصغر ناظم زادہ قمی ۔مترجم ۔سید قمر عباس ۔مطبع انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی تہران۔

۱۳۱۔اسلامی قانون۔نکاح،طلاق،وراثت۔مولف۔مولانامفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی۔
دارالاشاعت کراچی۔۱۹۸۹ء۔

--ختم شد۔